شہریت

برائے گیارھویں جماعت

Free From Government
NOT FOR SALE

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

جملہ حقوق بحق لیڈنگ بکس پبلیشرز محفوظ ہیں۔

منظور کردہ: نظامت نصاب و تعلیم اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

بمطابق: قومی نصاب 2006

مراسلہ نمبر 8536-38/SS-II مورخہ 09-10-2012

مصنف: پروفیسر بختیار

نگران نظر ثانی کمیٹی: سید بشیر حسین شاہ ناظم، نظامت نصاب و تعلیم اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

نظر ثانی: عطاء اللہ خان، (ڈائریکٹر) ڈائریکٹریٹ آف کریکولیم اینڈ ٹیچر ایجوکیشن خیبر پختونخوا ایبٹ آباد

خالد شاہ، پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول کاکا صاحب نوشہرہ

طاہر اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج نمبر 1 ایبٹ آباد

ولی خان، ڈپٹی ڈائریکٹر (پی اینڈ ڈی) ایلمنٹری اینڈ سکنڈری ایجوکیشن پشاور

فضل الرحمن، ماہر مضمون ڈائریکٹریٹ آف کریکولیم اینڈ ٹیچر ایجوکیشن خیبر پختونخوا ایبٹ آباد

ڈیزائنر: غلام زاہد جان ماہر مضمون خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

طباعت زیر نگرانی: ذاکر حسین آفریدی (چیئرمین)
سعید الرحمن (ممبر ای اینڈ پی)
خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ

تعلیمی سال: 2019-20۔

ویب سائٹ: www.kptbb.gov.pk

ای میل: memberibb@yahoo.com

فون نمبر: 091-9217159-60

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
باب ۱	**سیاسی نظام**	1
	کمیونٹی	2
	ریاست	3
	اسلامی ریاست کا تصور	4
	ریاست اور حکومت میں فرق	8
	حکومت کی ضرورت	13
	آئین	14
	اچھے آئین کے خصوصیات	15
	پاکستان کے 1973ء کے دستور کی خصوصیات	17
	پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کا خلاصہ	24
	پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کی وجہ سے اُبھرنے والے مسائل	26
	تحریری اور غیر تحریری دستور	27
	سیاسی نظام	28
	سیاسی نظام کی خصوصیات	28
	فیصلہ ساز سیاسی اِدارے اور سرگرمیاں	30
باب ۲	**حکومت کی اقسام**	36
	بادشاہت	37
	جمہوریت، خصوصیات و اصول	40

	آمریت	44
	آمریت کی خصوصیات	45
	اِسلامی حکومت اور اس کی خصوصیات	49
	مختلف طرزہائے حکومت کی بنیادیں (نظریہ، ثقافت، تاریخ، اقدار وغیرہ)	52
باب۳	**حقوق**	**57**
	اِنسانی حقوق کی تاریخ	58
	حقوق کے اقسام	59
	اِسلام میں اِنسانی حقوق کی تاریخ	63
	اِسلام میں بنیادی اِنسانی حقوق	64
	اقوام متحدہ کے حقوق کا عالمی منشور اور موازنہ	68
	اعلامیہ اور کنونشن میں فرق	73
	اِنسانی حقوق کی نا قابلِ تقسیم، باہمی اِنحصار اور تعلق خصوصیات	74
باب۴	**سیاسی اقتصادیات**	**78**
	سیاسی اِقتصادیات	79
	بین الاقوامی تجارت، دوطرفہ تجارت اور کثیر الاطرافی تجارت	79
	پاکستان کی اِقتصادیات اور سیاست پر سارک کے اثرات	80
	اقتصادی تعاون تنظیم (ای سی او (ECO)) کی پاکستان کی اقتصادیات اور سیاست پر اثرات	83
	پاکستان کا ملائشیاء، چین اور سری لنکا سے آزاد تجارت کے معاہدات اور پاکستان پر سیاسی اثرات	85
	پاکستان کا ایران، چین اور بھارت سے سیاسی تعلقات	88
باب۵	**تضاد اور تضاد کا حل**	**99**
	تضاد اور تضاد میں شدت	100
	تضاد میں حصہ داروں کے مفادات اور حالت	102
	تضاد کی پھیلاؤ کے وجوہات کا تجزیہ (ذاتی، مقامی، قومی اور بین الاقوامی)	106
	تضاد کا حل۔ اِتفاقِ رائے، مل کر کام کرنا، سودہ بازی	106
	پاکستان میں قومی سطح پر اہم تضادات کی نشاندہی اور وجوہات	108
	تشدد کے ذریعے اِختلافات حل کرنے کے نتائج	111
	قومی سطح پر تضاد کے حل میں حکومتی اقدامات	112
	مل کر کام کرنے، سودابازی اور اتفاق رائے سے پاکستان میں قومی تضادات کی حل کیلئے حکمت عملی	115
باب۶	**علمی مہارتیں**	**121**
	تفتیش یا انکوئری کے مراحل	123
	مقامی یا ملکی کیمونٹی میں اہم مسائل کی نشاندہی	124
	تنقیدی سوچ (تعصب)	126
	پروپیگنڈہ (تعریف)	127

	پروپیگنڈہ کے مختلف طریقے	128
	معلومات جمع کرنے کے طریقے	132
	مقامی یا صوبائی پالیسی تبدیل کرنے کیلئے تجاویز تاکہ مسئلہ یا واقعہ صحیح انداز میں حل ہو۔	135
	تفتیش سے حاصل کردہ معلومات کی زبانی یا پاور پوائنٹ کے ذریعے پیشکش	136

باب ۷	**ذرائع ابلاغ اور سول سوسائٹی**	**142**
	ذرائع ابلاغ تعریف	143
	آزاد میڈیا کی ضرورت اور اہمیت	143
	پاکستان میں جمہوریت کی ترقی اور مضبوطی میں میڈیا کا کردار	144
	میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے حکومتی قوانین	147
	سول سوسائٹی	151
	جمہوری معاشرہ میں سول سوسائٹی کے فرائض	152
	غیر سرکاری تنظیموں کی تعریف	153
	پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کو درپیش مشکلات	154
	پاکستان میں سماجی و اقتصادی ترقی میں غیر سرکاری تنظیموں کا کردار	156
	غیر سرکاری تنظیم اور مفاداتی گروہ میں فرق	156
	شہریوں کی فلاح اور جمہوریت کیلئے سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کردار	158
	رضا کار کی تعریف	161
	پاکستانی معاشرہ میں رضا کاری کی اہمیت	162

باب ۸	**اِنسانی اقدار کا فروغ**	**167**
	انسانی اقدار	168
	مساوات، دادرسی اور عدم مساوات	169
	پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کے اقسام	170
	پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کی وجوہات	172
	پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کے اثرات	175
	اُن گروہوں کی نشاندہی جن کو مقامی اور قومی سطح پر اِمتیازات کا سامنا ہے	179
	معاشرہ میں عدل کے فروغ کے طریقے	180
	ناانصافی (اِمتیاز، تفریق اور سٹیریوٹائپ کے تعاریف)	183
	تعصب اور سٹیریوٹائپ کے امتیازات میں تبدیل کرنے والے طریقے	185
	پاکستانی معاشرہ میں ناانصافیوں کی نشاندہی	187
	اِنصاف کے لوازمات	191
	ایسی سرگرمیوں کی تجاویز جو مقامی، ملکی اور عالمی سطح پر انصاف کا سبب بن جائیں	194

باب ۹	فعال اور ذمہ دار شہری	**200**
	فعال اور ذمہ داری شہری کی تعریف	201
	فعال شرکت	202
	کمیونٹی سروسز	203
	فرہنگ	**207**

باب ۱

سیاسی نظام

(Political System)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱- کمیونٹی، ریاست اور حکومت کی تشریح کر سکیں۔

۲- ریاست اور حکومت میں فرق کر سکیں۔

۳- حکومت کی ضرورت کی وضاحت کر سکیں۔

۴- دستور یا آئین کی تعریف کر سکیں۔

۵- موثر آئین کی خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔

۶- دستور ۱۹۷۳ء کے نمایاں خصوصیات کی نشاندہی کے قابل بن سکیں۔

۷- دستور ۱۹۷۳ء میں کی گئی ترامیم کی فہرست بنا سکیں۔

۸- اُن اہم مسائل کی نشاندہی کر سکیں جو دستور ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

۹- تحریری اور غیر تحریری دساتیر میں فرق کرنے کے قابل بن جائیں۔

۱۰- سیاسی نظام کی نمایاں خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔

۱۱- سیاسی فیصلہ سازی کے عمل اور اِس میں مصروف اہم سیاسی اِداروں کی نشاندہی کر سکیں۔

NOT FOR SALE

کمیونٹی (برادری) (Community)

برادری (Community):

کمیونٹی افراد کا ایک ایسا گروہ جو ایک خاص علاقے میں مستقل بنیادوں پر رہائش پذیر ہو اور اُن کی طرزِ زندگی میں یکسانیت ہو۔ بعض اوقات یہ برادری ایک خونی رشتے میں منسلک ہوتی ہے جبکہ بعض اوقات اِن لوگوں کے رشتے مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر اِیسے انسانی گروہ کے مفادات، عادات و رسم و رواج وغیرہ مشترک ہوتے ہیں۔

عام الفاظ میں افراد کا وہ گروہ جس میں نسلی اِعتبار سے یکسانیت ہو یا ایک جگہ مل جل کر رہ رہے ہوں۔ برادری کہلاتی ہے برادری کی تشکیل افراد کے بغیر ممکن نہیں البتہ برادری کی تشکیل کیلئے افراد کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں۔ یہ برادریاں اِجتماعی مفادات کے حصول اور مشترکہ مسائل کے حل کیلئے تنظیم سازی کرتی ہیں۔

برادری کیمونٹی کی تعریف (Community)

کیمونٹی کی تعریف اِس طرح کی جاسکتی ہے:

۱۔ کیمونٹی سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو ایک مخصوص علاقہ میں آباد ہو۔

۲۔ اِس سے مراد افراد کا وہ گروہ ہے جن کے مفادات مشترک ہوں۔

NOT FOR SALE

۳۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق: برادری سے مراد لوگوں کا ایک ایسا گروہ جو ایک جگہ، ضلع یا ملک میں رہائش پذیر ہو۔ یا لوگوں کا ایک ایسا گروہ جس میں مذہب، نسل اور پیشہ وغیرہ کی بنیاد پر یکسانیت ہو۔

ریاست (State)

ریاست اِنسانی تہذیب کے اعلیٰ ترین اِدارے کا نام ہے۔ ریاست ایک ایسے اِنسانی اِدارے اور اِجتماع کا نام ہے جو سیاسی طور پر منظّم ہو۔

مندرجہ بالا تعریفوں کی روشنی میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ریاست وہ انسانی ادارہ ہے جس میں ایک خاص علاقہ پر لوگوں کے اختیارات کی حامل حکومت ہو جو اندرونی اور بیرونی طور پر دباؤ سے آزاد ہو۔

ریاست کی تعریف

۱۔ اِنکارٹا:

۲۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق ''ایک ہی حکومت کے تحت منظّم اِجتماع۔''

۳۔ لاسکی کے مطابق ''ریاست ایک علاقائی معاشرہ ہے جو حکومت اور محکوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو اپنے مخصوص علاقے میں دیگر اِداروں پر بالادستی کا دعویٰ کرتا ہے۔''

۴۔ گارنر کے مطابق ''ریاست افراد کی ایک کمیونٹی ہے جو ایک مخصوص علاقہ میں آباد ہو، بیرونی دباؤ سے آزاد ہو اور ایک منظّم حکومت کی مالک ہو جسے عوام کی اکثریت کی اطاعت حاصل ہو۔''

NOT FOR SALE

اسلامی ریاست کا تصور (Concept of Islamic State)

اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق رکھی گئی ہے۔ اس میں ہر حال میں شریعت کی بالادستی قائم رہتی ہے۔ قرآن پاک اس کا مستقل آئین ہے جس میں کسی قسم کی ترمیم کی گنجائش نہیں۔ اس میں مسلمانوں کی حیثیت ایک نائب کی سی ہے۔ جہاں قرآن پاک کے احکامات واضح اور دوٹوک ہیں وہاں وہ بلا چون و چرا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا البتہ جہاں قرآن یا سنت وحدیث خاموش ہیں وہاں وہ قرآن وسنت کے عمومی اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کر سکتا ہے۔ اسلامی ریاست کی چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ حاکمیت اعلیٰ (Sovereignty)

اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ وہ زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔ جن وانس سب اس کے تابع ہیں چونکہ قرآن پاک اس کا کلام ہے اس لیے اسلامی ریاست میں بالادستی قرآن وسنت کو حاصل ہوگی۔ انسان اس کا نائب ہے اور وہ اسلام کے اصولوں اور احکامات کی روشنی ہی میں دنیاوی معاملات چلائے گا۔

۲۔ باہمی مشورہ (شوریٰ)

شوریٰ اس ریاست کی روح ہے۔ جو بھی کام ہوگا وہ باہمی مشورہ سے سرانجام ہوگا۔ کسی شخص یا گروہ کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی مرضی اور منشاء کے خلاف ان پر اپنے آپ کو مسلط کرے اور انھیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنائے۔ حکمران مسلمانوں کی رائے اور مرضی سے بنے گا اور انتظامی معاملات چلانے کے لیے اصحاب شوریٰ کی رائے کا پابند ہوگا۔ حکمران اس طرح نہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے بلکہ عوام الناس کے سامنے بھی جوابدہ ہے۔

۳۔ قانون کی حکمرانی

اسلامی ریاست میں کوئی بھی شخص یا گروہ قانون سے بالاتر نہیں۔ سب قانون کی نظروں میں برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر رنگ، نسل، زبان، علاقے اور حیثیت کی بناء پر برتری حاصل نہیں برتری صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ہے۔

۴۔ عدلیہ کی آزادی

اسلامی ریاست کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عدلیہ مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہوتی ہے۔ جج جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ قرآن وسنت یا ان کے عمومی اصولوں کو سامنے رکھ کر کرتا ہے۔ اس کے کام میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں۔ ایک جج کے سامنے حاکم اور محکوم سب برابر ہیں۔

۵۔ معاشرتی عدل وانصاف

اس ریاست کا وطیرہ ہے کہ اس میں تمام افراد کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس میں طبقات کی تقسیم اور پیدائشی یا معاشرتی امتیازات کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ تمام لوگوں کو ایک جیسے حقوق ومراعات حاصل ہوتے ہیں۔ نہ صرف مسلمان بلکہ اقلیتوں کو بھی زندہ رہنے، جائیداد بنانے، آزادنہ چلنے پھرنے اور اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیا جاتا ہے۔

مغرب میں فلاحی ریاست کا جو تصور کھڑا ہے وہ درحقیقت اسلامی ریاست کا تصور ہے۔ اسلامی ریاست کے ذمہ عوام کی کفالت کا جو فرض عائد ہوتا ہے وہ موجودہ فلاحی ریاست نے اپنایا ہے۔

NOT FOR SALE

ریاست کے اجزائے ترکیبی یا عناصر (Elements of State)

ریاست بنیادی طور پر چار عناصر سے ملکر بنتی ہے جو درج ذیل ہیں:۔

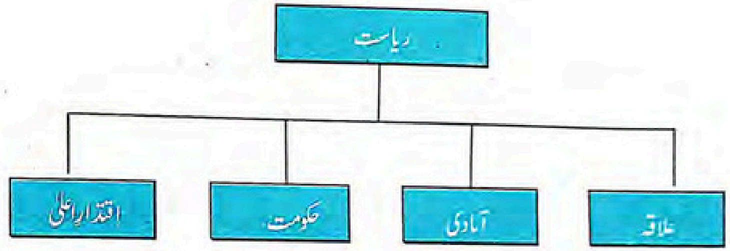

ا۔علاقہ (Territory)

ریاست کے لئے سب سے پہلے زمین یا علاقہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ریاست کیلئے علاقہ لازمی ہے اور اسکے بغیر ایک ریاست کا قیام ممکن نہیں۔ مثلاً فلسطینی علاقے میں اسرائیلی ریاست قائم ہونے سے پہلے اسرائیلیوں نے جلاوطن حکومت قائم کی تھی لیکن علاقہ نہ ہونے کی وجہ سے اِسے ریاست کا درجہ حاصل نہیں تھا۔علاقے کی وسعت بہت اہمیت کی حامل ہے۔قدیم سیاسی مفکرین چھوٹی ریاست کو ترجیح دیتے تھے تاکہ اسکا اِنتظام آسان ہو بلکہ افلاطون نے تو بڑی ریاست کو چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی تھی تاکہ اسکا اِنتظام آسانی سے چلایا جاسکے (آج کے دور میں ریاست نہ تو اتنی چھوٹی ہو کہ اِسکی اہمیت ختم ہو اور نہ اِتنی بڑی کہ اِسکا اِنتظام چلانا مشکل ہو جائے) اگر علاقہ زیادہ ہو تو وہاں وسائل زیادہ ہونگے۔قدرتی وسائل کی فراوانی ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ خوشحال ہوتے ہیں۔

۲۔آبادی (Population)

صرف علاقہ ریاست بنانے کیلئے کافی نہیں۔اِس زمین پر اِنسان بھی آباد ہوں۔ریاست کا دوسرا لازمی عنصر آبادی ہے۔آبادی کے بغیر ریاست کو تصور میں بھی نہیں لایا جاسکتا۔آبادی کی تعداد ریاست کے کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔قدیم زمانے میں کم آبادی کو ترجیح دی جاتی تھی۔ افلاطون نے ریاست کے لیے آبادی کی حد 5040 مقرر کی ہے۔جدید قومی ریاست میں آبادی کی تعداد اتنی کم نہیں ہونی چاہیے جہاں حاکم اور محکوم کے درمیان فرق نہ رہے۔نہ آبادی اتنی زیادہ ہونی چاہیے کہ ریاست کے کنٹرول میں نہ رہے۔بڑھتی ہوئی آبادی کئی ایک مسائل کی جڑ ہے۔وسائل کی کمی، تعلیمی و معاشی سہولیات کا فقدان، صحت کے مسائل، صنعتی اور معاشرتی مسائل، بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات ہیں۔اگر آبادی میں اِضافے پر قابو پانا کئی عوامل کی وجہ سے ناممکن ہو تو پھر وسائل میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک اچھی ریاست وہ ہے جہاں آبادی ایک منصوبہ کے مطابق کنٹرول کی جائے یا پھر ریاست بہت ساری آبادی کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کیلئے تمام وسائل کو بروئے کار لائے۔

۳۔حکومت (Government)

حکومت ریاست کا تیسرا اہم ستون ہے۔حکومت ریاستی ایجنٹ ہے اور ایک ایسا سیاسی اِدارہ ہے جو ریاست کا اِنتظام چلاتا ہے۔آبادی کے نظم ونسق کو چلانے کیلئے مشینری کی ضرورت ہوتی ہے جسے حکومت کا نام دیا جاتا ہے۔حکومت مقننہ کے ذریعے قانون بناتی ہے۔عاملہ یا اِنتظامیہ کے ذریعے وہ قانون نافذ کیا جاتا ہے اور عدلیہ کے ذریعے اُس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے۔لٰہذا حکومت کے بغیر ہم ریاست کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔بعض اوقات جلاوطن حکومتیں قائم کی جاتی ہیں لیکن یہ حکومتیں موثر نہیں ہوتیں۔حکومتوں کی بھی مختلف اقسام ہیں جو ہر ملک میں وہاں کے حالات اور عوامی نفسیات کے مطابق رائج کیے جاتے ہیں۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

۴۔ اِقتدارِاعلیٰ (Sovereignty)

ریاست کا چوتھا عنصر اِقتدارِاعلیٰ ہے جسکے معنی ہیں ''اعلیٰ ترین اِختیارات''۔ ریاست کا وجود اُس وقت تک نامکمل ہے جب تک ریاست کو اعلیٰ ترین اِختیارات حاصل نہ ہوں۔ اِقتدارِ اعلیٰ اندرونی و بیرونی قسم کا ہوتا ہے۔ اندرونی اِقتدارِاعلیٰ سے مراد ریاست کے وہ اِختیارات ہیں جن کی وجہ سے ریاست اپنی حدود کے اندر تمام شہریوں اور اِداروں پر فوقیت رکھتی ہے جبکہ بیرونی اقتدارِاعلیٰ سے مراد ریاست کا بیرونی دباؤ سے مکمل آزادی ہے۔ اُن ریاستوں کی بین الاقوامی سطح پر قدر کی جاتی ہے جو خود مختار اور مقتدر ہوں۔

ریاست اور حکومت میں فرق (Difference)

ریاست اور حکومت میں فرق درج ذیل نکات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ پائیداری (stability)

ریاست ایک مستقل اور پائیدار تنظیم کا نام ہے جبکہ حکومت ایک غیر مستقل اور کم عمر رکھنے والی تنظیم ہے۔

۲۔ لامحدود اختیارات (Unlimited Powers)

ریاست چونکہ اِقتدارِاعلیٰ رکھتی ہے لہٰذا ریاست کے اِختیارات لامحدود ہوتے ہیں۔ ریاست کو اِنسانی زندگی میں مکمل مداخلت کا حق حاصل ہے اور یہ ایک مقدس اِدارہ ہے۔ ریاست کے خلاف آواز اُٹھانا بغاوت ہے جبکہ حکومت کی منفی سرگرمیوں پر تنقید کرنا اور اِحتجاج کرنا شہریوں کا بنیادی حق ہے۔

۳۔ طبعی وجود (Vitality)

ریاست ایک غیر مجسم اور مردہ وجود رکھتی ہے جبکہ حکومت ایک زندہ اور متحرک وجود رکھتی ہے۔
ریاست کے مقتدر اِختیارات حکومت ہی اِستعمال کرتی ہے۔ ریاست ایک جسم جبکہ حکومت اِس جسم میں روح کی طرح ہے۔ بالفاظِ دیگر ریاست ایک گاڑی کی مانند ہے اور حکومت اِس کی ڈرائیور ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ حقوق (Rights)

ریاست کے تمام باشندوں کو ریاست کی طرف سے حقوق دیئے جاتے ہیں۔ اِن حقوق کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہو جائے تو عوام حکومت کے خلاف مظاہرہ کرسکتی ہے لیکن ریاست کے خلاف آواز نہیں اُٹھائی جاسکتی۔

۵۔ اقتدارِ اعلیٰ:۔

ریاست اقتدارِ اعلیٰ کی مالک ہے لیکن حکومت ریاست کا ایک جزو ہے جو اقتدارِ اعلیٰ کا مالک نہیں۔

اسلام میں اقتدارِاعلیٰ کے بنیادی اصول
(Basic Principles of Sovereignty in Islam)

اسلام کا تصور حاکمیت، مغربی تصور حاکمیت سے یکسر مختلف ہے۔ اسلامی نظریئے کے مطابق پوری کائنات پر حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ''حکم سوائے اللہ کے کسی اور کو نہیں''۔ (سورۂ یوسف: آیت 5) سورۂ ال عمران کی ایک آیت میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے'' وہ پوچھتے ہیں کہ ان اختیارات میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے! کہہ دو کہ اختیارات تو سارے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ننانوے (99) صفات بھی اس بات کی شہادت کے لیے کافی ہیں کہ وہ مختار کل ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ صرف اسی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات قرآن پاک کی صورت میں مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں جس کا عملی مظاہرہ سیدنا محمد ﷺ کر چکے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ خود رسولؐ اللہ کے ذریعے تمام احکامات دے چکے ہیں اور انسان کو اپنا نائب مقرر کر چکے ہیں۔ لہٰذا قرآن اور سنت کی رہنمائی میں وہ محدود پیمانے پر ان اختیارات کا استعمال انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کرسکتا ہے۔

NOT FOR SALE

اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ کی خصوصیات
(Attributes of Sovereignty in Islam)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ لہٰذا اقتدارِ اعلیٰ کی جملہ صفات جو ہم پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں وہ سب کی سب انسان میں نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ آیئے قرآنی آیات کی روشنی میں ان خصوصیات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

1۔ مطلق العنانیت

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر اور وہی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ دوسری جگہوں پر مَالِکُ الْمُلْکِ، اَلْقَادِرُ، اور اَلْمُقْتَدِرُ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ چنانچہ وہی ذات باری تعالیٰ ہے جو مطلق اختیار کی مالک ہے۔

2۔ لازوال (پائیدار)

اللہ تعالیٰ کا اقتدار پائیدار اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اس کے لیے حَیٌّ لَا یَمُوْتُ، اَلْقَیُّوْم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ ترجمہ۔ ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے (سورہ رحمٰن)

3۔ جامعیت

اللہ تعالیٰ کا اقتدار جامع اور ہر چیز پر حاوی ہے۔ وہ پوری کائنات کا مالک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔

4۔ ناقابلِ تقسیم و ناقابلِ انتقال

اللہ تعالیٰ کا اقتدار ناقابلِ تقسیم اور ناقابلِ انتقال ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ سورۃ الاخلاص۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

اس کا واضح ثبوت ہے ایک دوسری آیت میں ہے۔ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ۔۔ بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

5۔ منفرد حیثیت

اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود اختیارات کی حامل ہے۔ اس کے پاس ایسا مطلق اختیار ہے جس پر کوئی پابندی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ): ۔ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

مندرجہ بالا خصوصیات سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ کے چند بنیادی اصول ہیں اور وہ اصول یہ ہیں:۔

1۔ چونکہ اسلام میں نیابت کا تصور عمومی ہے یعنی تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے نائبین تصور کیے جاتے ہیں لہٰذا حکمرانی کا حق کسی ایک شخص یا مخصوص طبقہ کو حاصل نہیں۔ پوری قوم اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہے گی اور اختیارات کو استعمال میں لائے گی۔ اس نیابت عمومی کے بارے میں قرآن پاک کے الفاظ بڑے واضح ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ''تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی''۔ (قرآن 24:55)

2۔ حاکم مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے احکامات اٹل ہیں۔ اس نے اپنے قوانین کے ذریعہ افراد کی آزادی فکر و عمل پر جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ اس کی شخصیت کی تکمیل کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر وہ نہ صرف اِس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی فلاح پا سکتا ہے۔ اس اٹل حقیقت کا اظہار قرآن پاک کے ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ (ترجمہ) ''اور پیروی کرو اس قانون کی جو تمھاری طرف تمھارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے''۔ (سورۃ الاعراف: آیت نمبر 3)

NOT FOR SALE

3۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا ایک اہم اور بنیادی اصول قانون کی حکمرانی (Rule of Law) ہے۔ اسلامی ریاست میں قوانین کسی خاص طبقہ کے مفادات کی نگرانی کے لیے نہیں بلکہ حاکم اعلیٰ کی حاکمیت کے آئینہ دار ہیں۔ ان کو سب پر بالادستی حاصل ہے کوئی شخص اس سے مبرا نہیں کیونکہ سب اسی تابع ہیں۔ سب کو اسی قانون الٰہی کے مطابق زندگی گزارنی ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ''اے نبی ہم نے تمھاری طرف کتاب برحق نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اسی روشنی کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں دکھائی ہے۔ (سورۃ النساء: آیت نمبر 105)

4۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا ایک بنیادی اصول مساوات ہے۔ اس کے قوانین سب پر لاگو ہیں۔ سب اس کی نظر میں برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپس میں بھی برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر برتری اور فضیلت حاصل نہیں۔ رنگ، نسل اور علاقے کی بنیاد پر کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ اسلامی ریاست میں پرہیزگاری اور دیانتداری کے سوا کسی اور چیز کی بناء پر ایک شخص کو دوسرے شخص پر فضیلت نہیں۔ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ اور اس کی روشنی میں مساوات انسانی کا لازمی نتیجہ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جہاں تمام معاملات باہمی مشوروں سے طے ہوں۔ اختیارات چونکہ تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا استعمال باہمی مشوروں سے ہوتا ہے۔ عوام اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں اور حکمرانوں کا انتخاب چونکہ عوام کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ حکمران عوام کے سامنے بھی جوابدہ ہوتے ہیں۔

NOT FOR SALE

اسلامی اقتدار اعلیٰ کے بنیادی اصولوں میں سے ہم مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں:۔

1۔ اقتدار و اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کوئی فرد یا پوری ملت اس کی دعویدار نہیں بن سکتی۔
2۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات میں کسی کو بھی کسی طرح تبدیلی کا اختیار نہیں۔
3۔ اسلامی ریاست میں حاکم کا چناؤ مسلمان کریں گے لیکن حاکم محدود اختیارات کا حامل ہوگا وہ شریعت کی حدود کے اندر رہ کر ہی کوئی حکم نافذ کر سکتا ہے۔
4۔ مسلمانوں کو صرف محدود عمومی حکومت عطا کی گئی ہے اور وہ امور جن کے متعلق واضح احکامات نہیں۔ اجتہاد کے ذریعے طے کیے جائیں گے۔

حکومت کی ضرورت
(Need for Government)

حکومت ریاست کا ایک اِنتہائی اہم ستون ہے۔ اگر ریاست آبادی، علاقہ اور اِقتدارِ اعلیٰ پر مشتمل ہو لیکن جب تک حکومت نہیں ہوگی ریاست کی تشکیل ناممکن ہے۔ ریاست کی ترقی و زوال میں حکومت ہی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ایک بہترین حکومت ہی عالمی برادری میں ریاست کی پہچان کا ذریعہ ہے کیونکہ خراب حکومت ریاست کی بدنامی جبکہ اچھی حکومت ریاست کی نیک نامی کا باعث ہوتی ہے۔

حکومت وہ ریاستی اِدارہ ہے جو مخصوص خطے میں رہائش پذیر مخصوص لوگوں کا نظم نسق چلانے کا ذمہ دار ہے۔ عوام کی حمایت سے قائم کردہ حکومت کی کارکردگی ہمیشہ اچھی ہوتی ہے۔ نظم و نسق چلانے کیلئے قانون سازی، قانون کا نفاذ اور قانون شکن افراد کو سزا دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن تین اِداروں کا نام 'حکومت' ہے۔

کوئی بھی ریاست دوسروں سے تعلقات کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ حکومت کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ دیگر ممالک کی حکومتوں سے تعلقات بنائے لیکن اپنی ترجیحات اور مفادات کو مدِ نظر رکھے۔

NOT FOR SALE

ہر حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ حد تک مطمئن رکھا جائے۔ یہ اِدارہ اِس حوالے سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ عوام کو تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ ضرورت مندوں کی بنیادی ضروریات کی ممکنہ حد تک تکمیل کرتا ہے۔ سڑکیں، پارک، یتیم خانے اور دارالامان وغیرہ تعمیر کر کے دکھی اِنسانیت کی خدمت کرتا ہے۔ ملک میں امن و امان قائم کرنے اور عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنا اور لوگوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کے لئے حکومت ضروری عنصر ہے۔

آئین (Constitution)

قوانین یا اصولوں کا وہ مجموعہ جن کے ذریعے کسی ملک کا نظم و نسق احسن طریقے سے چلایا جاتا ہے آئین کہلاتا ہے۔ آئین ریاست کے برتر و اعلیٰ قانون کا نام ہے۔ تمام ملکی قوانین اس کی روشنی میں بنائے جاتے ہیں۔ دستور حکومت کے تینوں شعبوں یعنی مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کے اختیارات کو واضح کرتا ہے تاکہ ان کے درمیان کوئی ناچاقی نہ رہے۔ آئین تمام شہریوں کے حقوق کا ضامن ہوتا ہے اس میں شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے باقاعدہ نظام وضع کیا جاتا ہے۔

تعریف:

ا۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "قوانین یا اُصولوں کا وہ مجموعہ جن کے ذریعے کسی ملک کو منظم کیا جاتا ہے یا چلایا جاتا ہے۔"

۲۔ گلکرسٹ کے خیال میں "آئین ایسے قوانین یا ضوابط پر مشتمل ہوتا ہے جو حکومت کی تشکیل و تنظیم، حکومت کے مختلف شعبوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم اور ان کے عام اُصولوں کا تعین کرتا ہے جن کے مطابق اختیارات کا استعمال کیا جاتا ہے۔"

NOT FOR SALE

اچھے آئین کی خصوصیات

ایک اچھے اور بہترین آئین میں حسب ذیل خاصیتوں کا ہونا لازمی ہے۔

ا۔ تحریری (Written)

ایک بہترین آئین وہ ہے جو سرکاری طور پر تحریری حالت میں موجود ہو۔ یعنی اِسکی تاریخِ تخلیق، تشکیل دینے والے افراد یا اِدارے اور اِس کی دفعات باقاعدہ طور پر واضح ہوں یعنی کہ وہ ہر قسم کی پیچیدگیوں اور ابہام سے صاف ہو۔ اِس کی ہر شق بالکل واضح انداز میں تحریر ہو۔ اِس کی زبان اِنتہائی سادہ اور آسان الفاظ پر مشتمل ہو تاکہ ہر شہری اِسے آسانی سے سمجھ سکے۔

۲۔ عوامی خواہشات کا آئینہ دار (Reflecting People Desires)

بہترین آئین عوامی خواہشات کا مظہر اور ضروریات کا ترجمان ہوتا ہے۔ وہ آئین پائیدار اور کامیاب ہوتے ہیں جن میں رسم و رواج، روایات، ضروریات اور شہریوں کے خواہشات کی عکاسی کی گئی ہو۔

۳۔ مناسب طریقہ ترمیم (Suitable Amendment Procedure)

بہترین آئین وہ ہے کہ نہ تو اِتنا لچکدار ہو جس میں روزانہ تغیر و تبدل ہو سکے اور نہ اِتنا اِستوار ہو کہ اِس میں تبدیلی ہی نہ ہو سکے۔ اِس لئے آئین میں ترمیم کے حوالے سے متوازن اور مناسب طریقہ موجود ہو تاکہ آئین میں حالات کے مطابق ترمیم کی جا سکے۔

۴۔ مختصر اور جامع (Brief and Comprehensive)

ایک اچھے آئین کے لئے ضروری ہے کہ یہ مناسب حد تک مختصر ہو مگر جامع بھی ہو۔ دستور میں غیر ضروری تفصیلات نہ ہوں کیونکہ تفصیلات سے آئین میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں اور آئین کے دفعات میں ابہام

NOT FOR SALE

پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے) اس سے کئی ضمنی قانونی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اِسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ یہ آئین اِتنا مختصر ہو جس سے اِداروں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل نہ ہوسکیں (ایک اچھے آئین میں یہ لازمی خوبی ہونی چاہیے کہ یہ مختصر، جامع اور بامقصد ہو) اس میں وہ تمام تفصیلات موجود ہوں جو ایک پائیدار سیاسی نظام چلانے کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔

۵۔ حقوق وفرائض کا ذکر (Rights and Duties)

(دستور دراصل حاکم اور محکوم کے درمیان عمرانی معاہدے کی ایک شکل ہے۔ یہ عوامی حقوق وفرائض اور حکومت کے حقوق وفرائض کا ذکر کرتا ہے۔ آج کی مہذب دُنیا میں حقوق وفرائض کے بغیر مؤثر سیاسی نظام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ایک اچھا آئین وہ ہے جس میں عوام کے حقوق وفرائض کے بارے میں فہرست موجود ہو) اور اُسی آئین میں حقوق کے تحفظ کے لئے باقاعدہ نظام وضع کیا گیا ہوتا کہ شہری ریاست کی بے جا مداخلت سے محفوظ ہوں مثلاً پاکستان کے آئین میں حقوق وفرائض کی فہرست دی گئی ہے۔

۶۔ مقدس دستاویز (Sacred Document)

(ایک بہترین آئین کی علامت یہ ہے کہ شہریوں اور ریاستی اِداروں کے لئے قابلِ اِحترام یا مقدس دستاویز کی صورت میں موجود ہو۔ اِس کی خلاف ورزی بغاوت سے کم نہ ہو اور کسی میں اِس کی خلاف ورزی کی سوچ تک نہ ہو) تب عالمی سطح پر ایک بہترین آئین رکھنے والی ریاستوں کو ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ امریکہ کا دستور دُنیا کا سب سے مختصر دستور ہے لیکن امریکی عوام اور ریاستی اِداروں کیلئے اِنتہائی قابلِ قدر ہے اِس لئے یہ امریکہ کیلئے عالمی برادری میں عزت کا باعث ہے۔

۷۔ توازن (Balance)

(ایک اچھا آئین وہ ہے جو ریاستی اِداروں کے اِختیارات اور اِن کے باہمی تعلق اور اِنحصار میں توازن پیدا کرسکے۔ اس میں یہ صلاحیت ہو کہ اِدارے نہ اپنے اختیارات سے تجاوز کریں اور نہ دوسرے اِدارے کے

NOT FOR SALE

اُمور و اِختیارات میں مداخلت کرسکیں) اچھے دستور میں اِداروں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کچھ اِس طرح ہو کہ ایک اِدارہ دوسرے کی کارکردگی پر نظر رکھے اور اِسے اختیارات کے تجاوز سے روکے (یعنی ایک اِدارے کا دوسرے کے اِختیارات میں مداخلت برائے اِصلاح وتوازن ہوتا کہ اِختیارات کا ناجائز اور غیر آئنی اِستعمال نہ ہو)

۸۔ عدلیہ کی آزادی (Independence of Juciciary)

(ایک جمہوری معاشرہ میں آزاد عدلیہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عام طور پر عدلیہ عوام کو اِنصاف فراہم کرنے کے علاوہ آئین کا محافظ بھی ہے۔ یہ دستور میں دیئے گئے بنیادی اِنسانی حقوق کا بھی محافظ ہے۔ اِداروں کو اپنے اپنے دائرہ اِختیار میں رکھنا عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔ اِن اہم فرائض کی ادائیگی کیلئے لازمی ہے کہ عدلیہ پر کوئی دباؤ نہ ہو) ایک بہترین آئین وہ ہے جس میں عدلیہ کی آزادی یقینی اور عملی ہو۔ یعنی عدلیہ کو دستوری تحفظ حاصل ہوتا کہ وہ آزادنہ انداز میں غیر جانبدارانہ فیصلے کرسکے۔

۹۔ مذہب کا آئینہ دار (Reflecting Religion)

(ایک بہترین آئین وہ ہے جو عوامی خواہشات، عقائد، نظریات اور اقدار وغیرہ کا ترجمان ہو۔ ایک اچھے دستور میں ملک کے اکثریتی مذہب کی جھلک موجود ہوتی ہے۔ آئینی دفعات مذہبی اُصولوں، قواعد وضوابط اور تعلیمات کا مظہر ہونا چاہیئے۔ دستور ملک میں مذہبی اقدار کے فروغ کا ضامن ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ اُس ملک کے اقلیتی مذاہب کا بھی مکمل محافظ ہو)

پاکستان کے 1973ء کے دستور کی خصوصیات
(Features of the 1973 Constitutions)

دستور ۱۹۷۳ء کے نمایاں اُصول یا بنیادی خصوصیات یا خدوخال درج ذیل ہیں:

NOT FOR SALE

۱۔ تحریری آئین (Written Constitution)

اس دستور کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ تحریری شکل میں موجود ہے اور یہ ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء کو نافذ کیا گیا۔ اس میں ایک دیباچہ، ۲۸۰ دفعات اور 5 شیڈول ہیں۔ ایک ضمیمہ کے شیڈول میں صدر کا طریقہ انتخاب، حلف نامے، تقسیم اختیارات کی فہرستیں، ججوں کا طریقہ تقرر اور دیگر شرائط وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سرکاری طور پر تحریری انداز میں موجود ہے۔

۲۔ جزوی استوار (Partially Rigid)

یہ دستور نہ تو برطانوی آئین کی طرح انتہائی لچکدار ہے جس میں سادہ اکثریت سے ترمیم کی جاسکتی ہے اور نہ امریکی آئین کی طرح بہت زیادہ استوار ہے جس میں ترمیم کا طریقہ کار بہت پیچیدہ ہے۔ اس آئین میں ترمیم کا ایک معتدل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ آئینی ترمیم کسی بھی ایوان میں پیش کی جاسکتی ہے لیکن ہر ایوان میں کل ارکان کی دو تہائی (۶۶ فیصد) اکثریت کے ذریعے ترمیم کی جاسکتی ہے۔

اب تک اس آئین میں کئی ترامیم کی جاچکی ہیں۔

۳۔ وفاقی دستور (Federal Constitution)

یہ آئین وفاقی ہے۔ ملک چار صوبوں، وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں (F.A.T.A) پر مشتمل ہے۔ قانون سازی کے اختیارات مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تقسیم کیے گئے ہیں۔ پاکستان کے تمام صوبوں کو خودمختاری دی گئی ہے۔ صوبوں کو اجازت ہے کہ آئینی حدود کے اندر اپنی ضروریات کے مطابق قانون سازی کریں۔

۴۔ پارلیمانی (Parliamentary)

آئین پارلیمانی ہے۔ وزیراعظم اور اسکی کابینہ کے ارکان (وزراء) پارلیمنٹ سے لئے جاتے ہیں لیکن ایک چوتھائی (۲۵ فیصد) وزراء ایوان بالا (سینٹ) سے لینا لازمی ہیں۔ وزیراعظم اور وزراء اس وقت تک

NOT FOR SALE

اپنے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں جب تک اُن کو قومی اسمبلی میں سادہ اکثریت (کُل ارکان کی اکاون) 51% فیصد) کی حمایت حاصل ہو۔ مقننہ اور عاملہ میں اشتراکِ اختیارات کا اُصول کارفرما ہوتا ہے۔ عاملہ کے ارکان مقننہ کو جواب دہ ہیں۔ جبکہ وزیرِ اعظم صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ دے سکتا ہے البتہ اگر قومی اسمبلی میں وزیرِ اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک شروع ہو تو پھر وزیرِ اعظم قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔

۵۔ جمہوری آئین (Democratic Constitution)

یہ آئین جمہوری نوعیت کا ہے۔ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی کے ارکان منتخب نمائندے ہوتے ہیں۔ حکومت عوام اور منتخب عوامی نمائندوں کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ سیاسی جماعتوں، پریس کی تنقید پر کوئی پابندی نہیں۔ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب پانچ سال کے لئے عوامی ووٹ سے کیا جاتا ہے۔ سینٹ کا انتخاب صوبائی اسمبلیاں چھ سال کے لئے کرتی ہیں۔ اس آئین میں سیاسی نظام کی بنیاد جمہوریت پر رکھی گئی ہے۔

۶۔ دوایوانی مقننہ (Bi-cameral Legislature)

چونکہ یہ آئین وفاقی ہے اس لئے لازمی طور پر ملک میں دوایوانی مقننہ کی ضرورت ہے۔ ملک کی مرکزی مقننہ (مجلسِ شوریٰ) دو ایوانی ہے۔ ایوان زیرین کا نام قومی اسمبلی ہے جبکہ ایوان بالا کو سینٹ (Senate) کہاجاتا ہے۔ ایوان بالا کا انتخاب چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے چھ سال کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس کے آدھے ارکان تین سال کے بعد ریٹائر ہوجاتے ہیں۔ ایوان بالا میں تمام صوبوں کو مساوی نمائندگی دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی کی تحلیل کی جاسکتی ہے لیکن سینٹ کو توڑا نہیں جاسکتا۔

NOT FOR SALE

۷۔ بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں عوام کو بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں۔ آئین کے مطابق مقننہ کو ایسی قانون سازی کا اختیار یا انتظامیہ کو ایسے حکم جاری کرنے کا اختیار حاصل نہیں جو آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق سے متصادم ہو۔ آئین نے ملک کی عدلیہ کو بنیادی حقوق کا محافظ قرار دیا ہے۔ اگر کہیں بھی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو، مقننہ ان حقوق کے خلاف کوئی قانون بنائے یا انتظامیہ حقوق سے متصادم کوئی حکم جاری کرے تو کوئی بھی شہری اسے عدالت کے نوٹس میں لاسکتا ہے۔ عدالت ایسے قوانین اور احکامات کو منسوخ کرسکتی ہے جو بنیادی حقوق کے خلاف یا متصادم ہوں۔ آئین کے دفعات ۲۸۔۸ کا تعلق بنیادی شہری حقوق سے ہے۔ ان میں سماجی، معاشی، ثقافتی، انفرادی اور سیاسی حقوق شامل ہیں۔

۸۔ حکمت عملی کے اصول (Principles of Policy)

آئین کے دفعات ۴۰۔۲۹ کا تعلق حکمت عملی کے اُصولوں سے ہے۔ حکمت عملی کے اُصولوں سے مراد وہ اُصول و قواعد ہیں جو مستقبل کی منصوبہ بندی کے لئے راہنما خطوط استوار کرتے ہیں یا آئندہ زمانے کے لئے حکومت کی سرگرمیوں کے لئے حدود متعین کرتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ راہنما اُصول اسلامی طرز زندگی، مقامی حدود کی وسعت، علاقائی و نسلی امتیازات کی حوصلہ شکنی، خواتین کا قومی زندگی میں شرکت، خاندانی زندگی کی تحفظ، اقلیتوں کا تحفظ، سماجی انصاف اور اسلامی دُنیا سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات کا قیام ہیں۔ تمام حکومتی اداروں کو پابند کردیا گیا ہے کہ ان اُصولوں کے اندر رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں۔ ان اُصولوں کو ملک کی کسی بھی عدالت میں کسی بھی بنیاد پر چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

NOT FOR SALE

۹۔ ترمیم کا طریقہ کار (Amendment Procedure)

آئین کے مطابق آئینی ترمیم کا مسودہ (Bill) کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حکومت یا کسی بھی رکن اسمبلی کو اختیار حاصل ہے کہ ترمیمی مسودہ ایوان میں پیش کرے۔ دونوں ایوانوں میں اس مسودے کی کل ارکان کی دو تہائی (چھاسٹھ فیصد 66%) اکثریت سے منظوری دینا لازمی ہے۔ بل پہلے ایک ایوان اور پھر دوسرے ایوان میں منظور کیا جاتا ہے۔ اگر دوسرا ایوان اسے ترامیم کے ساتھ دو تہائی اکثریت سے منظور کرے تو اسے پہلے والے ایوان میں واپس بھیجا جاتا ہے۔ اگر پہلا ایوان اس ترمیم کیساتھ اتفاق کرتے ہوئے اسے دو تہائی اکثریت سے منظور کرے تو صحیح ورنہ دونوں ایوانوں میں اختلافات کی صورت میں اسے نامنظور تصور کیا جاتا ہے۔ دونوں ایوانوں کی منظوری کے بعد یہ مسودہ صدر مملکت کو دستخط کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اگر کسی آئینی ترمیم کا تعلق کسی صوبے کی حدود میں ردوبدل سے متعلق ہو تو پھر اس صوبے کی صوبائی اسمبلی سے دو تہائی اکثریت کیساتھ منظوری لینا لازمی ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ دستور میں تبدیلی کا اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔

۱۰۔ آزاد عدلیہ (Independent Judiciary)

دستور ۱۹۷۳ء میں عدلیہ کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں جج صاحبان کی تقرری اور برطرفی کے لئے ایک آئینی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ اس طرح ججوں کی ملازمت کو تحفظ دیا گیا ہے۔ کسی بھی ملک میں عدلیہ کی آزادی لازمی ہے کیونکہ انصاف کی فراہمی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے لیکن وفاق کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عدلیہ مکمل طور پر آزاد، خود مختار اور بیرونی دباؤ سے آزاد ہو کیونکہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تنازعات اور اختلافات کا فیصلہ عدلیہ کرتی ہے، آئین کی تشریح اور بنیادی حقوق کا محافظ بھی عدلیہ ہے۔ لہٰذا ان اہم ترین ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عدلیہ کی آزادی کی آئینی ضمانت دی گئی ہے ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے جبکہ ہر صوبے میں ایک ہائی کورٹ ہے۔ عدلیہ اپنے فیصلوں میں خود مختار اور ہر قسم کی دباؤ سے آزاد ہے۔ نیز ریاست کے تمام

NOT FOR SALE

ادارے عدالتی فیصلوں پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔

۱۱۔ جمہور (Republic)

اِس سے مراد یہ ہے کہ ملک کا سربراہ ایک منتخب صدر ہوتا ہے جو آئین کے مطابق ۵ سال کے لئے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے منتخب کیا جاتا ہے۔ نیز پارلیمنٹ کو صدر کے مواخذے کا اِختیار حاصل ہے۔

۱۲۔ آئینی اِدارے (Constitutional Organs)

اِس آئین کے تحت ملک میں کئی آئینی ادارے قائم کیے گئے ہیں تا کہ مملکت کا نظم ونسق بہترین طریقے سے چلایا جاسکے۔ ان اداروں میں وفاقی شرعی عدالت، وفاقی محتسب، آڈیٹر جنرل، الیکشن کمیشن، اسلامی نظریاتی کونسل، مشترکہ مفادات کی کونسل، قومی اقتصادی کونسل، قومی مالیاتی کمیشن، پبلک سروس کمیشن، اعلیٰ عدالتی کونسل اور اٹارنی جنرل وغیرہ شامل ہیں۔ یہ اِدارے اپنی اپنی جگہ انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۳۔ قومی زبان (National Language)

اس دستور میں اُردو کو ملک کی قومی زبان کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ ہوا کہ آئین کے نفاذ سے پندرہ سال کے اندر انگریزی کی جگہ اُردو کو دفتروں میں رائج کیا جائے گا۔ اُردو کو قومی زبان کا درجہ تو دے دیا گیا لیکن ابھی تک یہ عملی طور پر دفتری زبان نہ بن سکی۔ آئین علاقائی زبانوں کی ترقی کا حق بھی دیتا ہے اور بنیادی حقوق میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ پاکستان کی تمام قومیتیں اپنی زبان، رسم الخط اور ادب کی ترقی کیلئے کام کرسکتی ہیں۔ صوبائی حکومتوں کو ایسی قانون سازی کا اِختیار دیا گیا ہے کہ اُردو کی تعلیم وتدریس کے ساتھ علاقائی زبانوں کی تعلیم وتدریس کا اہتمام بھی ہوسکے۔

NOT FOR SALE

1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات
(Islamic Provisions of 1973 Constitution)

1. آئین کے افتتاحیہ میں کہا گیا ہے کہ پوری کائنات کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ پاکستان کے عوام حاکمیت کے اختیارات کا استعمال ایک مقدس امانت کے طور پر کریں گے۔
2. آئین کے تحت ملک کا نام 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' رکھا گیا۔
3. 1973 کے آئین کے مطابق اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔
4. آئین کے تحت صدر اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی۔
5. ملک میں کوئی نیا قانون اسلام کے منافی نہیں بنایا جائے گا اور مروجہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں گے۔
6. پاکستان کے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھال سکیں۔
7. 1973 کے آئین میں مسلمان کی تعریف کی گئی جس کی رو سے ختم نبوت پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اس آئین کی رو سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔
8. آئین میں وعدہ کیا گیا کہ قرآن مجید اور اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دینے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔
9. آئین میں کہا گیا تھا کہ سود، عصمت فروشی، جوا اور شراب کا خاتمہ کیا جائے گا۔
10. اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی۔ یہ کونسل قوانین کو اسلامی بنانے میں قانون ساز اداروں کی رہنمائی کرے گی۔

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کا خلاصہ
(Amendments in the Constitution of Pakistan 1973)

جواب: ترمیم سے مراد آئین میں تبدیلی کرنا ہے۔ پاکستان کے آئین 1973ء میں اب تک پچیس (۲۵) ترامیم کی جاچکی ہیں۔ ان ترامیم کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ پہلی آئینی ترمیم کے ذریعے لفظ "مشرقی پاکستان" کو ہٹایا گیا۔ ہر غیر سرکاری ملازم پاکستانی کو سیاسی جماعت بنانے اور اُس میں شمولیت اختیار کرنے کا حق دیا گیا۔ گورنروں کی تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

۲۔ دوسری ترمیم میں احمدی۔ قادیانی کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ نہ رکھے، غیر مسلم قرار دیا گیا۔

۳۔ تیسری ترمیم میں صدر کی طرف سے ہنگامی حالات کے اعلان کو ختم کرنے کیلئے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ارکان کی اکثریت کو اختیار دیا گیا۔

۴۔ چوتھی ترمیم میں مقننہ میں اقلیتوں کی نشستوں میں اضافہ کیا گیا۔

۵۔ پانچویں ترمیم کے ذریعے صوبے کے رہائشی شہری پر اُس صوبے میں گورنر مقرر کرنے پر پابندی لگائی گئی۔ چیف جسٹس آف پاکستان کو اختیار دیا گیا کہ 65 سال کی عمر میں یا تو ریٹائر ہوجائیں یا پھر سپریم کورٹ میں سینئر جج کے طور پر کام جاری رکھیں۔

۶۔ چھٹی ترمیم کے ذریعے سندھ اور بلوچستان میں ہائی کورٹ قائم کردیئے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کی ریٹائرمنٹ کی عمر میں تبدیلیاں کی گئیں۔

۷۔ ساتویں ترمیم کے ذریعے وزیراعظم کو اختیار دیا گیا کہ وہ صدر کو رائے شماری کا مشورہ دے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ عوام کا وزیراعظم پر اعتماد ہے کہ نہیں۔ فوج کی نقل وحرکت کو کسی ہائی کورٹ میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا۔

۸۔ آٹھویں ترمیم آئین میں سب سے اہم ترمیم تھی۔ جنرل ضیاء دور کے اس ترمیم میں صدر کے اختیارات میں بے پناہ اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ صدر کو اپنی صوابدید پر قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا حق حاصل ہوا۔ قبائلی علاقہ

سے سینٹرز نامزد کرنے کی بجائے منتخب کئے جائیں گے۔ سینٹرز کے ریٹائر ہونے کا طریقہ کار بھی واضح کیا گیا۔ صدر اُس رکن قومی اسمبلی کو وزارتِ عظمیٰ کے عہدے کیلئے دعوت دے گا جو اپنی اکثریت قومی اسمبلی میں ثابت کرے۔ صدر وزیراعظم کو اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لئے کہہ سکتا تھا۔ صدر وزیراعظم کے مشورے سے گورنرز کا تقرر کرے گا۔ گورنر صدر کی پیشگی منظوری سے صوبائی اسمبلی کو توڑ سکتا تھا۔

۹۔ نویں ترمیم کے ذریعے قرآن اور سنت کو قانون سازی کیلئے رہنما اُصول کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

۱۰۔ دسویں ترمیم کے ذریعے قرار پایا کہ قومی اسمبلی سال میں 130 دن اجلاس کرے گی۔

۱۱۔ گیارھویں ترمیم نامنظور کی گئی۔

۱۲۔ بارھویں ترمیم کے ذریعے ججوں کی پنشن میں تبدیلیاں کی گئیں۔

۱۳۔ تیرھویں ترمیم کے ذریعے آٹھویں ترمیم کی کئی شقوں کو تبدیل کیا گیا۔ صدر سے قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا اختیار واپس لیا گیا۔ گورنرز سے بھی یہی اختیار واپس لیا گیا۔ فوجی جرنیلوں کے تقرر میں صدر وزیراعظم کے مشورے کا پابند ہوگا۔

۱۴۔ چودھویں ترمیم کے ذریعے فلور کراسنگ پر پابندی لگائی گئی۔

۱۵۔ پندرھویں ترمیم کے ذریعے قرآن اور سنت کو ملک کا اعلیٰ ترین قانون قرار دیا گیا۔ قومی اسمبلی نے یہ ترمیم منظور کی لیکن سینٹ میں منظور نہ ہوسکی کیونکہ نواز شریف کی حکومت ختم کردی گئی تھی۔

۱۶۔ سولھویں آئینی ترمیم کے ذریعے وفاقی ملازمتوں میں صوبوں کا کوٹہ بیس فیصد تک بڑھایا گیا۔

۱۷۔ سترھویں ترمیم بھی اہم آئینی ترمیم تھی، مشرف دور میں ایک بار پھر صدر کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا اور صدر نے اپنی صوابدید سے اسمبلی تحلیل کرنے کا اختیار حاصل کیا۔ مقننہ کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ وزیراعظم کے اختیارات کم کردیئے گئے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

۱۸۔ اٹھارویں آئینی ترمیم سب سے اہم آئینی ترمیم تھی جو یوسف رضا گیلانی کے دور میں منظور ہوئی اور پاکستان کے تقریباً تمام پارلیمانی جماعتوں نے اِس کی حمایت کی۔ اِس میں صدر کے قومی اسمبلی اپنی صوابدید کے مطابق توڑنے کا اِختیار ختم کر دیا گیا۔ وزیرِاعظم کے اختیارات بڑھائے گئے۔ ججوں کی تقرر کے طریقہ کار میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ الیکشن کمشنر کے طریقہ تقرر میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ مقننہ کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ بنیادی حقوق بڑھائے گئے۔ صوبہ سرحد کو خیبر پختونخوا کا نام دیا گیا۔ سینٹ میں اقلیتوں کیلئے چار نشستیں مقرر کی گئیں۔ صوبائی خودمختاری میں اضافہ کیا گیا۔

۱۹۔ انیسویں ترمیم کا تعلق اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے طریقہ سے ہے۔

۲۰۔ آئین میں بیسویں ترمیم کے ذریعے مرکز اور صوبوں میں نگران حکومت کے قیام اور الیکشن کمیشن کی تقرری کے طریقہ کار کا تعین کیا گیا ہے۔ اِس سے عام اِنتخابات کی آزادانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف حیثیت کو یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کی وجہ سے اُبھرنے والے مسائل

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں چند ترامیم کی وجہ سے کئی مسائل اُبھرے جن میں اہم درج ذیل ہیں:

۱۔ صدر اور وزیرِاعظم کے اختیارات میں عدم توازن پیدا ہوا۔ آئین کی پارلیمانی حیثیت کو کمزور بنایا گیا اور صدر کو آمرانہ اختیارات حاصل ہوئے۔

NOT FOR SALE

۲۔ مقننہ کو اِنتہائی کمزور بنایا گیا۔ فلور کراسنگ کی بُرائی میں اضافہ ہوا۔

۳۔ بعض اوقات صدر نے اپنی صوابدید کے مطابق قومی اِسمبلی کو توڑا۔

۴۔ اہم تقرریوں میں وزیرِاعظم کو نظرانداز کیا گیا۔

۵۔ غیر قانونی اِقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔

۶۔ عوام، اِداروں اور جماعتوں وغیرہ پر عدالتی دروازے بند کر دیے گئے اور لوگوں سے غیر قانونی اور غیر آئینی اِقدامات کو عدالتوں میں لے جانے کا اِختیار واپس لیا گیا۔

۷۔ اٹھارویں ترمیم میں متصلہ اُمور کی فہرست ختم کر کے صوبائی خودمختاری دی گئی لیکن اِس سے وقتی طور پر یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ مرکز اور صوبوں میں انتظامی اُمور کی تقسیم میں پیچیدگی پیدا ہو گئیں۔ صوبوں کو منتقل ہونے والے محکموں کے ملازمین کے مستقبل کا مسئلہ پیدا ہوا۔ صوبوں کے درمیان بھی تناؤ کی کیفیت نے جنم لیا۔

تحریری اور غیر تحریری دستور
(Written and Unwritten Constitutions)

۱۔ تحریری آئین (Written) سے کیا مراد ہے؟

آئین کی وہ قسم جو لکھی ہوئی شکل میں موجود ہو۔ اِس کی تمام تفصیلات و دفعات سرکاری طور پر تحریر کی گئی ہوں۔ اِس کے علاوہ آئین بنانے والے فرد یا اِدارے کے بارے میں معلوم ہو۔ اِس کی تاریخِ تشکیل و نفاذ بھی معلوم ہو۔ ایک مکمل تحریری آئین میں دیباچہ، دفعات اور شیڈول شامل ہوتے ہیں بلکہ یہ وفاقیت کی لازمی خصوصیت ہے۔ دُنیا کے تقریباً تمام ممالک میں تحریری دساتیر موجود ہوتے ہیں۔

NOT FOR SALE

۳۔ غیر تحریری آئین (Un-Written)

وہ آئین جو مکمل طور پر لکھی ہوئی حالت میں نہیں یا اُس کا زیادہ سے زیادہ حصہ تحریری شکل میں موجود نہ ہو ایسے آئین کو غیر تحریری آئین کہا جاتا ہے۔ غیر تحریری دستور کسی ملک کی روایات اور رسم و رواج کا مجموعہ ہوتا ہے۔ غیر تحریری کا مطلب یہ نہیں کہ یہ کاغذ پر نہیں لکھا ہوا ہوتا۔ چونکہ رسم و رواج اور روایات نہ تو لکھے جاتے ہیں، نہ اس کے بنانے والے معلوم ہوتے ہیں اور نہ اِسکی تاریخِ نفاذ معلوم ہوتی ہے اِس لیے ایسے دساتیر کو غیر تحریری دستور کا نام دیا جاتا ہے۔ اِس قسم کا آئین اِرتقائی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے اور بہت آسانی سے نشوونما پاتا ہے۔ برطانیہ کا آئین غیر تحریری آئین ہے۔

سیاسی نظام (Political System)

سیاسی نظام اِداروں کی ساخت (ڈھانچہ) اور کرداروں کا مرتب مجموعہ ہوتا ہے اور کئی مفید سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ساخت یعنی مقننہ، عاملہ، عدلیہ، سیاسی جماعتوں، میڈیا، دیگر اِداروں اور کرداروں یعنی عوام، ارکانِ اسمبلی، قائدین، جج اور ملازمین وغیرہ کا ایسا جوڑ جن کی باہمی سرگرمیوں سے فائدہ حاصل ہو تو یہ سیاسی نظام ہے۔ گویا سیاسی نظام ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے۔ کسی پرزے میں خرابی سے تمام مشین کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

سیاسی نظام کی خصوصیات:

۱۔ ڈھانچہ:

ہر سیاسی نظام کی تقریباً ایک جیسی بناوٹ ہوتی ہے جو ایک خاص ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

NOT FOR SALE

۲۔ عوامی اور جمہوری روح:

سیاسی نظام کے چلانے والے عوام ہوتے ہیں۔ اِس لئے اچھے جمہوری سیاسی نظام کا اِنحصار عوام کی بھرپور شرکت پر ہے۔

۳۔ کثیر المقاصد:

آج کا سیاسی نظام سیاسی معاملات کے ساتھ ساتھ سماجی، معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی سرانجام دیتا ہے۔

۴۔ باہمی اِتحاد:

ہر نظام کے ذیلی نظام ہوتے ہیں مثلاً سیاسی نظام کے ذیلی نظاموں میں مقننہ، اِنتظامیہ، عدلیہ، میڈیا اور سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ اِن تمام نظاموں کا باہمی اِتحاد ہی سیاسی نظام ہے۔ اگر ایک نظام میں خرابی پیدا ہو تو دیگر نظام بھی متاثر ہوتے ہیں۔

۵۔ جامعیت:

یعنی اِس میں تمام متعلقہ اِدارے اور کردار بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ نہ صرف متعلقہ بلکہ بلواسطہ اثر ڈالنے والے کردار اور اِدارے بھی فعال کردار ادا کرتے ہیں۔

۶۔ سرحد کا دائرہ کار:

سیاسی نظام کی اپنی حدود ہوتی ہیں یعنی یہ ایک دائرہ کے اندر کام کرتا ہے۔ اِسکا ایک نقطہ آغاز اور نقطہ اِختتام ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

فیصلہ ساز سیاسی ادارے
(Decision Making Political Institutions)

مُلکی اُمور چلانے اور اہم مسائل حل کرنے کیلئے اِدارے جو دیرپا حل تلاش کرتے ہیں اور پائیدار پالیسی بناتے ہیں اسکو سیاسی فیصلہ سازی کہا جاتا ہے۔ قدیم دور میں سیاسی نظام کی سادگی کی وجہ سے قبیلے کا سردار چند ساتھیوں کی مشاورت سے فیصلہ سازی کیا کرتا تھا اس طرح بادشاہ درباریوں سے مشورہ کرتا تھا لیکن فیصلہ سازی کا اختیار اپنے پاس رکھتا تھا لیکن دورِ حاضر میں کسی بھی جمہوری نظام میں کئی اِدارے فیصلہ سازی کی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں جن میں خواص کے ساتھ عوام بھی شامل ہیں۔ سیاسی فیصلہ سازی میں ملک کے مختلف ادارے مختلف حصوں میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

سیاسی عاملہ (Political Executive)

کسی بھی ملک میں نظم و نسق کی اصل ذمہ داری سیاسی عاملہ یا اِنتظامیہ پر ہوتی ہے۔ سیاسی اِنتظامیہ ملک کی منتخب عاملہ ہوتی ہے۔ جمہوری نظام میں صدر، بادشاہ یا ملکہ، وزیرِ اعظم، وزراء، گورنر، مشیران، صوبائی وزراءِ اعلیٰ اور صوبائی وزراء وغیرہ کو اِجتماعی طور پر سیاسی عاملہ یا اِنتظامیہ کہا جاتا ہے اور سیاسی فیصلہ سازی میں اِن کا کردار سب سے اہم ہوتا ہے۔ مرکزی اور صوبائی کابینہ باہمی مشورے کے بعد فیصلے کرتی ہے۔ صدارتی نظام میں صدر کو فیصلہ سازی کا اہم اِختیار حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً امریکہ میں صدر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پارلیمانی نظام میں وزیرِاعظم اور کابینہ کو فیصلہ سازی کا اِختیار حاصل ہوتا ہے جیسا کہ پاکستان، ہندوستان اور برطانیہ وغیرہ میں۔

مقننہ (Legislature)

جمہوری نظام میں مقننہ یا قانون ساز ادارے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مقننہ دراصل منتخب عوامی نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے اور جمہوری معاشروں میں اِن کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سیاسی

NOT FOR SALE

عاملہ جو فیصلے کرتی ہے اِن کو قانونی شکل دینے کیلئے اِن کو مقننہ میں بحث کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ اِن فیصلوں کو ہر انداز سے تفصیل کے ساتھ زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ مقننہ کو اِختیار حاصل ہے کہ اِن فیصلوں کو ختم کرے، اِن میں تبدیلی کرے یا اِنہیں قانونی شکل دے۔ مقننہ دراصل قانون سازی اور فیصلہ سازی کا اہم ترین اِدارہ ہے۔

غیر سیاسی عاملہ (Non-political Executive)

غیر سیاسی عاملہ یا اِنتظامیہ عاملہ کی وہ قسم ہے جو سرکاری افسران و ملازمین پر مشتمل ہوتی ہے۔ اعلیٰ سرکاری ملازمین یا بیوروکریسی مستقل پیشہ ور ماہرین ہوتے ہیں جو اپنے اپنے میدان میں مہارت رکھتے ہیں اور قواعد و ضوابط سے باخبر ہوتے ہیں۔ سیاسی طور پر منتخب عاملہ کا ایک مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ و نظم و نسق کے فنی پہلوؤں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اِسلئے سیاسی عاملہ جب کوئی فیصلہ کرتی ہے تو غیر سیاسی عاملہ یا افسران کی رائے اور مشورے سے کرتی ہے۔ مقننہ عموماً کسی فیصلہ کی اہم اہم باتوں کی منظوری دیتی ہے جبکہ باقی تفصیلات طے کرنے کا اِختیار عاملہ یعنی غیر سیاسی اِنتظامیہ کو دیا جاتا ہے۔

عدلیہ (Judiciary)

دُنیا کے اکثر جمہوری ممالک میں ملک کی اعلیٰ عدلیہ کو بھی فیصلہ سازی میں اہم مقام حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ میں ملک کی سپریم کورٹ کو یہ اِختیار حاصل ہے کہ وہ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کا جائزہ لے۔ اگر یہ قوانین آئین اور عوامی حقوق سے متصادم ہوں تو انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں عدلیہ کو یہ اِختیار حاصل ہے کہ حکومت کے ایسے قوانین اور احکامات کو غیر قانونی قرار دے جو بنیادی حقوق یا آئین سے متصادم ہوں۔ عدلیہ دراصل مقننہ اور عاملہ کے جائز و قانونی فیصلوں کی محافظ ہے۔

۵ - سیاسی جماعتیں اور گروہ (Political Parties and Groups)

جمہوری دُنیا میں سیاسی جماعتیں، فشاری اور مفاداتی گروہ وغیرہ بھی فیصلہ سازی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ

NOT FOR SALE

اِدارے عوام میں سیاسی شعور اُجاگر کرتے ہیں۔ عوام کی سیاسی تربیت کی جاتی ہے کہ عوامی مسائل اور آواز کو حکومت تک پہنچایا جاتا ہے جبکہ حکومت کی سرگرمیوں سے عوام کو باخبر رکھا جاتا ہے۔ یہ جماعتیں اور گروہ حکومت کی منفی سرگرمیوں پر نظر رکھتی ہیں۔ فیصلہ سازی کے وقت عاملہ اور مقننہ سیاسی جماعتوں اور گروہوں کو نظر انداز نہیں کرسکتیں کیونکہ اِن کو عوامی حمایت حاصل ہوتی ہے اور یہ جمہوری نظام کے لازمی اور فعال حصے ہیں۔ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اِن اِداروں کو جمہوری نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔

۶۔ میڈیا (Media)

آج کے دور میں میڈیا کو حکومت کا چوتھا عنصر کہا جاتا ہے۔ میڈیا نے دُنیا کو ایک عالمی گاؤں میں تبدیل کردیا ہے۔ یہ حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اِسی کے ذریعے عوام ملکی، علاقائی اور عالمی حالات سے باخبر رہتے ہیں۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو، ٹیلی فون، اِنٹرنٹ اور اخبارات وغیرہ حکومت اور عوام کے درمیان ایک پُل کا کردار ادا کرتے ہیں۔ عوامی شعور بیدار کرنے میں میڈیا کا کردار قابلِ تحسین ہے۔ اِس کے ذریعے عوام کی آواز حکومت تک جبکہ حکومت کے فیصلے عوام تک پہنچائے جاتے ہیں۔ عوامی رائے بنانے میں میڈیا کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ کسی حکومتی پالیسی یا فیصلے پر عوامی ردِّعمل کا اِظہار میڈیا ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ فیصلہ سازی میں میڈیا کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ عوام (People)

پالیسی، قانون یا فیصلے عوام کیلئے کیے جاتے ہیں۔ آج کے عوام خاموش تماشائی نہیں بلکہ انہیں پل پل کی خبر ہوتی ہے اور ہر چیز پر نظر رکھتی ہے۔ حکومتوں کو بھی عوامی بیداری کا اِحساس ہوتا ہے۔ اِسلئے ہر حکومت یہاں تک کہ ایک آمر حکومت بھی عوامی خواہشات، رُجحانات اور ضروریات کے برعکس فیصلہ سازی نہیں کرسکتی۔ اس طرح عوام فیصلہ سازی پر بلواسطہ طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

NOT FOR SALE

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجئے:

ا۔ بعض اِنسانی ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے مفادات، عادات ورسم ورواج وغیرہ مشترک ہوتے ہیں۔

۲۔ قواعد وضوابط کو عملی شکل دینے کیلئے باقاعدہ مشینری یا ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ اچھی حکومت ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی نیک نامی کا باعث ہوتی ہے۔

۴۔ آئین کے دفعات ۲۸۔۸ کا تعلق ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ہے۔

۵۔ اٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے صوبہ سرحد کو ۔۔۔۔۔۔۔۔ کا نام دیا گیا۔

2۔ درجہ ذیل سوالات کا موزوں جواب یعنی (ا ، ب ، ج یا د) منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ حکومت وہ مشینری ہے جو ریاستی ۔۔۔۔۔۔۔۔ چلاتی ہے۔ ☐

(ا) نظام (ب) مالیات (ج) سیاسیات (د) عدالت

۲۔ ریاست کے عناصر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔ ☐

(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

۳۔ بہترین آئین وہ ہے جو ۔۔۔۔۔۔ طور پر موجود ہو۔ ☐

(ا) تحریری (ب) غیر تحریری (ج) قانونی (د) غیر قانونی

۴۔ 1973ء کے آئین میں ۔۔۔۔۔۔۔ دفعات ہیں۔ ☐

(ا) 380 (ب) 280 (ج) 180 (د) 300

۵۔ جمہوری نظام میں کئی اِدارے ۔۔۔۔ سازی کی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ ☐

NOT FOR SALE

(ا) فیصلہ (ب) قانون (ج) آئین (د) حکومت

3۔ کالم ملائیں

کالم۔الف	کالم۔ب
قواعد	معاشرہ
سرکاری	حالات
جمہوری	نمائندے
عوامی	وضوابط
ہنگامی	جسٹس
چیف	ملازمین

4۔ دیے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ ریاست حکومت کا ایک شعبہ ہے۔ صحیح۔غلط

۲۔ جلاوطن حکومتیں موثر نہیں ہوتیں۔ صحیح۔غلط

۳۔ آئین خاص شہریوں کے حقوق کا ضامن ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۴۔ آئینی ترمیم صرف ایوانِ بالا میں پیش کی جاسکتی ہے۔ صحیح۔غلط

۵۔ سینٹ کا انتخاب قومی اسمبلی پانچ سال کیلئے کرتی ہے۔ صحیح۔غلط

۶۔ حکمتِ عملی کے اُصولوں کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ صحیح۔غلط

۷۔ آٹھویں ترمیم میں صدر ایوب کے دور میں صدر کے اِختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ صحیح۔غلط

۸۔ غیر تحریری آئین اِرتقائی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۹۔ بیوروکریسی مستقل پیشہ ور ماہرین کو کہا جاتا ہے۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

ا۔ ریاست اور حکومت کی تعریف کریں۔

۲۔ برداری کی تعریف کریں۔

۳۔ کسی ملک کیلئے آئین کیوں ضروری ہے؟

۴۔ آئینِ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مطابق وفاقیت سے کیا مراد ہے؟

۵۔ آئین میں اٹھارویں ترمیم کے اہم نکات لکھیں؟

۶۔ غیر سیاسی عاملہ کس طرح فیصلہ سازی پر اثر انداز ہوتی ہے؟

6۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کیجئے:

ا۔ حکومت اور ریاست میں فرق واضح کریں نیز حکومت کا قیام کیوں ضروری ہے؟

۲۔ آئین سے کیا مراد ہے اور ایک اچھے آئین کی نمایاں خصوصیات کون کون سی ہیں؟

۳۔ پاکستان کے 1973ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

۴۔ پاکستان کے دستور میں کی گئی ترامیم پر نوٹ لکھیں نیز کئی ترامیم سے جو مسائل اُبھرے اُن کا ذکر کریں؟

۵۔ تحریری اور غیر تحریری آئین کیا ہیں اور اِن کے نقائص وفوائد بیان کریں؟

۶۔ سیاسی نظام سے کیا مراد ہے نیز اِس کی خصوصیات بیان کریں؟

۷۔ فیصلہ ساز سیاسی اِداروں اور اُن کی سرگرمیوں پر نوٹ لکھیں؟

عملی سرگرمیاں

سرگرمی نمبر ۱۔ اِس باب میں کلاس میں کوئز کا اِہتمام کریں۔

سرگرمی نمبر ۲۔ دستور ۱۹۷۳ء پر کلاس میں تقریری مقابلہ کریں۔

NOT FOR SALE

باب ۲

حکومت کی اقسام

(Kinds of Government)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ دُنیا میں مروجہ طرز ہائے حکومت یعنی بادشاہت، جمہوریت، اِسلامی طرزِ حکومت اور آمریت کی شناخت کرسکیں۔

۲۔ حکومت کی ساخت کی مختلف بنیادوں یعنی نظریہ، ثقافت، تاریخ اور اقدار کی وضاحت کرسکیں۔

۳۔ ہر طرزِ حکومت کی نمایاں خصوصیات کی تشریح کرسکیں۔

۴۔ ایسے تین ممالک کی نشاندہی کرسکیں جہاں مختلف طرز کی حکومتیں قائم ہیں۔

۵۔ یہ تشریح کرسکیں کہ ہر طرزِ حکومت کی بناوٹ کیسے ہوتی ہے یعنی ہر حکومت کے کلیدی اِداروں کی تشریح۔

۶۔ اس بات کی وضاحت کرسکیں کہ ہر طرزِ حکومت میں اِدارے کیسے عوام کی خدمت کرنے میں مصروفِ عمل ہوتے ہیں۔

۷۔ اس بات کا جائزہ لے سکیں کہ مختلف طرز ہائے حکومت میں شہریوں کا کیا کردار ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

حکومت کی اقسام

دُنیا بھر میں مختلف قسم کی حکومتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بادشاہت، جمہوریت، پارلیمانی نظام، صدارتی نظام اور آمریت وغیرہ۔ عام طور پر ہر ملک میں وہاں کے عوام کی نفسیات اور مزاج کے مطابق طرزِ حکومت اپنائی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر برطانیہ میں آئینی بادشاہت ہے جو وہاں کے عوام کی روایت پسندی کی آئینہ دار ہے۔ بھارت اور پاکستان میں پارلیمانی جمہوریت ہے جبکہ امریکہ میں صدارتی جمہوریت قائم ہے۔ بعض اوقات ملک کی خراب سیاسی صورتِ حال کی وجہ سے مسلح افواج آمریت قائم کرتی ہیں۔

بادشاہت (Monarchy)

بادشاہت کی تعریف (Defintion)

لفظ بادشاہت کیلئے انگریزی زبان میں لفظ 'Monarchy' اِستعمال کیا جاتا ہے جو دو یونانی الفاظ Mono اور Archo سے اخذ کیا گیا ہے جسکے بالترتیب معنی ہیں ایک اور حاکم۔ لہٰذا اِسکا مطلب ہے ایک حاکم۔

مختلف مفکرین نے بادشاہت کی تعریف یوں کی ہے:

۱۔ چیمبرز کے مطابق "یہ حکومت کا وہ نظام ہے جس میں ایک بادشاہ، ملکہ یا دوسرا شاہی فرد ملک کا سرکاری حاکم ہوتا ہے بے شک اُس کے اِختیارات بہت کم یا برائے نام کیوں نہ ہوں۔"

۲۔ اِنکارٹا کے مطابق "وہ سیاسی نظام جس میں ایک بادشاہ یا اُس کے خاندان کا کوئی اور فرد حکومت کرے۔"

اِس طرزِ حکومت میں سارے ریاستی اِختیارات بادشاہ کے پاس ہوتے ہیں اور حکومت کے تمام اِنتظامی، عدالتی اور قانون سازی کے فرائض وہ خود ہی سرانجام دیتا ہے یا اُسکی زیرِ نگرانی ادا کیے جاتے ہیں۔

NOT FOR SALE

بادشاہت کی اقسام

بادشاہت کی اقسام

۱۔ موروثی بادشاہت (Hereditary Monarchy)

بادشاہت کی اِس قسم میں بادشاہ حکومت وارثتی انداز میں حاصل کرتا ہے۔ یہ بادشاہت نسل در نسل ایک خاندان میں چلتی رہتی ہے۔ اِس کی مثال برطانیہ کی بادشاہت ہے۔ برطانوی آئین کے مطابق بادشاہ کی وفات کے بعد اُسکا بڑا بیٹا بادشاہ بن جاتا ہے۔ اگر بیٹا نہ ہو تو بیٹی اور اگر بیٹی بھی نہ ہو تو پھر ملک کی پارلیمنٹ کو بادشاہی دینے کا اختیار حاصل ہے لیکن پارلیمنٹ بھی بادشاہ کے خاندان کو ترجیح دیتی ہے۔

۲۔ دستوری بادشاہت (Constitutional Monarchy)

دستوری بادشاہت برائے نام بادشاہت ہوتی ہیں۔ اس نظام میں بادشاہت وراثتاً منتقل نہیں ہوتی۔ ایسے ممالک کے دساتیر میں بادشاہ کے اِنتخاب کا ایک باقاعدہ قانونی طریقہ کار موجود ہوتا ہے۔ جاپان اور ملائشیا میں دستوری بادشاہت قائم ہے۔

اختیارات کے لحاظ سے بادشاہت کی اقسام

۱۔ مطلق العنان بادشاہت (Absolute Monarchy)

جب بادشاہ کو لامحدود اِختیارات حاصل ہوں اور وہ کسی کے مشورے کا پابند نہ ہو تو اِسے مطلق العنان بادشاہ کہا جاتا ہے۔ سعودی بادشاہ مطلق العنان ہوتا ہے۔ پاک و ہند میں مُغل خاندان کی موروثی و مطلق العنان بادشاہت قائم تھی۔

۲۔ غیر مطلق العنان بادشاہت (Non-absolute Monarchy)

اِس طرزِ بادشاہت میں بادشاہ کے اِختیارات محدود ہوتے ہیں۔ حکومتی اختیارات کے اِستعمال میں اُسے کئی پابندیوں کو مدِنظر رکھنا پڑتا ہے۔

NOT FOR SALE

بادشاہت کی خوبیاں اور خامیاں یا خصوصیات
(Merits and Demerits or Features of Monarchy)

بادشاہت کی خوبیاں (Merits of Monarchy)

سادہ نظام (Simple System)

بادشاہت ایک سادہ، آسان اور غیر پیچیدہ نظام ہے۔ اِس میں حکومت کے سارے اِدارے فردِ واحد کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اِسلئے یہ حکومت مستعد اور فعال ہوتی ہے۔ بادشاہت میں فیصلے بغیر کسی دباو اور عجلت کے کئے جاتے ہیں جو نظامِ حکومت کو مستعد اور موثر بنا دیتے ہیں۔

تیز تر ترقی (Rapid Development)

اِس طرزِ حکومت میں سیاسی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں۔ بادشاہت میں سیاسی جماعتیں نہیں ہوتیں ہیں اور نہ عوام کو سیاسی معاملات میں مداخلت کی اِجازت ہوتی ہے۔ اِسلئے حکومت کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی اور بادشاہ اگر چاہے تو بغیر کسی دباو، رکاوٹ یا سیاسی مصلحت کے عوامی فلاح و بہبود کے کام سرانجام دے سکتا ہے۔

۳۔ تجربہ (Experience)

اِس طرزِ حکومت کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اِس میں بادشاہ تاحیات حاکم ہوتا ہے۔ اِسلئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسکی حکمرانی کا تجربہ بڑھ جاتا ہے جو ریاست کیلئے مفید ہوتا ہے۔ برطانیہ میں بادشاہت ختم نہ ہونے کا ایک سبب اگر اِس اِدارے کی روایتی شکل ہے تو دوسری جانب ایک منتخب صدر کی نسبت برطانوی بادشاہ زیادہ تجربہ کار اور سیاسی مصلحتوں سے بالاتر اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیتا ہے۔

۴۔ روایت پسند اور قدامت پسند معاشرہ کیلئے فائدہ مند

یہ طرزِ حکومت ایسے معاشرے کے لئے بڑا موزوں نظام ہے جس کے شہری روایت پسند یا قدامت پسند ہوں

NOT FOR SALE

بادشاہت کی خامیاں (Demerits of Monarchy)

1۔ اِنسانی فطرت کے خلاف (Against Human Nature)

بادشاہت میں عوام کی مرضی شامل نہیں ہوتی اور نہ عوام کی خواہشات کا اِحترام کیا جاتا ہے۔ اِس لئے یہ نظام عوامی نفسیات کے خلاف ہے۔ اِس نظام میں عوام کا کردار محدود ہوتا ہے۔ اُن کو شرکت کے مواقع نہیں دیے جاتے۔

2۔ وارث کی حیثیت (Nature of Successor)

بادشاہت میں وراثت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک بادشاہ کا نالائق وارث بادشاہ بن جاتا ہے۔

3۔ سیاسی عمل کا فقدان (Lack of Political Activities)

اِس قسم کی حکومت میں عوام کو سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی اِجازت نہیں ہوتی جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ملکی مسائل وحالات سے ناواقف رہتے ہیں۔ آج کے دور میں ملک کی فلاح وترقی کا اِنحصار اِسکے عوام پر ہے کہ وہ اِسکے مسائل کو سمجھنا اور انہیں حل کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ جس نظام میں افراد کی شرکت کو شجرِ ممنوعہ قرار دیا جائے تو ایسے معاشروں میں شعور بیدار نہیں ہوسکتا۔

جمہوریت، خصوصیات واُصول
(Democracy)

جمہوریت کی تعریف (Definition)

جمہوریت کی ابتداء یونان سے ہوئی اور اس لئے لفظ Democracy دراصل دو یونانی الفاظ کے مجموعے

سے بنا ہے۔ یعنی "Demos" اور "Kratos" جن کے بالترتیب معنی ہیں عوام اور طاقت، حقیقت میں جمہوریت عوام کی حکومت ہوتی ہے اور یہ نمائندہ حکومت بھی کہلاتی ہے۔

مختلف مفکرین نے اپنے اپنے انداز میں جمہوریت کی تعریف کی ہے:۔

۱۔ رابرٹسن کے مطابق ''جمہوریت ایک نظامِ حکومت ہے جس میں سیاسی اِختیارات ریاست کے بالغ شہریوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور اُنہیں حکومت کرنے کا اِختیار حاصل ہوتا ہے۔''

۲۔ لارڈ برائس کے مطابق ''ایک ایسی طرزِ حکومت جس میں حکومتی اِختیار ایک مخصوص گروہ کے ہاتھ میں نہیں ہوتا بلکہ ریاست کے تمام شہری اِس میں شریک ہوتے ہیں۔''

۳۔ جمہوریت کی ایک جامع اور دلچسپ تعریف سابق امریکی صدر ابراہم لنکن نے کی ہے۔ جمہوریت ''عوام حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے'' ہوتی ہے۔

آج دنیا کے اکثر ممالک یعنی امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، ترکی، ایران، جنوبی افریقہ، لبنان، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش وغیرہ میں جمہوریت نافذ ہے۔

جمہوریت کی خصوصیات

جمہوری نظام کے خدوخال درج ذیل ہیں۔

۱۔ جواب دہ حکومت (Responsible Government)

جمہوری نظام میں عوام کو حق حاصل ہے کہ حکومت پر کڑی نظر رکھیں اور اگر حکومت اپنے آئینی اختیارات سے تجاوز کرنے کی کوشش کرے تو عوام اِسکے خلاف آواز اُٹھا سکتی ہے۔ سیاستدانوں کی کوشش ہوتی ہے کہ عوامی خواہشات کا اِحترام کیا جائے اور اُنکے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے۔ اِس لئے عوام کی تجاویز اور مطالبات کی قدر کی جاتی ہے اور حکومت عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

۲۔ اکثریت کی حکومت (Government of the Majority)

جمہوری نظام کی بنیاد عوام کی اکثریت پر ہے۔ ملک کی اکثریت کو حق حاصل ہے کہ جسے چاہے حکمرانی کا اختیار دے دے۔ اِس نظام میں تمام فیصلے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور ریاستی نظام اکثریتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے چلایا جاتا ہے۔ تنازعات کے حل میں اکثریتی فیصلوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

۳۔ تقریر و تحریر کی آزادی (Freedom of Speech and Writing)

جمہوری نظام میں ہر شہری کو تقریر و تحریر کی آزادی حاصل ہے۔ ہر شہری اپنا پیغام دوسرے شہریوں تک پہنچانے کا حق رکھتا ہے۔ تمام شہریوں کو حکومت کی سرگرمیوں پر تنقید کی پوری آزادی حاصل ہے۔ سیاسی بیان بازی بھی شہریوں کا بنیادی حق ہے۔ یعنی جمہوریت ایک ایسے سیاسی نظام کا نام ہے جس میں افراد کے دل و زبان پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ جب چاہیں اِجتماعی مفادات کی خاطر اِس حق کا برملا اِظہار کریں خواہ یہ اظہار تحریر کی شکل میں ہو یا پھر تقریر کی شکل میں۔

۴۔ سیاسی جماعتیں (Political Parties)

جمہوریت اور سیاسی جماعتوں کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتیں اپنے پروگرام اور منشور عوام تک پہنچاتے ہیں اور پھر اِنتخابات کے لئے نمائندے نامزد کرتے ہیں۔ لوگ اپنے نمائندوں کو منتخب کرتے وقت جماعتوں کے منشور اور پروگرام کو مدِنظر رکھتے ہیں۔ جمہوری معاشروں میں سیاسی جماعتیں عوام کے سیاسی شعور کو اُجاگر کرنے اور جمہوری اقدار کو ترقی دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

۵۔ حزب اختلاف (Opposition)

جمہوری طرزِ حکومت میں ایک مضبوط اپوزیشن سرگرمِ عمل ہوتی ہے جو حکومت پر کڑی نظر رکھتی ہے اور حکومت کو اپنے اِختیارات سے تجاوز نہیں کرنے دیتی۔ حزب اختلاف دراصل جمہوری نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ حکومتی جماعت اور حزب اختلاف جمہوریت کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جب دونوں پہیوں میں توازن موجود ہو تو گاڑی چلے گی ورنہ سارا نظام خراب ہوگا۔

NOT FOR SALE

۶۔ حکومت کی تبدیلی (Change of Government)

جمہوریت میں کسی کو ایک خاص آئینی مدت سے بڑھ کر حکمرانی کا حق حاصل نہیں۔ حکومت عوام کے ذر منتخب ہوتی ہے اور عوامی خواہش کے مطابق تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ حکومت کی تبدیلی کے لئے مخصوص مد کے بعد عام اِنتخابات کراوئے جاتے ہیں۔ جمہوری نظام اِس حوالے سے ایک کامیاب نظام ہے کہ اِ میں حکومت کی تبدیلی کے لئے آئینی اور پُرامن رَاستے موجود ہوتے ہیں۔

۷۔ مواقع کی فراہمی (Opportunities)

جمہوری نظام میں تمام شہریوں کو ملازمت اور تعلیم وغیرہ کے لئے مساوی مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ تعا لوگوں میں سیاسی بیداری اور شعور پیدا کرتی ہے جو جمہوریت کے لئے بہت مفید ہے۔ تمام اِمتیازات خاتمہ یعنی مساوات کا قیام جمہوریت کے اولین مقاصد میں شامل ہے۔ یہ جمہوریت کی اِمتیازی اور من صفت ہے کہ اِس میں تمام شہریوں کو مساوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

۸۔ آئین کی بالادستی (Supremacy of the Constitution)

حکومت اور عوام کے حقوق و فرائض کا تعین اور عوام و حکومت کے تعلقات کی وضاحت کے لئے ایک تحر آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔ آئین تمام حکومتی اِداروں کے اِختیارات و فرائض و ساخت بیان کرتا جمہوری سماج میں آئین کو قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اِسی نظام میں یہ ملک کی مقدس دستا ہوتی ہے۔ آئین کی بالادستی ریاست میں امن و امان اور خوشحالی کی ضامن ہے۔

۹۔ سیاسی تربیت (Political training)

جمہوریت میں عوام کی بھرپور شرکت سے لوگوں کی سیاسی تربیت ہوتی ہے اور اُن میں سیاسی آ گہی بیداری پیدا ہوتی ہے۔ عوام کی سیاست میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ لوگوں کو اس قابل بنایا جاتا ہے حکومت کی سرگرمیوں پر اظہار خیال کریں۔

۱۰۔ محدود اِختیارات (Controlled Powers)

اِس نظام کی ایک اور اہم خوبی یہ ہے کہ اِس میں ریاستی اِختیارات عوامی امانت ہوتے ہیں۔ حکومت اِن اِختیارات کا غلط اِستعمال نہیں کرسکتی اور وہ اِس بات کی پابند ہوتی ہے کہ عوامی خواہشات کے مطابق حکمرانی کرے۔ سیاسی اِختیارات عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جنہیں عوام کی مرضی کے مطابق اِستعمال کیا جاتا ہے۔ اِس لئے عوام کی بھرپور شرکت حکومت پر نگرانی کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔

۱۱۔ اہلیت (Merit)

اس نظام میں عاملہ کا اِنتخاب اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ عاملہ کا سربراہ براہِ راست عوام میں سے یا عوامی نمائندوں میں سے لیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ نظام لوگوں کو دیانتدار، ذہین اور قابل نمائندوں کی اہلیت کی بنیاد پر منتخب ہونے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

آمریت (Dictatorship)

آمریت کی تعریف (Definition)

انگریزی میں آمریت کیلئے dictatorship کا لفظ اِستعمال کیا جاتا ہے۔ یہ نظام جمہوریت کا اُلٹ ہے۔ آمریت سے مراد وہ طرزِ حکومت ہے جس میں تمام اِختیارات کا سرچشمہ فردِ واحد ہوتا ہے۔ وہ ریاستی اِقتدار اعلیٰ کو اپنی مرضی سے اِستعمال کرتا ہے اور اُس کے اِختیارات کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ یہ نظام عموماً اُن ممالک میں فوج کے ذریعے تشکیل پاتا ہے جہاں سیاسی بحران ہو۔ فرانس کے نپولین، اٹلی کے موسولینی، جرمنی کے ہٹلر چند مشہور آمر گزرے ہیں۔ پاکستان میں ایوب خان، یحییٰ خان، ضیاءالحق اور پرویز مشرف نے جمہوری حکومتوں کو برطرف کر کے آمریت قائم کی۔ اِن ممالک کے علاوہ دُنیا کے کئی ممالک میں آمرانہ نظام قائم ہے۔ اِس نظام میں عموی طور پر لوگوں کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے محروم کیا جاتا ہے۔ ایک واحد جماعت کی حکمرانی

NOT FOR SALE

بھی آمریت کی ایک قسم ہے مثلاً اشتراکی ریاستوں میں کمیونسٹ پارٹی کی اِجارہ داری آمریت کی ایک قسم ہے۔ آمریت جمہوریت کی ضد ہے اور اس پارٹی کی اِجارہ داری آمریت کی ایک قسم ہے۔
مطلق العنان بادشاہت بھی آمریت کی ایک شکل ہے۔ جس میں بادشاہ کو لامحدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

آمریت کی خوبیاں اور خامیاں (Merits and Demerits of Dictatorship)

خامیاں (Demerits)

۱۔ آزادی کا فقدان (Lack of Liberty)

جمہوری نظام میں شہریوں کو آئینی آزادیاں دی جاتی ہیں جبکہ آمریت کی بنیاد عدم آزادی اور عدم مساوات پر ہوتی ہے۔ اِس نظام میں لوگوں کی آزادی، بنیادی حقوق ذرائع ابلاغ کی آزادی، لوگوں کی تقریر و تحریر کے حقوق اور حکومت پر تنقید کے حقوق ختم کئے جاتے ہیں اور سیاست میں عوام کی شرکت کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ مساوات، آزادی اور حقوق کا اِنحصار آمر کے اِختیار میں ہوتا ہے۔

۲۔ رائے عامہ کی تیاری (Moulding Public Opinion)

آمریت میں آمر کی کوشش ہوتی ہے کہ حکومت کی بنیادیں مضبوط ہوں۔ اِس نظام میں مخالف پروپیگنڈہ مضبوطی سے کنٹرول کیا جاتا ہے اور لوگوں کی سوچ تبدیل کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ تمام اِدارے اور شہریوں کی رائے آمر کے حق میں بنانے کی زبردست کوشش کی جاتی ہے۔ دیگر طریقوں سے

NOT FOR SALE

بھی آمر کی کوشش ہوتی ہے کہ عوام میں اپنے لئے جگہ بنائے۔ کبھی اِقتصادی ترقی کی شکل میں، کبھی دُشمن ملک پر عوام کی توجہ مرکوز کرنے کے ذریعے اور کبھی کوئی انوکھی پالیسی یا سرگرمی کے ذریعے۔

۳۔ واحد جماعت کی آمریت (Dictatorship of a Single Party)

اِس نظام میں آمر عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے کسی سیاسی جماعت کا سہارا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے یا اپنی جماعت بنا کر ملک کی سیاسی سرگرمیوں پر اجارہ داری قائم کرتا ہے۔ باقی تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی لگائی جاتی ہے اور اُن کو کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے مثلاً اٹلی کی فاشسٹ پارٹی، جرمنی کی نازی پارٹی، چین کی کمیونسٹ پارٹی اور سابقہ سویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی۔

۴۔ اِختیارات کا اِرتکاز (Centralization of Powers)

تمام اِختیارات فردِ واحد کے ہاتھ میں مرکوز کئے جاتے ہیں اور وہ تمام ریاستی طاقت کا استعمال اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ حکومت کے تینوں اعضاء آمر کے کنٹرول میں ہوتے ہیں اور اِس نظام میں اِداروں میں اِختیارات کی علٰیحدگی یا تفویضِ اختیارات کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔

۵۔ افسر شاہی (Bureaucracy)

آمریت میں عام طور پر نوکر شاہی کے اختیارات بڑھ جاتے ہیں۔ آمریت میں تجربہ کار سیاستدانوں، ماہر نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کا فقدان ہوتا ہے۔ اِس خلاء کو پُر کرنے کے لئے سول سروس کے ملازمین اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ افسر شاہی حاکم اور محکوم دونوں کو اپنے قابو میں رکھتی ہے اور حقیقی اِختیارات ملک کی اعلیٰ ترین افسر شاہی اِستعمال کرتی ہے۔

۶۔ عارضی اِستحکام (Temporary Stability)

اگرچہ آمریت عموماً سیاسی افراتفری کا ردِعمل ہوتی ہے اور یہ سیاسی بحران کو وقتی طور پر کنٹرول کرتی ہے لیکن حقیقت میں یہ اِستحکام دیرپا نہیں ہوتا۔ لوگوں کو یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ آمریت حالات کا مقابلہ کر

NOT FOR SALE

سکتی ہے لیکن اندر سے آمر اپنے پاؤں مضبوط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وقتی طور پر لوگ آمریت کا پُرجوش اِستقبال کرتے ہیں لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آمر کے اصلی مفادات عوام کے سامنے ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اِس طرح ملک کئی بحرانوں کی زد میں آجاتا ہے۔

۷۔ اِنتقالِ اِقتدار کا مسئلہ (Problem of Transfer of Power)

آمریت کا ایک شدید المیہ یہ ہے کہ اِس میں پُرامن طریقے سے اِنتقالِ اِقتدار کا کوئی طریقہ کار نہیں ہوتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حکومتیں یا تو غیر آئینی ہوتی ہیں یا پھر اپنی سہولیات کو مدِنظر رکھتے ہوئے آئین بناتی ہیں جس میں اِنتقالِ اِقتدار کا کوئی پُرامن راستہ نہیں ہوتا بلکہ آمر سے اِختیارات پُرتشدد طریقے سے لئے جاتے ہیں۔ کسی بھی آمریت کا اِختتام ایک بہت بڑے بحران کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ جو اُس بحران سے بھی شدید نوعیت کا ہوتا ہے جسے ختم کرنے کے لئے آمریت قائم ہوئی ہوتی ہے۔

خوبیاں (Merits)

۱۔ ریاست کا تقدس (State as Sacred Institution)

ایسی ریاستوں میں جہاں آمریت ہو وہاں ریاست کو بہت مقدس اِدارہ سمجھا جاتا ہے۔ حکومت اور ریاست میں عملاً فرق ختم ہو جاتا ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں ریاست مکمل طور پر مداخلت کر سکتی ہے۔ درحقیقت حاکم اپنے اختیارات اور وقار میں اِضافہ کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اُس کا عوامی ضروریات و خواہشات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور اُس کی تمام سرگرمیوں اور دوڑ دھوپ کا مقصد اپنے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔

۲۔ قابل عاملہ (Able Executive)

اِس کا انحصار آمر کے اخلاص پر ہے کہ وہ کس قسم کی انتظامیہ کو کن ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے نامزد کرتا

NOT FOR SALE

ہے۔عام طور پر ہر آمر کی خواہش ہوتی ہے کہ عوام میں شہرت حاصل کرے تو وہ عوامی مسائل کے حل کو خصوصی توجہ دیتا ہے اور اس مقصد کے لئے بہترین وزراء نامزد کرتا ہے خصوصاً ریٹائرڈ فوجی افسران، ٹیکنوکریٹس، بارسوخ شہری اور افسر شاہی کے ارکان وزراء کے طور پر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اِسطرح آمر کی اِنتظامی کونسل قابل لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے تاکہ عوام کے مسائل کا بہترین انداز میں حل پیش کیا جاسکے۔

3۔ اِقتصادی ترقی (Economic Development)

عوامی حمایت حاصل کرنے کے لئے آمر کئی ایک اِصلاحی اِقدامات کرتا ہے اور کئی ایک ترقیاتی منصوبے متعارف کرتا ہے تاکہ لوگوں کی توجہ سیاست سے اِقتصادیات پر مبذول کی جاسکے۔ اسکا عمومی نتیجہ معاشی ترقی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے مثلاً ایوب حکومت میں کئی ایک ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے جن سے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے۔ جو سیاسی اِستحکام اور اِقتصادی یا معاشی ترقی کے لئے لازم ہے۔ چونکہ آمریت کے ذریعے عارضی طور پر سیاسی اِستحکام حاصل کیا جاتا ہے اِس لئے ملک اِقتصادی ترقی کی جانب گامزن ہوتا ہے۔

۴۔ فوجی ترقی (Military Development)

عام طور پر اِس بات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ چونکہ آمریت کا اِنحصار فوج کے تعاون پر ہوتا ہے اِس لئے آمریت میں فوجیوں کو خوشحال رکھنے کے لئے مسلح افواج کو خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔فوج کو مضبوط بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بجٹ کا زیادہ حصہ مسلح افواج کی ترقی کے لئے مختص کیا جاتا ہے۔

5۔ قوتِ فیصلہ (Power of Decision)

آمرانہ طرزِ حکومت چونکہ کسی کو جواب دہ نہیں، اِس میں اِختیارات کی مرکزیت ہوتی ہے اور تمام اِختیارات فردِ واحد یا واحد سیاسی جماعت کو حاصل ہوتے ہیں اس لیے اِس نظام میں فوری فیصلے کئے جاتے ہیں اور فیصلے کا نفاذ بھی اچھے طریقے سے ہوتا ہے۔ دوسرے طرز ہائے حکومتوں کی نسبت اِس نظام میں فیصلے کی قوت

NOT FOR SALE

زیادہ ہوتی ہے۔

اسلامی حکومت اور اس کی خصوصیات
(Islamic Government and its Characteristics)

تعریف:

اِسلامی حکومت وہ طرزِ حکومت ہے جسکی بنیاد قرآنی احکامات اور سنت واحادیثِ نبوی ﷺ کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ طرزِ حکومت نبی کریم ﷺ نے سرزمینِ عرب میں قائم کیا تھا۔

اِسلامی حکومت کی خصوصیات:

ا۔ اِختیار بطورِ امانت (Government As Trust)

اِسلامی ریاست کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حکمرانی اور اِقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔جس کی وجہ سے حاکم اِختیارات کا اِستعمال اِحتیاط سے کرتے ہیں کہ کہیں امانت میں خیانت نہ ہو۔دوسری جانب عوام بھی خوشی سے اطاعت کرتے ہیں کیونکہ انہیں احساس ہوتا ہے کہ اُن کے حاکم اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ اِختیارات کا غلط اِستعمال نہیں کرسکتے۔

۲۔ شورائی نظام (Consultative System)

اِسلامی ریاست میں مقننہ مجلسِ شوریٰ کی شکل میں موجود ہوتی ہے۔ اِسلام مشورے پر بہت زور دیتا ہے اور قرآنی آیتوں میں بار بار باہمی مشاورت کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام میں مقننہ آزادی سے قانون سازی نہیں کرسکتی بلکہ اِسے قانون سازی کرتے وقت قرآنی احکامات اور احادیثِ مبارکہ کو مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ اِسلامی حکومت ایک ذمہ دار اور مخلص قیادت یا عاملہ پر مشتمل ہوتی ہے جس میں تمام حکمران اور ملازمین ہر وقت عوام کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔

NOT FOR SALE

۳۔ اہل حکومت (Able Government)

اِسلامی ریاست کی ایک اور منفرد حیثیت یہ بھی ہے کہ اس میں اقتدار کا حقدار کوئی خاص خاندان یا طبقہ یا فرد نہیں ہوتا بلکہ ہر شخص جو اہل ہو، خلیفہ بننے کا حقدار ہوتا ہے۔

۴۔ دینی فوقیت (Religious Dominance)

اسلامی حکومت میں حاکم اعلیٰ ایک اعلیٰ خصوصیت کا حامل شخص ہوتا ہے۔ خلیفہ نہ صرف عوام بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جواب دہ ہوتا ہے۔ اس میں سیاست کو عبادت کے طور پر لیا جاتا ہے۔

۵۔ اطاعت (Obedience)

شرعی احکامات کی روشنی میں اِسلامی ریاست کے تمام شہری حکومتی احکامات کے پابند ہیں۔ ایسی حکومت کی حکم عدولی قابلِ جرم فعل ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے کہ "اللہ کی اطاعت کرو، رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں جو حاکم ہے اُسکی اطاعت کرو۔"

اِسلامی حکومت کے فرائض یا ذمہ داریاں
(Responsibilities of Islamic Government)

اِسلامی حکومت کی اہم ترین ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

۱۔ انصاف کی فراہمی (Justice)

اِسلامی حکومت کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ عوام کو اُن کی دہلیز پر سستے اور فوری اِنصاف کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ عدلیہ کی تشکیل و تنظیم اِس حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ ججوں کا تقرر اہلیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ جب ایک موثر عدالتی نظام موجود ہو تو بے اِنصافی کے تمام اِمکانات ختم ہو جاتے ہیں اور عوام اِعتماد کیساتھ اپنی صلاحیتوں سے اِستفادہ کرتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ اگر آپ کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے تو انصاف سے کرو۔

NOT FOR SALE

۲۔ نفاذِ شریعت (Imposition of Shariah)

اِسلامی حکومت میں مقننہ ایسے اُصول و قواعد مرتب کرے گی جن کے ذریعے قرآنی قوانین کا عملی نفاذ ممکن ہو سکے۔ مقننہ کو ایسے معاملات میں قانون سازی کا اِختیار حاصل ہے جہاں پہلے سے قانون موجود نہ ہو شرعی اُصولوں کے دائرہ کے اندر قانون سازی ہو سکتی ہے۔

۳۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر: (Enjoin Good Deeds and Forbid Evil)

اِس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو نیکی کی تلقین کرے اور انہیں بُرائی سے روکے۔ اِسلامی حکومت کا فرض ہے کہ نیکی اور خیر کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرے۔

۴۔ فلاحی سرگرمیاں (Welfare Activities)

اِسلامی حکومت اِنسانی فلاح پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ شہریوں کی تعلیم و تربیت، صحت اور روزگار کا اِنتظام کرنا اِسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ حکومت بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، معذوروں اور غرباء کی اِمداد کیلئے بیت المال کا قیام عمل میں لاتی ہے۔ اِن افراد کو پائیدار طور پر بحال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اِسلامی حکومت زکواۃ، عشر و صدقات وغیرہ کو جمع کرنے کا اہتمام کر کے اِسے مستحقین تک پہنچانے کی سعی کرتی ہے۔

۵۔ دفاع (Defence)

ریاستی حدود کی حفاظت اِسلامی حکومت کا فرض ہے۔ اِسلام جارحیت کو پسند نہیں کرتا لیکن اپنے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے مسلح افواج قائم کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ جب بھی ریاست پر جارحیت کی جائے تو حکومت اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر اُس کا بھرپور مقابلہ کرے۔

۶۔ اِنسانی حقوق کی فراہمی (Provision of Human Rights)

اِسلام انسانی حقوق پر زور دیتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے آخری خطبہ کے ذریعے انسانی حقوق کا منشور پیش

NOT FOR SALE

کیا۔ خلفائے راشدین نے اِس منشور کو عملی شکل دینے کی بھرپور کوشش کی۔ اِسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اِنسانی حقوق کو یقینی بنائے۔

۷۔ غیر مسلموں کی حفاظت (Protection of Non-Muslims)

اِسلامی حکومت غیر مسلم شہریوں کو مکمل تحفظ اور مذہبی آزادی فراہم کرتی ہے۔ اُن کی عزت و آبرو کی حفاظت اِسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

مختلف طرز ہائے حکومت کی بنیادیں
(Basis of Various Forms of Governments)

درج بالا سطور میں چند اہم طرزِ حکومتوں کا ذکر کیا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ممالک میں مختلف طرزِ حکومتیں کیوں ہوتی ہیں۔ دراصل طرزِ حکومت کی تعین میں درج ذیل عوامل کا کردار ہوتا ہے:

۱۔ نظریہ (Ideology):

کسی ملک میں نظامِ حکومت میں اُس ملک کے عوام کا نظریہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایران کے عوام نے 1979ء میں امام خمینی کی قیادت میں اِسلامی انقلاب برپا کیا جس کے نتیجے مین وہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ چین میں عوام کا نظریہ اشتراکیت ہے اور کمیونسٹ پارٹی واحد سیاسی جماعت ہے تو وہاں وحدانی طرزِ حکومت ہے جہاں تمام اختیارات کو مرکزیت حاصل ہے امریکہ میں جمہوریت ہے اور ان کا نظریہ ہے کہ ہم ان لوگوں کی حمایت کریں گے جن میں جمہوریت ہو۔

۲۔ ثقافت (Culture)

ثقافت بھی کسی ملک کے سیاسی نظام کے تعین میں اہمیت کی حامل ہے۔ لوگوں کے طور طریقے، رسم و رواج، روایات، عادات اور مفادات وغیرہ طرزِ حکومت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پاکستان میں وفاقی حکومت کی وجوہات میں ایک اہم وجہ یہاں کئی ثقافتوں کا وجود ہے۔ چار اہم اور بنیادی قومیتیں ہیں جن کی ثقافت ایک دوسرے سے جدا ہے۔

NOT FOR SALE

۳۔ تاریخ (History)

طرزِ حکومت پر اُس ملک کی تاریخ کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ برطانیہ میں بادشاہت اور پارلیمانی طرزِ حکومت کی وجوہات میں وہاں کی بادشاہت اور پارلیمانی نظام کی ایک طویل تاریخ ہے۔

۴۔ اقدار وغیرہ (Values)

طرزِ حکومت پر کسی ملک کے عوام کے اقدار وغیرہ کا بھی اثر ہوتا ہے۔ بعض ریاستیں ایسی ہیں جن میں ان کے معاشرتی اقدار کے مطابق حکومتیں بنائی جاتی ہیں۔ اقدار میں عوام کی مرضی شامل ہوتی ہے۔ اسلامی حکومت میں مذہبی اقدار کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔

مشق

1- درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱۔ بھارت اور پاکستان میں ------- جمہوریت ہے۔

۲۔ برطانیہ میں ------- بادشاہت قائم ہے۔

۳۔ جمہوری نظام میں عوام کی تجاویز اور مطالبات کی ------- کی جاتی ہے۔

۴۔ عوام کی بھرپور ------- حکومت پر نگرانی کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔

۵۔ وقتی طور پر لوگ ------- کا پُر جوش اِستقبال کرتے ہیں۔

NOT FOR SALE

2۔ درج ذیل سوالات کا موزوں جواب یعنی ا ، ب ، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ ــــــــــ میں بادشاہ کو لامحدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

(ا) بادشاہت (ب) وزارت (ج) آمریت (د) جمہوریت

۲۔ جدید جمہوریت میں تمام شہریوں کو تمام اِمتیازات سے بالاتر ہو کر مساوی ــــــــــ حاصل ہے۔

(ا) حقوق (ب) ملازمت (ج) شہریت (د) ملکیت

۳۔ آمرانہ نظام میں اختیارات کی ــــــــــ ہوتی ہے۔

(ا) مرکزیت (ب) تقسیم (ج) ارتکاز (د) حکومت

۴۔ اسلامی طرزِ حکومت میں ــــــــــ نظام ہوتا ہے۔

(ا) شورائی (ب) وحدانی (ج) وفاقی (د) صدارتی

۵۔ حضورؐ نے آخری خطبہ میں انسانی ــــــــــ کا منشور پیش کیا۔

(ا) حقوق (ب) فرائض (ج) خدمت (د) جذبہ

3۔

سیاسی	اِقتدار
اِنتقال	اِختلاف
اجتماعی	بحران
حزب	بادشاہت
دستوری	لنگن
ابراہم	مفادات

NOT FOR SALE

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں۔

ا۔ آمریت حکومت کی ایک قسم ہے۔ صحیح۔غلط

۲۔ بادشاہت کو نمائندہ حکومت بھی کہا جاسکتا ہے۔ صحیح۔غلط

۳۔ جمہوریت میں سیاسی جماعتیں مسائل پیدا کرنے کا سبب ہوتی ہیں۔ صحیح۔غلط

۴۔ آئین میں حکومت کی تبدیلی کیلئے پرامن راستے موجود ہوتی ہیں۔ صحیح۔غلط

۵۔ دستور کی پامالی ریاست میں امن وامان اور خوشحالی کی ضامن ہے۔ صحیح۔غلط

۶۔ آمریت جمہوریت کی ضد ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ ایوب خان کی ترقیاتی منصوبوں سے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے۔ صحیح۔غلط

۸۔ اِسلامی حکومت اِنسانی حقوق کو یقینی بناتی ہے۔ صحیح۔غلط

5۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

ا۔ دستوری بادشاہت سے کیا مراد ہے مثال سے واضح کریں؟

۲۔ آمریت میں مخصوص طبقے کی کیسے اجارہ داری ہوتی ہے؟

۳۔ جمہوریت کی تعریف کریں؟

۴۔ اِسلام میں اِقتدارِ اعلیٰ کا تصور کیا ہے؟

۵۔ فلاحی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟

6۔ درجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں:

ا۔ بادشاہت کی تعریف کریں اور اس کی نمایاں خصوصیات بیان کریں؟

۲۔ جمہوریت سے کیا مراد ہے نیز اس کے خواص کیا ہیں؟

NOT FOR SALE

۳۔ آمریت کسے کہتے ہیں اور آمریت کی خصوصیات تفصیل سے لکھیں؟

۴۔ اِسلام کے سیاسی نظام پر نوٹ لکھیں اور اِس کی خصوصیات پر بحث کیجیے؟

۵۔ طرزہائے حکومت کی مختلف بنیادیں کیا ہیں تفصیل سے جواب دیں۔

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر۱: کلاس میں مختلف طرزہائے حکومت میں شہریوں کے کردار پر مباحثہ کیا جائے۔

سرگرمی نمبر۲: جمہوریت کے موضوع پر کلاس میں تقریری مقابلہ منعقد کریں۔

NOT FOR SALE

باب ۳

حقوق
(Human Rights)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ اِنسانی حقوق کی تعریف کرسکیں۔

۲۔ اِنسانی حقوق کے تصور (اِسلام کے خصوصی حوالے سے بھی) کے اِرتقاء کو معلوم کرسکیں۔

۳۔ اِعلامیہ اور کنونشن میں فرق کرسکیں۔

۴۔ اِس حقیقت کو سمجھ کر تشریح کرسکیں کہ اِنسانی حقوق ناقابلِ تقسیم، باہمی طور پر منحصر اور متعلقہ ہیں۔

۵۔ آئینی حقوق کی سیاسی، اِقتصادی، شخصی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق میں درجہ بندی کرسکیں۔

۶۔ اُس حد کا جائزہ لے سکیں جس حد تک پاکستانی شہریوں کے حقوق یقینی بنائے گئے ہیں۔

۷۔ اِسلام میں دیئے گئے دستوری اِنسانی حقوق و فرائض کا اِنسانی حقوق کے عالمی منشور میں دیئے گئے حقوق و فرائض کے ساتھ موازنہ کرسکیں۔

NOT FOR SALE

حقوق کی تعریف (Human Rights)

جب کسی فرد کے کسی کام کے کرنے یا کسی چیز کے رکھنے کی طاقت یا صلاحیت کا دعویٰ دوسرے لوگ تسلیم کریں تو اِسے حق کہا جاتا ہے۔ جدید نظریات کی روشنی میں یہ کسی فرد کے کسی کام کے کرنے کی طاقت یا کسی چیز کے رکھنے کا دعویٰ ہے جسے ریاست تسلیم کرتی ہے، اِس کی حفاظت کرتی ہے اور اس کے بعد فرائض آتے ہیں۔ حقوق کی تعریف کچھ اِس طرح ہے:

چیمبرڈ ڈکشنری کے مطابق "حق کسی کام کے کرنے کا اِختیار ہے اگر اخلاقیات اور قانون کے مطابق ایسا کرنا آپ کے لئے موزوں ہے"۔

اِنسانی حقوق کی تاریخ

اِنسانی حقوق کی تاریخ ایک ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے۔ تاریخ میں وقتاً فوقتاً اِنسانی حقوق قوانین، رسوم اور مذاہب کی شکل میں سامنے آئے ہیں۔

یونان کے فلسفیوں نے اِنسانی حقوق کا تصور واضح انداز میں پیش کیا۔ فطری حقوق کا تصور پیش کیا گیا جو فطری قانون کی پیداوار تھے۔ یونانی فلسفیوں یعنی سقراط اور افلاطون کے مطابق قانونِ فطرت وہ قانون ہے جو کائنات کے فطری تسلسل کو ظاہر کرتا ہے خصوصاً دیوتاؤں کی مرضی جو فطرت کو کنٹرول کر رہے ہیں۔

قدیم روم میں بھی فطری حقوق کا تصور موجود تھا جس کے مطابق فطری حقوق کا تعلق ہر فرد سے ہے خواہ وہ روم کا باشندہ ہو یا نہ ہو۔ تاہم اُس تصور اور آج کے اِنسانی حقوق میں ایک واضح فرق بھی پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر قدیم تصور میں اِنسان اِنسان کو غلام بنا سکتا تھا لیکن آج ایسا کرنا اِنسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہے۔

قرونِ وسطیٰ یعنی 500 تا 1500ء کے زمانے میں چرچ کا اثر و رسوخ ذرا کم ہوا اور فرد پر زیادہ توجہ دی گئی۔ اِس طرح اِنسانی اظہار کے راستے کھل گئے۔

اِنسانی حقوق کا عملی اِعلان اور مظاہرہ ساتویں صدی عیسوی میں اِسلام نے کیا۔ حضور ﷺ نے اِنسانی حقوق کا منشور پیش کیا اور خلفائے راشدین نے انہیں عملی جامہ پہنایا۔

برطانیہ میں بادشاہ (جان) اور عوام کے درمیان اِنسانی حقوق کے حوالے سے 1215ء میں معاہدہ ہوا جسے مگنا کارٹا کہا جاتا ہے۔ اِس میں لوگوں کے کئی حقوق تسلیم کیے گئے۔

امریکی اور فرانسیسی اِنقلاب کے بعد خصوصاً پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے بعد دُنیا کی اکثر ریاستوں نے اپنے دساتیر میں اِنسانی حقوق کی فہرست پیش کی اور عوامی حقوق کا آئینی تحفظ کیا گیا۔

مجموعی طور پر درج ذیل اِقدامات کو اِنسانی حقوق کی تاریخ میں خصوصی اہمیت حاصل ہے:

الف۔ حضور ﷺ کا خطبہ الوداع

ب۔ برطانوی مگنا کارٹا۔1215ء

ج۔ اِنسانی حقوق کا فرانسیسی اِعلامیہ۔1789ء

د۔ اِنسانی حقوق کا امریکی بل۔1789ء

ف۔ جنیوا کنونشن۔1864ء

ق۔ اقوام متحدہ کے حقوق کا عالمی منشور

حقوق کی اقسام (Classification of Rights)

ا۔ شخصی حقوق Civil Rights

یہ وہ حقوق ہیں جو افراد کی شخصیت اور ذات سے متعلقہ ہوتے ہیں جو ریاست کی طرف سے دیئے جاتے ہیں اور اِن کا تحفظ سرکاری اور نجی قانون کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اِس کی مزید اقسام درج ذیل ہیں:

(i) زندہ رہنے کا حق (Right to Life)

یہ سب سے اہم اور بنیادی اِنسانی حق ہے۔ زندگی کے بغیر افراد، معاشروں اور ریاستوں کا تصور بھی ناممکن

NOT FOR SALE

ہے۔ اگر ریاست اِس کا تحفظ نہ کرے تو پھر یہ کچھ بھی نہیں۔ کسی فرد کو قانونی جواز کے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ افراد کو اپنی زندگی کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

(ii) آزادی اور حرکت کا حق (Liberty and Movement)

ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزاد رہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کر سکے۔ افراد کی حرکت اُس وقت تک نہیں روکی جاسکتی جب تک عدالتوں کے سامنے اُن کا جرم یا قانون کی خلاف ورزی ثابت نہ ہو۔ کسی کو بلا قانونی جواز کے زیرِ حراست نہیں رکھا جاسکتا۔ یہ حق بھی مشروط ہے کیونکہ قومی بحرانوں کے دوران اِس حق سے اِنکار کیا جا سکتا ہے۔ اِجتماعی مفادات کے خلاف یا ریاست کی سالمیت کے خلاف اِس حق کو اِستعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(iii) تعلیم کا حق (Right to Education)

تمام شہریوں کو اُن کی ذہنی اِستعداد اور صلاحیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ بنیادی تعلیم اب لازمی ہے اور اسے حکومت مفت فراہم کرتی ہے۔ کسی بھی شہری کو رنگ، نسل، جنس، مذہب، زبان اور دوسری امتیازات کی بنیاد پر تعلیم کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم کے بغیر کسی بھی فرد کی ذہنی و شخصی نشوونما ناممکن ہے اور اِس طرح شہری قومی فرائض کی ادائیگی سے محروم رہیں گے۔

(iv) مذہب اور عقیدے کا حق (Right of Religion and Creed)

ہر شہری کو مذہبی آزادی اور عقیدے کا حق حاصل ہے۔ ریاست کسی بھی شہری کو کسی خاص مذہب یا عقیدے کو اِختیار کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ شہریوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ، مذہبی تعلیمی اِداروں کے قیام، مذہبی تنظیم سازی اور عبادت خانوں کے قیام اور ترقی کا حق حاصل ہے۔ یہ حق کسی دوسرے مذہب یا عقیدے کے خلاف اِستعمال کرنا جرم ہے۔

(v) شہرت کا حق (Right of Fame)

(v) شہرت کا حق (Right of Fame): افراد کا بنیادی حق ہے کہ وہ جائز طریقوں اور ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے لئے معاشرے میں باعزت مقام حاصل کریں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں

NOT FOR SALE

کہ دوسرے فرد کی عزت و شہرت کو داغدار بنائے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اُسے قانون کے مطابق سزا دی جا سکتی ہے۔ ریاست ہر شخص کی عظمت، عزت اور شہرت کی محافظ ہے۔

(vi) تنظیم سازی کا حق (Right of Association)

اِنسانیت کی فلاح کیلئے کوئی فرد یا افراد مل کر تنظیم سازی کر سکتے ہیں۔ یہ تنظیم سماجی، اِقتصادی، سیاسی یا مذہبی نوعیت کی ہو سکتی ہے۔ حکومت قانون کے مطابق اِن اِنسانی اِداروں کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ صحت مند اِنسانی تنظیموں اور اِداروں کا تحفظ کیا جائے گا لیکن یہ تنظیمیں اور اِدارے بدامنی نہ پھیلائیں۔

(vii) خاندانی زندگی کا حق (Family Life)

خاندان سماجی زندگی کی بنیادی اکائی ہے۔ حکومت خاندانی زندگی سے متعلق کئی ضمنی حقوق فراہم کرتی ہے۔ مثلاً شادی، طلاق، وراثت اور خلوت (Privacy) کے حقوق۔ خاندان ایک مستحکم معاشرے کے قیام کے لیے افراد کی تربیت کرتا ہے۔

۲۔ اِقتصادی یا معاشی حقوق (Economic Rights)

یہ وہ حقوق ہیں جن کا تعلق افراد کی معاشی زندگی سے ہے اور اِس کی اقسام درج ذیل ہیں:

(i) ملکیت کا حق (Right to Property)

دُنیا کے اکثر ممالک اپنے شہریوں کو نجی ملکیت کا حق دیتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ افراد کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ زمین، دُکان، صنعت اور پیداوار کے دوسرے ذرائع سے جائز آمدنی حاصل کریں۔ ہر فرد کو حق حاصل ہے کہ وہ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد رکھے، فروخت کرے یا تبدیل کرے۔

دُنیا میں اِشتراکی نظریات رکھنے والے ممالک اِس حق کے خلاف ہیں کیونکہ یہ حق اِستحصال کا ذریعہ ہے اور ایک اِنسان دوسرے کا دُشمن اِنہی وسائل کی وجہ سے بنتا ہے۔ سرمایہ دارانہ ریاستیں اِس حق کو صحت مند مقابلے اور ترقی کی ترغیب کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ اِسلام اِس حوالے سے ایک معتدل تصور پیش کرتا ہے۔

NOT FOR SALE

(ii) کام اور پیشے کا حق (Right to Work and Profession)

ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق جو بھی کام اور جو بھی پیشہ چاہے اختیار کرسکتا ہے۔ کام کرنے کا حق اِس حوالے سے اہم ہے کیونکہ یہ آمدنی کا ذریعہ ہے اور آمدنی زندگی گزارنے کیلئے ضروری ہے۔ ملازمت اور کام کرنے کے مواقع تمام شہریوں کو بلاامتیاز فراہم کرنا ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اِس طرح افراد اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق کام کرسکیں یا پیشہ اختیار کرسکیں۔

(iii) معاہدے کا حق (Right to Contract)

دنیا کی تقریباً ہر مہذب ریاست اپنے شہریوں کو باہمی معاہدات کا حق دیتے ہیں اس حق کے تحت افراد آپس میں اقتصادی، تجارتی اور صنعتی معاہدات وغیرہ کرسکتے ہیں۔

(iv) اقتصادی تنظیم سازی (Right of Union)

تمام شہری اپنے اقتصادی مفادات کے تحفظ کیلئے آپس میں اتحاد کرسکتے ہیں اور اپنے اقتصادی اجتماعی مفادات کے حصول اور تحفظ کیلئے تنظیم سازی کرسکتے ہیں۔ مثلاً ٹریڈ یونین، لیبر یونین، ڈاکٹر ایسوسی ایشن اور ٹیچر یونین وغیرہ۔

۳۔ سیاسی حقوق (Political Rights)

یہ وہ حقوق ہیں جو حاکم اور محکوم کے باہمی تعلق اور افراد کے سیاسی اُمور میں شرکت کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کی درجہ بندی کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے:

(i) ووٹ کا حق (Right to Vote)

جدید ریاستوں میں ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی پسندیدہ سیاسی جماعت یا اُمیدوار کے حق میں ووٹ کا استعمال کرسکتا ہے۔ دنیا میں مروجہ طریقہ یہ ہے کہ ہر بالغ شہری کو یہ حق دیا جاتا ہے۔ ووٹ قومی امانت ہے اور یہی امانت ملک کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرتی ہے۔

NOT FOR SALE

(ii) اِنتخابات میں حصہ لینے کا حق (Right to Contest Elections)

ہر ووٹر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اِنتخابات میں بطورِ اُمیدوار حصہ لے لیکن اُس شہری کیلئے اپنے ملک کے دستور کے مطابق تمام بنیادی شرائط پوری کرنا لازمی ہے۔

(iii) سرکاری عہدے کا حق (Right to Public Office)

اگر کوئی شہری قانون کے مطابق شرائط اور تعلیمی قابلیت پر پورا اُترتا ہو تو اُسے کسی بھی سرکاری عہدے تک رسائی کا حق حاصل ہے۔ اِس حوالے سے تمام شہریوں کو بلاامتیاز مواقع حاصل ہیں۔ ریاست کا سب سے غریب ترین شہری کسی محکمے کے اِنتہائی عہدے تک پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ وہ مطلوبہ شرائط پر پورا اُترتا ہو۔

(iv) آزادی اظہار رائے (Right to Speech / Demonstration)

جمہوری ممالک میں افراد کو یہ حق حاصل ہے کہ تقریروں، جلسوں، جلوسوں، مظاہروں اور اخباری بیانات وغیرہ کے ذریعے حکومت کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی یا تنقید کرے۔

(v) سیاسی جماعتوں کی تشکیل کا حق (Right to Make Political Parties)

دُنیا کے اکثر ممالک میں شہریوں کو بلاامتیاز یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ جس جماعت کی چاہیں رُکنیت حاصل کریں اور اگر چاہیں تو ملکی قوانین کے مطابق اپنی سیاسی جماعت بنائیں۔ سیاسی جماعتیں جمہوریت کی روح ہیں۔ دُنیا کے زیادہ تر ممالک میں جمہوری نظام رائج ہے اور جمہوریت کی کامیابی کا اِنحصار صحت مند سیاسی جماعتوں پر ہے۔ اِسلئے یہ حق اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اِشتراکی اور اِشتمالی ریاستوں میں یہ حق ممنوع ہے کیونکہ وہاں صرف ایک سیاسی جماعت کی اِجارہ داری ہوتی ہے۔

اِسلام میں اِنسانی حقوق کی تاریخ

اِنسانی حقوق میں کئی اہم اور عملی اِصلاحات اِسلام کے اِبتدائی دور (610ء تا 661ء) میں ہوئیں۔ یہ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کا سنہری دور تھا۔ تاریخ دان اِس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ نے جہاں بھی سماجی

NOT FOR SALE

برائی دیکھی تو وہیں اِصلاحات نافذ کیں۔ مثال کے طور پر سماجی تحفظ، خاندانی زندگی، غلامی کا خاتمہ، خواتین کے حقوق اور اقلیتوں کے حقوق وغیرہ۔ اِسلام نے اِبتدائی ایام میں اشرافیہ کی خصوصی مراعات ختم کیں اور قابلیت کے راستے کھولے آپ ﷺ نے عرب قبائل کا بچیوں کے ساتھ ہونے والے غیر اِنسانی سلوک کا سختی سے خاتمہ کیا، غریبوں کے اِستحصال کو روکا، دھوکہ پر مبنی معاہدات اور چوری کی حوصلہ شکنی کی۔ آپ ﷺ نے 622ء میں مدینہ کے مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل کے درمیان میثاقِ مدینہ کے نام سے معاہدہ کیا۔ اِس معاہدہ سے مدینہ میں لڑائیوں کا خاتمہ ہوا اور قبائل کے درمیان رواداری اور برداشت کو فروغ حاصل ہوا۔ اِس طرح اقلیتوں کے حقوق کا تصور پیش کیا گیا اور اُن کو تحفظ فراہم کیا گیا میثاقِ مدینہ کے ذریعے اہلِ مدینہ کو تحفظ فراہم کیا گیا، مذہب کی آزادی حاصل ہوئی، خواتین کو تحفظ فراہم کیا گیا اور تنازعات کے حل کے لئے عدالتی نظام رائج کیا گیا۔ آپ ﷺ نے قیدیوں کے لئے بلا اِمتیاز روٹی اور کپڑا فراہم کرنے کو یقینی بنایا۔ خواتین کے تحفظ، شادی بیاہ کے نظام، طلاق، وراثت اور مہر وغیرہ کا بہترین نظام عملی طور پر دُنیا کو دکھایا۔

اِنسانی حقوق کے حوالے سے آپ ﷺ کا خطبۂ الوداع تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ ﷺ نے آخری حج کے موقع پر جو خطبہ دیا وہ اِنسانی حقوق کا ایک عالمی منشور ہے۔ یہ صرف ایک اِعلان نہیں تھا بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں ان حقوق کو عملی طور پر یقینی بنایا گیا۔

اِسلام میں بنیادی اِنسانی حقوق (Fundamantel Rights in Islam)

اِسلام میں حق کا مفہوم:

اِسلام ایک برحق دینِ فطرت ہے جو اِنسانی زندگی کا ہر زاویئے سے اِحاطہ کرتا ہے۔ اِنسان تو کیا اِسلام نے تو جانوروں کے حقوق کی تلقین کی۔ نہ صرف تلقین کی بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔

اِسلام میں بنیادی اِنسانی حقوق کی تفصیل درج ذیل ہے:

NOT FOR SALE

۱۔ زندگی کا حق (Right to Life)

اِسلام اِنسانی زندگی کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اِنسانی زندگی کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اِنسانی زندگی کے تحفظ اور وقار پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ سورۃ بنی اِسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے قتل کی شدید مذمت کی ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳۱ میں ارشادِ خداوندی ہے "جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو گویا قتل کر ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو۔" اِس آیت سے دینِ اِسلام میں اِنسانی زندگی کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے: "خودکشی مت کرو اور جس نے کبھی بھی شعوری طور پر ایک مسلمان کو قتل کیا اُسے ہمیشہ دوزخ میں سزا دی جائے گی۔" قرآن مجید میں بارہا اِنسانی زندگی کی حُرمت پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اِنسانی زندگی کی حرمت بیان کرتے ہوئے یہ حد قائم کی ہے کہ قاتل کو قتل کیا جائے۔

۲۔ اظہار رائے کی آزادی (Freedom of Expression)

اِنسان اپنی شخصیت کے کمالات کا مظاہرہ اپنی رائے کے ذریعے کر سکتا ہے۔ اِسلام رائے کے اِظہار پر بہت زور دیتا ہے۔ اگر اِنسان ایک دوسرے کے ساتھ نرمی سے بات کرے تو حق بات پر اپنی رائے کا مکمل اِظہار کر سکتا ہے اور اِسلام کا حکم تو یہ ہے کہ بہترین جہاد ظالم حاکم کے سامنے حق گوئی ہے۔

خلفائے راشدین کے خطبوں سے بھی اِس بات کا اِشارہ ملتا ہے کہ اُنہوں نے تمام شہریوں کو رائے کی آزادی اور تنقید کا بھرپور حق دیا تھا یہاں تک کہ عام شہری براہِ راست خلیفہ پر تنقید کر سکتا تھا۔

۳۔ مذہب کی آزادی (Freedom of Religion)

اِسلام تمام اقلیتوں کو کوئی بھی مذہب اِختیار کرنے کا حق دیتا ہے۔ اِسلام اقلیتوں کو اپنے مذاہب کے اخلاقی پہلوؤں کی تبلیغ کا حق دیتا ہے۔ اُن کو اپنے مذہبی تہواروں اور سرگرمیوں کا پورا اِختیار دیا گیا ہے اور اِسلام

NOT FOR SALE

اُنکو مذہبی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اِسلامی معاشرہ میں اقلیتوں کے باہمی تعلقات اُنکے نجی قانون کے مطابق جانچے جاتے ہیں۔ اقلیتوں کو مذہبی تعلیمی اِداروں اور عبادت خانوں کی تعمیر و ترقی کا حق اور تحفظ حاصل ہے۔

۴۔ شخصی آزادی کا حق (Personal Freedom)

اِسلام ہر فرد کو شخصی آزادی کا حق دیتا ہے۔ اِسلام غلامی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ کسی بھی فرد کو اُس وقت تک گرفتار نہیں کیا جاسکتا جب تک اُسکا جرم عدالت کے سامنے ثابت نہ ہو لیکن ملزم کو اپنی صفائی کا مکمل اِختیار حاصل ہوگا۔

۵۔ مساوات (Equality)

اِسلام کی نظر میں تمام اِنسان مساوی ہیں۔ اُن کے حقوق اور فرائض یکساں ہیں اور کسی کو رنگ نسل اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر کوئی اِمتیازی حیثیت حاصل نہیں۔ اِنسانیت کے حوالے سے اِسلام تمام اِمتیازات مٹا دیتا ہے۔ تمام اِنسان ایک آدم اور حوا کی اولاد ہیں اور کسی کو کسی پر کوئی بالادستی یا اِمتیازی حیثیت حاصل نہیں البتہ اللہ کے نزدیک بہتر وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

۶۔ تعلیم کا حق (Right to Education)

اِسلام تمام اِنسانوں کو تعلیم حاصل کرنے کا حق دیتا ہے اور حصولِ تعلیم پر بہت زور دیتا ہے۔ جنگِ بدر کے غیر مسلم قیدیوں کو اِس بنیاد پر آزادی دی گئی کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو تعلیم دیں گے۔ اِسلام میں تعلیم حق بھی ہے اور بہت اہم فرض بھی۔ صرف مذہبی تعلیم نہیں بلکہ دُنیاوی بامقصد تعلیم حاصل کرنا بھی لازمی ہے۔

۷۔ سیاسی حقوق (Political Rights)

مذہب اِسلام میں شہریوں کو کئی ایک سیاسی حقوق حاصل ہیں۔ اِنکو حکومتی معاملات میں مکمل شرکت کا حق حاصل ہے۔ تمام حکومتی معاملات چلانے کیلئے حکومت کو عوامی نمائندوں کے منتخب ارکان شوریٰ کے مشوروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام افراد کو تنقید کا بھرپور اور عملی حق دیتا ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں

NOT FOR SALE

شہریوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ وہ خلفاء کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں اور اُن پر اِصلاحی انداز میں تنقید کرنے کا حق ادا کریں۔

۸۔ ملکیت کا حق (Right to Property)

اسلام میں شہریوں کو ذاتی ملکیت اور جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔ اِسلام دولت کے ارتکاز کا تدارک کرتا ہے اور اس طرح حد سے زیادہ ملکیت کے حق کو کنٹرول کرتا ہے۔ اِسلام کا اِقتصادی نظریہ اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان ایک معتدل نظام ہے۔ ہر فرد کو جائز اور اخلاقی دائروں کے اندر ملکیت رکھنے کا حق حاصل ہے۔ اِس حوالے سے اِسلام وراثت کے قانون پر بہت زور دیتا ہے۔

۹۔ خواتین کے حقوق (Woman Rights)

اِسلام خواتین کے حقوق کی خصوصی تاکید کرتا ہے۔ خواتین قابلِ اِحترام ہیں۔ شوہروں کا فرض ہے کہ بیویوں کو کھانا کھلائے، کپڑے کا اِنتظام کرے، اِسے تعلیم دلائے، اِس کی صحت کا خیال رکھے اور اِن سے حُسنِ سلوک سے پیش آئے۔ خواتین کی عزت کا خیال رکھنا مرد کی اہم ذمہ داری ہے۔ اِسلام میں عورتوں کے لئے وراثت میں باقاعدہ حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ مردوں کی طرح خواتین کو بھی ملکیت رکھنے کا حق ہے۔ اِسلامی معاشرہ میں خواتین کے لئے نہ صرف حقوق کا تعین کیا گیا ہے بلکہ اِس کا عملی مظاہرہ بھی کیا گیا ہے۔ اِسلام میں خواتین کے حقوق مغربی تصورِ حقوقِ نسواں سے مختلف ہیں۔

۱۰۔ غُلاموں کے حقوق (Slaves' Rights)

حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ اور خطبۃ الوداع میں خصوصاً غُلاموں کے حقوق پر زور دیا۔ حضور ﷺ نے اِس موقع پر اپنا غُلام آزاد کیا اور مسلمانوں کو غُلاموں سے حُسنِ سلوک سے پیش آنے کی ہدایت کی۔ غُلاموں کو آزاد کرانے پر بہت زیادہ ثواب ملنے کا اِشارہ دیا۔ حضور ﷺ نے غلامی خاتمے کیلئے مختلف اقدامات اٹھائے جن کی وجہ سے آخرکار غلامی کا خاتمہ ممکن ہو سکا۔

NOT FOR SALE

۱۱۔ متفرقہ (Miscellaneous):

اِسلام میں کئی مخصوص قسم کے افراد کو خصوصی حقوق دیئے گئے ہیں مثال کے طور پر غُربا، مساکین، محتاجوں، مسافروں، بیواؤوں، یتیموں، بوڑھوں، بچوں، اور اساتذہ کے حقوق۔ اِس کے علاوہ افراد کو کئی سماجی حقوق حاصل ہیں مثلاً شادی کا حق، حرکت اور رہائش کا حق، رشتے قائم کرنے کا حق وغیرہ۔ اسلامی اقدار کی روشنی میں بڑوں، بزرگوں اور بچوں کے مراتب کے لحاظ سے تمام کا خیال رکھا جاتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے حقوق کا عالمی منشور اور موازنہ (1948)
(Universal Charter of Human Rights)

۱۹۴۶ء میں جب اِقتصادی اور دیگر اِجتماعی مسائل پر اقوامِ متحدہ کا اِجلاس طلب کیا گیا تو اِس کے پہلے اِجلاس میں اِنسانی حقوق کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دینے کے لئے ایک قرارداد پاس کی گئی۔ اِس کمیٹی نے ایک مسودہ تیار کیا۔ دُنیا بھر کے اِنسانوں کیلئے بنیادی حقوق کا منشور اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور کیا۔ اِس منشور کی کُل تیس دفعات ہیں اور اِس کی اہم دفعات درج ذیل ہیں:

۱۔ تمام اِنسان پیدائشی طور پر مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ آزاد، باوقار اور باعزت ہوتے ہیں اِن کیلئے ضروری ہے کہ باہمی اخوت کیساتھ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔

اِسلام اور پاکستان کے دستور کے مطابق یہی حقوق دیئے گئے ہیں۔ اِنسانی مساوات پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں تو اخوت پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۲۔ ہر فرد کی آزادی اور جان و مال کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ دُنیا بھر کے اِنسان بلا کسی اِمتیاز کے اِس اِعلان شدہ حقوق و آزادیوں سے استفادہ کرسکیں گے۔

اِسلام اور پاکستان کے دستور کے مطابق اِنسانی آزادی اور جان و مال کے تحفظ کے حقوق دیئے گئے

NOT FOR SALE

ہیں۔ اِسلام میں کسی کو ناحق قتل نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ ریاستوں کے ہر شہری کے حقوق کو مساوی انداز میں قانون کا تحفظ حاصل ہوگا۔ ہر اِنسان اپنی زندگی، آزادی اور شخصی سلامتی کا حق رکھتا ہے۔

اِسلامی ریاست اور آئین پاکستان ہر شہری کو بلا کسی اِمتیاز کے قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اِنسانی زندگی کے اِحترام اور اِنسانی وقار کی تاکید کی گئی ہے۔

۴۔ کسی بھی فرد کو بلا قانونی جواز کے گرفتار، قید یا جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔ کسی شخص کو غُلام بنانا جائز نہیں۔ غُلاموں کی تجارت منع ہے۔

اِسلام اور پاکستان کے دستور کے مطابق غلامی پر پابندی ہے۔ دستور میں اِنسانی اِستحصال اور غلامی پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ اِسلام نے مرحلہ وار غلامی کی حوصلہ شکنی کی اور حضور ﷺ نے تمام مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ برابری اور جائز رویئے کی تاکید کی۔ آپ ﷺ نے اپنا غلام آزاد کیا۔

۵۔ غیر اِنسانی سزا دینے اور جسمانی و ذہنی اذیت کو غیر قانونی سزائیں قرار دیا گیا ہے۔

اِسلام میں تو فصلوں اور جانوروں کو بھی اذیّت سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

۶۔ منشور کے دفعہ ۱۸ کے مطابق دُنیا کے ہر فرد کو کوئی بھی عقیدہ یا مذہب اِختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

پاکستان میں ہر شہری کو اُس کے مذہبی اِداروں کو اور تعلیمی اِداروں کو مکمل تحفظ حاصل ہے۔ اِسلام میں بھی مذہبی آزادی نہ صرف دی گئی ہے بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں اِس کا عملی مظاہرہ بھی کیا گیا ہے۔

۷۔ ہر فرد کو خلوت کا حق حاصل ہے اور اس کی ذاتی زندگی میں کسی کو مداخلت کا اِختیار حاصل نہیں ہے۔

اِسلام میں کسی کی ذاتی زندگی یا خلوت میں مداخلت نہ کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی کے دروازے پر تین دفعہ آواز دیں اگر کوئی جواب نہ ملے تو واپس چلے جائیں۔ پاکستان کے دستور میں خلوت کا حق بھی دیا گیا ہے۔

۸۔ تمام شہریوں کو رائے کے اِظہار کا مکمل حق حاصل ہوگا۔

NOT FOR SALE

دستورِ پاکستان میں نہ صرف رائے کے اظہار کی آزادی دی گئی ہے بلکہ تنقید کا حق بھی دیا گیا ہے۔ اسلام میں تو ہر فرد کو حق حاصل ہے کہ حاکم کے خلاف بھی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ ظلم کے خلاف ہاتھ اور زبان کے استعمال کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

۹۔ کسی بھی ریاست کے شہریوں کو اپنے ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر آزاد نقل و حرکت اور رہائش کا اختیار حاصل ہوگا۔

دستورِ پاکستان میں اس حق کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسلام میں بھی ایسی پابندی نہیں ہے۔

۱۰۔ تمام انسانوں کو شادی بیاہ کے حوالے سے آزادی حاصل ہوگی۔

اسلام میں تو شادی ایک مذہبی فریضہ ہے اور یہ ثواب کا کام ہے۔

۱۱۔ ہر فرد کو پُر امن اجتماع اور تنظیم سازی کا اختیار حاصل ہوگا۔

دستور میں آئینی دفعات کے ذریعے پاکستانیوں کو یہ حقوق حاصل ہیں۔

۱۲۔ دُنیا کی ہر ریاست میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات منعقد کئے جائیں گے۔

پاکستان کے آئین میں بھی یہ حق دیا گیا ہے۔

۱۳۔ ہر فرد کو مفت اور لازمی بنیادی تعلیم دی جائے گی۔

پاکستان کے دستور میں تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اسلام میں قرآنی احکامات اور احادیث نبوی ﷺ کے مطابق علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و زن کی ذمہ داری ہے۔ یہ تعلیم دینی اور دُنیاوی دونوں قسم کی ہے۔

۱۴۔ کسی کو بلا وجہ قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور کسی ملک میں پیدا ہونے والے ہر فرد کو اپنے ملک کی شہریت حاصل ہوگی۔

یہی حق پاکستان کے شہریوں کو بھی حاصل ہے اور اسلامی ریاست میں بھی شہریوں کو یہی سہولت حاصل ہے۔

NOT FOR SALE

۱۵۔ دُنیا بھر میں اِنسانی عصمت کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی ہوگی۔

اِسلام میں تو اِنسانی وقار پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ پاکستان میں بھی ایسی غیر انسانی سرگرمیاں خلافِ قانون ہیں۔

۱۶۔ تمام افراد کو معاشرتی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

پاکستان کے آئین میں خاندانی زندگی، خلوت اور سماجی ترقی کے حقوق دیئے گئے ہیں۔

۱۷۔ دُنیا کے تمام افراد کو اپنی قوم کی تہذیبی زندگی میں حصہ لینے اور اسے ترقی دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

پاکستان میں ہر فرد کو تہذیبی ترقی کے لئے کوئی بھی پیشہ اِختیار کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ زبان و ادب کی ترقی کے لئے کوششوں کا اِختیار بھی دیا گیا ہے۔ اِسلام میں بھی اجتماعی ترقی کے لئے کوششوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

۱۸۔ زچہ و بچہ کو خصوصی توجہ اور اِمداد دی جائیگی۔

دستورِ پاکستان میں بچوں سے مشقت لینے پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اِسلام میں بچوں سے پیار اور شفقت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے بچوں سے پیار کا عملی مظاہرہ کیا۔

۱۹۔ ہر ملک میں رائے عامہ کا احترام کیا جائیگا۔

پاکستان میں عوام کی رائے جمہوری نظام کی بنیاد ہے۔ اِسلام میں ہر فرد کو اپنا موقف بیان کرنے اور حق نہ چھپانے کی تاکید کی گئی ہے۔

۲۰۔ کسی ملک کے ہر شہری کو بلا اِمتیاز قانون کی روشنی میں سرکاری عہدوں پر تقرری کا حق حاصل ہوگا۔ اِن کے اوقاتِ کار مقرر کئے جائینگے۔ اِنکے لئے چھٹیوں کا مناسب اِنتظام کیا جائے گا اور اِن کو بڑھاپے کے اِخراجات یا سہولیات بھی فراہم کی جائیں گی۔

پاکستانی آئین کے مطابق یہی حقوق پاکستانی شہریوں کو حاصل ہیں۔ اِسلام میں بھی میرٹ کی بنیاد پر کسی بھی شہری کو اعلیٰ ترین مقام اور عہدے پر پہنچنے کا اِختیار حاصل ہے۔ اِسلام میں تو وراثتی بادشاہت کی بھی

NOT FOR SALE

ممانعت کی گئی ہے۔

۲۱۔ کسی بھی ریاست میں ہر فرد کو آئین کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے حکومت پر تنقید کا اختیار حاصل ہوگا۔

آئینِ پاکستان میں باقاعدہ طور پر حکومت پر تنقید کا حق دیا گیا ہے۔ اسلام میں آپ ﷺ اور خلفائے راشدین نے تنقید کے عملی نمونے پیش کئے۔ اسلام میں ہر ظالم حاکم کے خلاف آواز اُٹھانے کی آزادی دی گئی ہے۔

۲۲۔ تمام اِنسانوں کو آرام اور تفریح کا حق حاصل ہوگا۔

پاکستان میں قانونی طور پر شہریوں کو آرام و تفریح کے مقامات اور سہولیات تک رسائی کا حق دیا گیا ہے۔ اِسلام میں جائز سیر و تفریح کی تاکید کی گئی ہے۔

۲۳۔ ہر شخص کو یہ اِختیار ہے کہ ملکی معاملات میں قانون کے مطابق حصہ لے سکیں۔

پاکستان کے آئین میں ہر فرد کو متعدد سیاسی حقوق دیئے گئے ہیں اور آئین کی بنیاد جمہوریت پر ہے۔

۲۴۔ کسی بھی فرد کو ذاتی حیثیت میں یا دوسرے افراد سے ملکر جائیداد یا ملکیت رکھنے کا اِختیار حاصل ہوگا۔ کسی کو بلا وجہ حق جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

پاکستان میں ملکیت یا جائیداد کا نہ صرف حق دیا گیا ہے بلکہ اِس کے تحفظ کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے۔ اِسلام نے بھی یہ حق دیا ہے۔

۲۵۔ کسی بھی شہری کو اپنے ملک سے دوسرے ملک میں جانے اور واپس آنے کا حق حاصل ہوگا۔

پاکستانی قانون کے مطابق کئی جائز شرائط کی تکمیل کے بعد شہریوں کو یہ حق حاصل ہے۔ اِسلام میں بھی ایسی روایات موجود ہیں جب شہری سرزمین حجاز سے گرد و نواح کے ممالک میں تجارت کے لئے آتے جاتے تھے۔

۲۶۔ ہر فرد کو عدالت میں اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا اِختیار حاصل ہوگا۔

پاکستان میں آئین کے مطابق یہ حق دیا گیا ہے اور اٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے اِسے مزید مضبوط بنایا گیا ہے۔

۲۷۔ کسی بھی شہری کو دوسرے ممالک میں سیاسی پناہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔

NOT FOR SALE

پاکستان میں قانون کے مطابق شہریوں کو یہ اختیار حاصل ہے۔

اقوامِ متحدہ کے تمام رُکن ممالک کو اِس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے اپنے ممالک میں، اِن حقوق کو یقینی بنانے کے لیے قانون سازی کریں اور اسے تحفظ فراہم کریں۔

اِعلامیہ اور کنونشن میں فرق
(Difference Between Declaration and Convention)

حقوق کا اِعلامیہ:

حکومت کی طرف سے اِنسانی حقوق کے حوالے سے سرکاری بیان یا اِعلان کو حقوق کا اِعلامیہ کہا جاتا ہے۔ جب حکومت کسی معاملے کے بارے میں رسمی طور پر اِعلان کرتی ہے تو اِسے قانونی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مگنا کارٹا اُس اِعلامیئے کا نام ہے جس میں برطانیہ کے بادشاہ نے 1215ء میں کئی عوامی حقوق کا اِعلان کیا تھا۔ اِس طرح فرانس کی اِنقلابی قومی اِسمبلی نے ۲۶ اگست ۱۷۸۹ء کو شہریوں کے حقوق کا اِعلامیہ جاری کیا تھا۔ امریکہ میں ورجینیا کی حکومت نے ۱۲ جون ۱۷۷۶ء میں اِنسانی حقوق کا اِعلامیہ جاری کیا۔ اقوامِ متحدہ نے بھی 10 دسمبر 1948ء کو اِنسانی حقوق کے عالمی منشور کا اِعلامیہ جاری کیا۔

کنونشن:

کنونشن عالمی سطح پر گروہوں، حکومتوں یا ریاستوں کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے۔ اِنسانی حقوق کے حوالے سے عالمی سطح پر کئی کنونشن موجود ہیں۔ یورپی ممالک نے 1950ء میں اِنسانی حقوق کا کنونشن منظور کیا۔ اِس کنونشن پر تقریباً پچیس یورپی ممالک نے دستخط کئے۔ اِس کنونشن میں اِنسانوں کے شخصی اور سیاسی حقوق پر زور دیا گیا ہے اور کئی حقوق کے تحفظ کے لئے رکن ممالک کو پابند بنا دیا گیا ہے۔ یونیسف نے بھی بچوں کے حقوق کے حوالے سے ایک کنونشن منظور کیا ہے۔ اِس طرح معذور افراد کے لئے بھی ایک عالمی کنونشن موجود ہے۔

NOT FOR SALE

انسانی حقوق۔ ناقابلِ تقسیم، باہمی انحصار و تعلق

(Human Rights - Indivisible and Mutually Depenedent and interrelated)

انسانی حقوق کے چند اہم ترین خصوصیات میں اِن کا ناقابلِ تقسیم ہونا اور اِن کے درمیان باہمی اِنحصار اور باہمی تعلق ہیں۔ حقوق ایک جسم کی مانند ہیں۔ جس طرح اِنسانی جسم کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا اِسی طرح اِنسانی حقوق کو بھی تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ جسم کی تقسیم سے موت واقع ہوجاتی ہے اور حقوق کی تقسیم سے باقی ماندہ حقوق بھی بے معنی ہوکر رہ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اِنسانی حقوق کو تین بنیادی گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی شخصی حقوق، اِقتصادی حقوق اور سیاسی حقوق۔ اب اگر شہریوں کو شخصی اور سیاسی حقوق دیئے جائیں اور اِقتصادی حقوق نہ دیئے جائیں تو دیگر حقوق بے معنی ہوکر رہ جائیں گے۔ ایک شہری کو تعلیم حاصل کرنے، عزت واحترام سے رہنے اور خاندانی زندگی کے حقوق تو حاصل ہیں لیکن اِن حقوق کے حصول کے لئے معاشی وسائل و تحفظ کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر شہریوں کو اِقتصادی حقوق اور معاشرتی یا شخصی حقوق حاصل ہوں لیکن سیاسی حقوق نہ ہوں تو زندگی میں مایوسی پیدا ہوتی ہے کیونکہ شہری شخصی اور اِقتصادی طور پر تو مطمئن ہوتے ہیں لیکن ملکی امور میں اُن کا کردار نہیں ہوتا تو وہ مایوسی اور محرومیت کا شکار ہوتے ہیں۔ اِس طرح اگر افراد کو سیاسی و معاشی حقوق حاصل ہوں لیکن شخصی حقوق نہ ہوں تو دیگر حقوق بے معنی۔ مثال کے طور پر لوگوں کو ملک کے سیاسی اُمور میں شرکت کے مواقع میسر ہوں اور اُن کو روزگار اور ملکیت وغیرہ کے حقوق بھی حاصل ہوں تو وہ اس لیے بے معنی ہیں کہ اُن کو زندگی، عزت، وقار، خاندان اور نقل وحرکت کے حقوق حاصل نہیں۔

حقوق اندرونی طور پر بھی باہمی طور پر منحصر اور مربوط ہوتے ہیں۔ مثلاً سیاسی حقوق میں ایک شہری کو ووٹ، سیاسی جماعت اور تنظیم سازی کے حقوق تو حاصل ہیں لیکن انہیں تنقید، اظہارِ رائے اِنتخاب میں بطورِ اُمیدوار حصہ لینے کے حقوق حاصل نہیں تو دیگر حقوق بے معنی ہوکر رہ جاتے ہیں۔

ایسی بے شمار مثالیں ہیں جو تمام اِنسانی حقوق کے باہمی اِنحصار و تعلق کو واضح کرسکتی ہیں۔ تمام حقوق مربوط ہوتے ہیں۔ یہ ناقابلِ تقسیم ہیں، باہمی طور پر ایک دوسرے پر اِنحصار کرتے ہیں اور اِن کا جدا کرنا اِن کی نفی ہے۔

NOT FOR SALE

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ خلفائے راشدین نے اِنسانی حقوق کے ------- کو عملی جامہ پہنایا۔

۲۔ کسی فرد کو قانونی جواز کے بغیر ------- نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ ووٹ قومی ------- ہے۔

۴۔ اِسلام میں اَقلیتوں کو ------- تحفظ حاصل ہے۔

۵۔ مردوں کی طرح خواتین کو بھی ملکیت رکھنے کا ------- حاصل ہے۔

2۔ درجہ ذیل سوالات کا موزوں جواب یعنی (ا ، ب ، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ حضور ﷺ نے اِنسانی حقوق کا ------- پیش کیا۔ ☐

(ا) عالمی منشور (ب) اسلامی منشور (ج) عربی منشور (د) انسانی منشور

۲۔ تعلیم حق بھی ہے اور بہت اہم ------- بھی ہے۔ ☐

(ا) فرض (ب) طلب (ج) خواہش (د) دانائی

۳۔ 1948ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے کیا چیز منظور کی۔ ☐

(ا) حقوق کا منشور (ب) اوقات کار (ج) مراعات (د) ووٹ کا حق

۴۔ دستور میں اِنسانی اِستحصال اور ------- پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ ☐

(ا) غلامی (ب) بے عزتی (ج) خریدوفروخت (د) ملازمت

NOT FOR SALE

۵۔ فرانس کی اِنقلابی قومی اِسمبلی نے ۲۶ اگست ۱۷۸۹ء میں شہریوں کے ۔۔۔۔۔۔۔ کا اِعلامیہ جاری کیا تھا۔

(ا) حقوق (ب) فرائض (ج) ملازمت (د) تنخواہوں

3۔ کالم ملائیں

کالم۔الف	کالم۔ب
خطبۃ	حقوق
مذہبی	نظریات
سماجی	الوداع
صحت مند	بُرائی
فطری	تہوار
اِشتراکی	مقابلہ

4۔ دیے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ فرائض کے بعد حقوق آتے ہیں۔ صحیح۔غلط

۲۔ اِنسانی حقوق کا فرانسیسی اِعلامیہ 1789ء میں پیش کیا گیا۔ صحیح۔غلط

۳۔ ریاست ہر شخص کی عزت و شہرت کا محافظ نہیں۔ صحیح۔غلط

۴۔ جمہوریت میں جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں پر پابندی ہوتی ہے۔ صحیح۔غلط

۵۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان میثاقِ مدینہ کے نام سے معاہدہ کیا گیا۔ صحیح۔غلط

۶۔ بہترین جہاد ظالم حاکم کے سامنے حق گوئی ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ اسلام اور مغربی تصورِ حقوقِ نسواں میں یکسانیت ہے۔ صحیح۔غلط

۸۔ مگنا کارٹا فرانس کے بادشاہ نے 1215ء میں پیش کیا۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

ا۔ آزادی اور حرکت کا حق کیوں مشروط ہے؟

۲۔ میثاقِ مدینہ کب، کہاں اور کس کے درمیان ہوا؟

۳۔ اِسلام کا ہمسایہ اور اقلیتوں کے اِحترام کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۴۔ اِنسانی حقوق کا عالمی منشور کب اور کس نے منظور کیا اور اِس کی کل دفعات کتنی ہیں؟

۵۔ اِعلامیہ اور کنونشن میں کیا فرق ہے؟

6۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات قلم بند کریں:

ا۔ حق کی تعریف کریں اور اِس کی مختلف اقسام بیان کریں؟

۲۔ اِسلام میں بنیادی اِنسانی حقوق پر تفصیلی بحث کیجیے؟

۳۔ اِنسانی حقوق کے عالمی منشور کے اہم نکات کیا ہیں۔ نیز اِسلام میں حقوق اور پاکستان میں دیئے گئے حقوق کا اِن سے موازنہ بھی پیش کریں؟

۴۔ کیا اِنسانی حقوق باہمی اِنحصار رکھتے ہیں۔ تفصیل سے اور مثالوں کے ساتھ جواب دیجئے؟

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر۱: کلاس میں اِنسانی حقوق پر مضمون نویسی کا مقابلہ منعقد کریں۔

سرگرمی نمبر۲: اِسلام میں اِنسانی حقوق پر تقریری مقابلہ کریں۔

سرگرمی نمبر۳: اِنسانی حقوق کے عالمی منشور میں دیئے گئے حقوق کے اہم نکات پر مشتمل خوبصورت چارٹ بنائیں۔

NOT FOR SALE

باب ۴

سیاسی اِقتصادیات

(Political Economy)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ سیاسی اِقتصادیات کی تعریف کر سکیں۔

۲۔ عالمی تجارت، کثیرالاطرافی تجارت اور دوطرفہ تجارت کو سمجھ کر وضاحت کر سکیں۔

۳۔ اِقتصادی تعاون کی علاقائی تنظیموں یعنی سارک اور ای سی او کی پاکستان کی معیشت اور سیاست پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

۴۔ دوطرفہ علاقائی تجارت کے معاہدات (پاک۔ملائیشیا، پاک۔چین اور پاک۔سری لنکا آزاد تجارت کے معاہدات) کا پاکستان کی سیاست پر اثرات کی شناخت کر سکیں۔

۵۔ پاکستان کے دیگر علاقائی ممالک (چین، بھارت، ایران) کے ساتھ سیاسی تعلقات اور اِن تعلقات کا پاکستان کی معیشت پر اثرات کو بیان کر سکیں۔

NOT FOR SALE

سیاسی اِقتصادیات (Political Economy)

بنیادی طور پر سیاسی اِقتصادیات کا لفظ پیداوار، خرید و فروخت اور اِنکا قانون، رواج اور حکومت سے تعلق اور قومی دولت کی بجٹ کے ذریعے تقسیم کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ سیاسی اِقتصادیات کی اِصطلاح پہلی بار فرانس میں 1615ء میں اِستعمال کی گئی۔ سیاسی اِقتصادیات کا تصور اٹھارویں صدی عیسوی میں اُس وقت فروغ پانے لگا جب ریاستوں میں اِقتصادیات کا مطالعہ شروع ہوا۔ اُنیسویں صدی کے آخری دہائی میں لفظ اِقتصادیات نے سیاسی اِقتصادیات کے تصور کو بدل ڈالا۔ آج کے دور میں سیاسی اِقتصادیات کو اِقتصادیات سے بالکل مختلف انداز اور معنوں کے ساتھ اِستعمال کیا جاتا ہے۔ سادہ الفاظ میں اِسے اِس معنی میں بھی اِستعمال کیا جاتا ہے جب ماہرینِ اِقتصادیات حکومت کو عمومی اِقتصادی پالیسی یا مخصوص تجاویز پر مشورہ دیں۔

سیاسی اِقتصادیات دراصل اِقتصادیات، سیاسیات اور قانون کے باہمی مطالعہ کا نام ہے جو اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ سیاسی اِدارے، سیاسی ماحول اور اِقتصادی نظام (سرمایہ دارانہ نظام، اِشتراکی نظام وغیرہ) کیسے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ روایتی طور پر سیاسی اِقتصادیات سے مراد یہ ہے کہ سیاسی سرگرمیوں پر تجارت، مالیاتی اور معاشی پالسیاں، وسائل کی تقسیم، غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور عالمی قرض وغیرہ کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تاریخ دانوں کے مطابق سیاسی اِقتصادیات یہ ہے کہ ماضی میں افراد اور گروہوں نے باہمی مشترکہ اِقتصادی مفادات کی بنیاد پر سیاست کو اِس طرح اِستعمال کیا کہ اُنہوں نے اپنے مفادات کے حق میں تبدیلیاں کیں۔

بین الاقوامی تجارت (International Trade)

بین الاقوامی یا عالمی تجارت سرمایہ، اشیاء اور خدمات کا ممالک کے درمیان تبادلے کا نام ہے۔ ریاستوں کے درمیان باہمی تجارت بہت قدیم ہے، مثلاً وسطی ایشیاء سے جنوبی ایشیاء کی طرف تجارت، چین سے شاہراہِ ریشم کے ذریعے تجارت اور دیگر سمندری راستوں سے قدیم تہذیبوں کے درمیان تجارتی روابط۔ آج کی دُنیا تو ایک عالمی گاؤں بن گئی ہے۔ جدید دور میں عالمی تجارت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عالمی تجارتی اِدارے بن گئے ہیں، باہمی معاہدات ہوتے

NOT FOR SALE

صنعتی، مواصلاتی، بین الاقوامی اور کثیر القومی رہے ہیں اور تجارت کے حوالے سے بین الاقوامی قانون فروغ پا رہا ہے۔ کمپنیوں نے عالمی تجارت کو بہت متاثر کیا ہے۔ عالمی تجارت ہی نے اقوام کو ایک دوسرے پر انحصار کروایا ہے ورنہ ممالک اپنی سرحدات کے اندر رہتے۔ بین الاقوامی اور ملکی تجارت میں اس حوالے سے کوئی خاص فرق نہیں کہ فریقین کے وہی رویئے اور ترغیبات ہوتی ہیں لیکن عالمی تجارت اور ملکی تجارت میں فرق یہ ہے کہ عالمی تجارت میں سرحدات کے عبور کے وقت نئے ٹیکس لگتے ہیں اور عالمی تجارت مہنگی ہو جاتی ہے۔ عالمی تجارت میں اشیاء اور خدمات کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ عالمی تجارت اقتصادیات کی شاخ ہے اور اسکے دو اہم پہلو ہیں یعنی دوطرفہ تجارت اور کثیر الاطرافی تجارت۔

دوطرفہ تجارت (Bilateral Trade)

دوطرفہ تجارت سے مراد دو ممالک کے درمیان تجارت ہے۔ اسکا انحصار دونوں ممالک کے باہمی تجارتی معاہدات پر ہوتا ہے۔ اس میں کرنسی کا استعمال بھی ہوتا ہے اور مال کے بدلے مال بھی۔

کثیر الاطرافی تجارت (Multilateral Trade)

کثیر الاطرافی تجارت بیک وقت کئی ممالک کے درمیان ہوتی ہے۔ اس تجارت کیلئے گفت وشنید بہت پیچیدہ اور مشکل ہوتی ہے۔ لیکن جب تمام فریقین اس پر دستخط کریں تو پھر یہ بہت مضبوط نظام ہے۔ اس میں تمام فریقین مساوی ہوتے ہیں۔ کمزور ممالک کیلئے یہ نظام بہت اہم ہے۔

پاکستان کی اقتصادیات اور سیاست پر سارک (SAARC) کے اثرات

(Impacts of SAARC on the Economy and Politics of Pakistan)

سارک (SAARC) کی تعریف

سارک (SAARC) کا مطلب ہے South Asian Association for Regional Cooperation یعنی جنوبی ایشیاء کے باہمی تعاون کی علاقائی تنظیم۔ اس تنظیم کو دسمبر ۱۹۸۵ء میں قائم کیا گیا اور

NOT FOR SALE

اس کا مقصد جنوبی ایشیاء کے ممالک کے درمیان معاشی، فنی، سماجی اور ثقافتی ترقی کیلئے تعاون کو فروغ دینا ہے۔ اس وقت اس کے رکن ممالک میں پاکستان، بھارت، سری لنکا، مالدیپ، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور افغانستان شامل ہیں۔ اس کا صدر دفتر نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں ہے۔

سارک کے اثرات:

۱۔ سیاسی قیادت کی ملاقاتیں (Meetings of Political Leadership)

سارک ممالک کے سربراہ اور وزراء اجلاسوں میں پاکستان اور ہندوستان کی قیادت کو باہمی ملاقاتوں کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ سارک کی قیادت ہمیشہ رکن ممالک کے درمیان اہم اور پیچیدہ مسائل سے کنارہ کشی اختیار کرتی رہی ہے لیکن پھر بھی ان اجلاسوں کی بدولت پاک و ہند کی قیادت کو آپس میں مل بیٹھنے کے مواقع ملتے ہیں اور کچھ اہم فیصلے بھی ہو جاتے ہیں۔

۲۔ باہمی تجارت کا فروغ (Promotion of Mutual Trade)

سارک نے ترجیحاتی اور آزاد تجارت کے پروگرام مرتب کیے ہیں جن سے پاکستان سمیت رکن ممالک کو اقتصادی فوائد حاصل ہونگے۔ اسلام آباد میں بارہویں سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر جنوبی ایشیاء آزاد تجارت کا معاہدہ منظور کیا جس سے خطے میں آزاد معاشی علاقہ قائم ہو جائے گا اور جنوبی ایشیاء کے 1.6 بلین لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ سال 2016ء تک باہمی تجارت پر ہر قسم کی کسٹم ڈیوٹی ختم ہو جائے گی۔ یہ معاہدہ یکم جنوری 2008ء سے نافذ العمل ہے لیکن بدقسمتی سے بھارت اور پاکستان نے اب تک اس معاہدے کی توثیق نہیں کی۔

۳۔ ثقافتی سرگرمیاں (Cultural Activities)

سارک ثقافتی سرگرمیوں میں بہت موثر ادارہ ہے۔ پاکستان سمیت دیگر رکن ممالک باہمی ثقافتی سرگرمیوں میں بہت سرگرم ہیں۔ ثقافتی پرگراموں کے تبادلے ہوتے ہیں۔ میڈیا سارک کی سرگرمیوں کو نشر کرتا رہتا ہے۔ مشترکہ ثقافتی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں سارک نیوز بلٹن پیش کیا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ تعلیمی سرگرمیاں (Educational Activities)

سارک ممالک بشمول پاکستان تعلیمی میدان میں مشترکہ کوششیں کر رہے ہیں۔طلباء وطالبات کو وظائف دیے جا رہے ہیں۔اِس طرح تعلیمی میدان میں ایک دوسرے کے تجربات سے اِستفادہ کیا جارہا ہے جو سیاسی اور اِقتصادی ترقی کا سبب بن سکتا ہے۔

۵۔ ایک بہتر متبادل (Effective Alternative)

اِس وقت دُنیا سیاسی اور اِقتصادی گروہوں اور تنظیموں میں تقسیم ہے۔جنوبی ایشیاء کے ممالک کیلئے سارک باہمی تعاون کا ایک اہم ذریعہ ہے۔پاکستان ایک اہم ملک ہے اور سارک کا فائدہ یہ ہے کہ پاکستان دُنیا کے اِس عظیم علاقائی تنظیم کا فعال رُکن ہے۔نہ صرف ایک فعال رکن ہے بلکہ یہ دوسرا بڑا مالی تعاون کرنے والا رکن ملک بھی ہے۔

۶۔ کشمیر کا مسئلہ (Kashmir Problem)

سارک اگرچہ کشمیر کے معاملے کو زیرِ بحث نہیں لاسکتا لیکن مسئلہ کو اُجاگر کرنے اور دونوں مُمالک کو آپس میں بٹھانے کیلئے سارک ایک اہم ترین پلیٹ فارم ہے۔اِس کے علاوہ پاک وہند کے دیگر مسائل کو حل کرنے میں بھی سارک کو اہمیت حاصل ہے۔

۷۔ عالمی ادارہ تجارت (World Trade Organization-WTO)

عالمی تجارتی اِدارے کی اِجارہ داری اور خطرات سے بچنے کیلئے یہ ایک اہم تنظیم ثابت ہوسکتی ہے۔
عالمی ادارہ تجارت یا ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی کوشش ہے کہ عالمی تجارت پر اپنی اِجارہ داری قائم کرے۔اس طرح بین الاقوامی تجارت بڑی اور ترقی یافتہ ممالک کے قابو میں آجائے گی۔ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک اس اجارہ داری کی زد میں آسکتے ہیں۔جنوبی ایشیاء کے ممالک خصوصی طور پر متاثر ہوسکتے ہیں۔

NOT FOR SALE

۸۔ دُنیا کی سب سے بڑی علاقائی تنظیم

سارک اِس وقت آبادی کے لحاظ سے دُنیا کی سب سے بڑی علاقائی تنظیم ہے۔پاکستان کیلئے اہم فائدہ یہ ہے کہ پاکستان اِس تنظیم کے اہم اور بانی ممالک میں سے ہے۔یہاں پاکستان کی آواز نہ صرف سنی جاتی ہے بلکہ اِسے اہمیت بھی دی جاتی ہے۔سارک میں یورپی یونین، آسٹریلیا اور امریکہ وغیرہ کی بطورِ مبصر شرکت اِس بات کی دلیل ہے کہ اِس کے رکن ممالک بشمول پاکستان کو عالمی اُمور میں اہمیت حاصل ہے۔

اِقتصادی تعاون تنظیم کی پاکستان کی اِقتصادیات اور سیاست پر اثرات
(Impacts of E.C.O. on the Economy and Politics in Pakistan)

اِقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) کا مطلب ہے Economic Cooperation Organization یعنی اِقتصادی تعاون کی تنظیم۔یہ تنظیم ۱۹۸۵ء میں قائم کی گئی اور اِس کا بنیادی مقصد رکن ممالک کے درمیان معاشی، فنی وثقافتی تعاون، تجارت کی ترقی اور باہمی سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے۔اِس تنظیم کا صدر دفتر ایران کے دارالخلافہ تہران میں ہے اور اِس کے ارکان کی تعداد دس ہے۔اِس تنظیم میں پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان، آذربائیجان، قازکستان، کرغزستان، تاجکستان، اُزبکستان اور ترکمانستان شامل ہیں۔
پاکستان اِقتصادی تعاون تنظیم کا فعال رُکن ہے۔یہ ایشیاء کی ایک اہم اِقتصادی تنظیم ہے اور اِس تنظیم کا پاکستان کی اِقتصادیات اور سیاست پر گہرے اثرات بھی ہیں۔

ا۔ علاقائی رابطہ (Regional Coordination)

ای سی او (ECO) رُکن ممالک کے درمیان سیاسی، ثقافتی، مذہبی اور اِقتصادی رابطوں اور رشتوں کا اہم ذریعہ ہے۔یہ تنظیم پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان، قازکستان، تاجکستان، اُزبکستان، اذربائیجان، کرغزستان اور ترکمانستان کے درمیان پُل کا کردار ادا کرتی ہے۔دنیا کے تیل وگیس کا تیسرا بڑا ذخیرہ یعنی

NOT FOR SALE

بحیرہ کیسپین اِس خطے میں واقع ہے جو اِس علاقے کے عوام کیلئے ایک عظیم تحفے سے کم نہیں۔

۲۔ درآمدات و برآمدات پر ٹیکس میں چھوٹ (Tarrif Concessions)

ایکو ECO نے ایک مخصوص مدت کے اندر ٹیرف کو کم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اِن اقدام سے رُکن ممالک کے درمیان تجارت میں مزید آسانی پیدا ہوگی۔ اِس فیصلے پر یکم جنوری 2009ء سے کام شروع ہو چکا ہے۔ پاکستان نے اِس معاملے کو بہت اہمیت دی ہے اور پاکستان کے سابقہ وزیرِ خارجہ نے ایران میں کہا کہ پاکستان ایکو ممالک کے درمیان تجارت کی سہولت اور ترقی کو ترجیحی بنیادوں پر جاری رکھنے کا عزم رکھتا ہے۔ دسویں سربراہ کانفرنس مارچ 2010ء میں تہران میں منعقد ہوئی۔ اِس میں یہ فیصلہ ہوا کہ 2015ء تک رُکن ممالک کے علاقے کو ٹیکس (ٹیرف) سے آزاد کر دیا جائے گا۔ ایکو رکن ممالک کے درمیان ویزہ پالیسی نرم کرنے کیلئے بھی سنجیدہ ہے جس سے سرمایہ کاروں اور تاجروں کیلئے مزید سہولت پیدا ہوں گی۔

۳۔ تجارتی و ترقیاتی بینک (Trade and Developmental Bank)

دسویں سربراہ کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی ہوا کہ 2015ء تک ایکو (E.C.O) تجارتی و ترقیاتی بینک قائم کرے گا جس کا صدر مقام اِستنبول میں ہوگا۔ پاکستان نے اِعلان کیا کہ اِس بینک کا ایک نمائندہ دفتر پاکستان میں قائم کیا جائے گا۔ اِس طرح پانی کے وسائل کے مناسب اور وافر اِستعمال کیلئے ایک ایکو مرکز بھی پاکستان میں قائم کیا جائے گا۔

۴۔ افغانستان کی بحالی (Rèhabilitation in Afghanistan)

ایک پُرامن اور خوشحال افغانستان کے بغیر پاکستان میں سیاسی و اقتصادی امن و خوشحالی کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ رُکن ممالک نے فیصلہ کیا ہے کہ افغانستان کے امن اور بحالی کیلئے ٹھوس سیاسی و مالی کوششیں کی جائیں گی۔ پاکستان نے اِس کا خیر مقدم کیا ہے اور اپنے حصے کی مالی امداد میں سے ایک خطیر رقم بھی ادا کی

NOT FOR SALE

ہے۔

۵۔ تجارت (Trade)

پاکستان ایکو کو ایک خوشحال تجارتی بلاک میں تبدیل کرنے کا خواہاں ہے۔ اِس سے خطے میں صنعتی ترقی ہوگی، تمام ٹیرف حدود کو کم کر کے بالآخر ختم کیا جائے گا۔ اِس طرح یہ علاقہ ٹیکس سے آزاد علاقہ قرار دیا جائے گا۔ اِن اِقدامات سے دُنیا میں امن، اِستحکام اور خوشحالی پیدا ہوگی۔

حکومت پاکستان نے موٹروے کو وسطی ایشیاء تک ای سی او شاہراہ کی شکل میں پہنچانے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ اِقتصادی تعاون تنظیم کی رُکنیت سے پاکستان کو وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔ اِن ممالک نے ہمیشہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی حمایت کی ہے۔ اِن ممالک کا افغانستان کے بارے میں بھی موقف میں یکسانیت ہے۔ پاکستان اب مغربی دُنیا کو دیکھنے کی بجائے اِقتصادی اور سیاسی طور پر اِن ممالک کی طرف دیکھ رہا ہے۔ پاکستان اب ایران اور ترکی کے ساتھ بھی مضبوط سیاسی اور اِقتصادی بندھن میں جُڑا ہوا ہے۔ پاکستان ایران سے خام تیل خریدنے کا خواہش مند ہے تاکہ توانائی کے بحران پر قابو پایا جا سکے۔

پاکستان کا ملائیشیاء، چین اور سری لنکا سے آزاد تجارت کے معاہدات اور پاکستان پر سیاسی اثرات

(Free Trade Agreements of Pakistan with Malaysia, China and Seri Lanka and its Impacts on the Politics in Pakistan)

پاک۔ سری لنکا آزاد تجارت کا معاہدہ

(Pak-Seri Lanka Free Trade Agreement)

- پاکستان اور سری لنکا کے درمیان آزاد تجارت کے معاہدہ پر 2002ء میں دستخط ہوا۔ یہ معاہدہ جون 2005ء

NOT FOR SALE

ٹیرف رعائیت کے ساتھ ایک دوسرے کی
ے نافذ العمل ہے۔ اِس معاہدے کی رو سے دونوں ممالک برآمدات میں
مارکیٹوں تک رسائی کے قابل ہوگئے ہیں۔ سری لنکا کے تاجر 206 اشیاء پر ٹیرف میں رعائیت کے ساتھ پاکستانی
مارکیٹ میں موجود ہیں۔ اِس طرح پاکستانی تاجر 102 اشیاء پر ٹیرف میں رعائیت کے ساتھ سری لنکا کی مارکیٹ میں
موجود ہیں۔ دونوں ممالک معاہدہ کے مطابق 2010ء کے اختتام کے ساتھ ہزاروں اشیاء پر ٹیرف میں رعائیت کے
ساتھ ایک دوسرے کی مارکیٹوں میں رسائی حاصل کرچکے ہیں۔ اِس وقت پاکستان سری لنکا سے 4000 اشیاء ٹیرف
میں رعائیت کے ساتھ درآمد کر رہا ہے۔ پاکستان سری لنکا کا ایشیاء میں دوسرا بڑا تجارتی شریکِ کار ہے۔ سری لنکا نے
سب سے پہلے پاکستان کے ساتھ آزاد تجارت کا معاہدہ کیا۔

اِس تجارتی معاہدے کی وجہ سے دونوں ممالک اِقتصادی طور پر ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں اور عالمی مارکیٹ کی بجائے ایک دوسرے پر اِنحصار بڑھا رہے ہیں۔ دونوں ممالک کے شہری ویزہ کی مشکلات کے بغیر ایک دوسرے کے ممالک میں آجاسکتے ہیں۔ یہ تعلقات اِس خطے کی عوام کے حق میں ہیں۔ بھارت سے دفاعی تعاون کا معاہدہ ناپسند کرکے سری لنکا نے پاکستان سے دفاعی تعلقات بڑھادیئے ہیں۔ صدر پاکستان نے نومبر 2010ء میں سری لنکا کا دورہ کیا اور سری لنکا حکومت نے پاکستان سے فوجی ساز وسامان خریدنے میں دلچسپی ظاہر کی۔ دونوں ممالک کے درمیان سیاسی تعلقات بھی اِس معاہدہ سے متاثر ہیں اور دونوں کے درمیان گرمجوشی کا ماحول پایا جاتا ہے۔ سارک میں بھی سری لنکا پاکستان کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔ اِن معاہدات نے چین، پاکستان اور سری لنکا کی دوستی کا ایک تکون بنادیا ہے۔ یہ تعلق اِس علاقے کی سیاسی اور اِقتصادی خوشحالی کا سبب بن سکتا ہے۔

چین۔ پاکستان آزاد تجارتی معاہدہ
(Pak-China Free Trade Agreement)

پاکستان اور چین نے آزاد تجارت کا معاہدہ کیا جس سے آئندہ پانچ سال تک دونوں ممالک کے درمیان تجارت 15 بلین امریکی ڈالر تک پہنچ جائے گا۔ دونوں ممالک مرحلہ وار ٹیرف میں کمی لائیں گے اور آئندہ تین سال تک ٹیرف سے آزاد تجارتی تعلقات قائم ہونگے۔ آزاد تجارت کے معاہدہ کے ذریعے سرمایہ کاری کو بھی فروغ حاصل

NOT FOR SALE

ہوگا۔ چینی سرکاری ذرائع کے مطابق اس معاہدہ سے دوطرفہ تجارت اور اِقتصادی تعاون کو ترقی ملے گی۔ اِس سے روایتی دوستانہ تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔ یہ معاہدہ چین کے صدر ہوجنتاؤ کے دورہِ پاکستان کے موقع پر ہوا اور اُسے اِس دورے کی دعوت پاکستان کے صدر نے دی تھی۔ اِس دورے سے دونوں ممالک کے سفارتی تعلقات مزید مضبوط ہوگئے۔

پاک۔ چین آزاد تجارتی معاہدہ سے دونوں ممالک کے درمیان تجارتی رشتہ اور بھی مضبوط ہوگیا ہے۔ سرمایہ کاری کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔ دونوں کے آپس میں درآمدات اور برآمدات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ پاکستانی تاجر بھی چین کے دورے میں دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں۔ پاکستان میں چینی مصنوعات کی مارکیٹیں قائم ہوگئی ہیں اور لوگوں کو سستی اشیاء آسانی سے دستیاب ہیں۔ اِس معاہدہ سے دونوں ممالک سیاسی طور پر بھی مزید قریب آگئے ہیں۔ پاکستان نے شنگھائی تعاون تنظیم میں بھی شرکت کیلئے درخواست دی ہے اور اب بطورِ مبصر شریک ہے۔ دونوں ممالک کے دوستانہ تعلقات پاکستان کی بقاء اور سلامتی کی علامت ہیں۔

پاک۔ ملائیشیاء آزاد تجارت کا معاہدہ
(Pak-Malaysian Free Trade Agreement)

پاک۔ ملائیشیاء آزاد تجارت کا معاہدہ:

پاکستان اور ملائیشیاء کی آزاد تجارت کا یہ معاہدہ ملائیشیاء کے کسی اِسلامی سربراہ کانفرنس کے رُکن ملک سے پہلا معاہدہ ہے۔ دونوں حکومتوں کا خیال ہے کہ اِس معاہدہ سے تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہوگا۔ اِن سے دونوں ممالک کے دوطرفہ تجارت اور صنعتی ترقی کو پائیدار ترقی ملے گی۔ ملائیشیاء نے فوری طور پر 140 اشیاء پر ٹیرف میں رعائت دی جبکہ پاکستان نے 124 اشیاء پر ٹیرف میں رعایت دی۔ دونوں ممالک نے آزاد تجارت میں اشیاء اور خدمات، دوطرفہ فنی تعاون، سینٹری، تعمیرات، سیاحت، صحت اور مواصلات کے شعبوں کو ترجیح دی ہے۔ دونوں ممالک صنعتی اور زرعی اشیاء پر ٹیرف کم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ملائیشیاء پاکستان سے عالمی تجارتی اِدارے (WTO) سے بھی اچھی شرائط پر تجارت کرنا چاہتا ہے۔ اِس معاہدہ سے دونوں ممالک کے درمیان تجارتی

NOT FOR SALE

روابط بڑھیں گے۔لوگوں کا آنا جانا ہوگا۔ثقافتی، مذہبی اور سماجی تعلقات میں اضافہ ہوگا۔سیاسی طور پر بھی یہ ممالک ایک دوسرے پر پہلے سے زیادہ اثر انداز ہونگے اور عالمی سطح پر بھی یہ ممالک ایک دوسرے کے سیاسی مفادات کا اور بھی خیال رکھیں گے۔

پاکستان کے ایران، چین اور بھارت سے سیاسی تعلقات اور اسکے اقتصادی اثرات
(Pak-Iran,China,India Political Relationship and its Economic Impacts)

پاکستان اور ایران کے تعلقات (Pak-Iran Relations)

قیام پاکستان کے فوراً بعد ایران وہ واحد پڑوسی مسلمان ملک ہے جس نے پاکستان کو تسلیم کیا۔دونوں ممالک کے درمیان روزِ اول سے برادرانہ اور قریبی تعلقات قائم ہیں۔۱۹۵۶ء میں پاک ایران سرحد کا تعین پر امن انداز میں کیا گیا۔دونوں ممالک معاہدہ بغداد کے ارکان تھے اور جب عراق نے اس معاہدے سے دستبرداری کا اعلان کیا اور اسے سینٹو کا نام دیا گیا تو اسکے اہم ارکان میں ایران اور پاکستان شامل تھے۔دونوں پڑوسیوں نے ترکی سے مل کر معاہدہ استنبول میں شرکت کی اور (R.C.D) یعنی علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔اسی تنظیم نے ترکی، ایران اور پاکستان کو لازوال برادرانہ تعلق میں منسلک کیا۔تینوں ممالک میں اقتصادی، تعلیمی، معاشرتی اور ثقافتی شرکت کو فروغ حاصل ہوا۔یہی تنظیم آج اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) میں تبدیل ہوگئی ہے۔سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد ایران نے پاکستان کی مفلوج اقتصادی حالت کو سہارا دیا۔کئی صنعتوں کے قیام میں پاکستان کی مالی اور فنی مدد کی۔ایران نے بلوچستان میں ایک میڈیکل کالج اور ایک انجینئرنگ کالج قائم کرنے کے لئے امداد کی ہے۔ایران نے بلوچستان میں آبپاشی کے نظام کے لئے لاکھوں ڈالر کا غیر ملکی زرمبادلہ دیا۔حکومت ایران نے ۱۹۶۳ء میں افغانستان اور پاکستان کے سفارتی تعلقات بحال کئے۔عالمی مسائل خصوصاً خلیج کے بحران کے بارے میں دونوں ممالک کے

NOT FOR SALE

خیالات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

۱۹۷۹ء میں ایران میں امام خمینی نے ایرانی بادشاہت کا خاتمہ کیا اور اسلامی انقلاب برپا کیا تو پاکستان وہ پہلا ملک تھا جس نے ایران کی انقلابی حکومت کو تسلیم کیا۔ایران ۔عراق جنگ کو گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی گئی اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اس سلسلے میں بھرپور مخلصانہ خدمات انجام دیں۔ایران نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے اُصولی موقف کی برملا حمایت کی اور مشکل حالات میں پاکستان کا ساتھ دیا۔مئی ۱۹۹۸ء میں جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیئے تو ایران کے وزیرِ خارجہ نے فوراً پاکستان کا دورہ کیا اور اس قدم کو پاکستان کے دفاع کیلئے اہم قرار دیا۔آپ نے پاکستان کو ہر قسم کی مدد فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی۔پاکستان میں امریکی اثر ورسوخ اور افغانستان کے سیاسی حالات ایسے واقعات ہیں جو پاک ایران تعلقات میں تناؤ پیدا کر رہے ہیں۔

پاکستان کے وزیرِ تجارت نے جولائی ۲۰۰۱ء میں ایران کا دورہ کیا اور دونوں ممالک نے اُصولی فیصلہ کیا کہ دونوں ممالک کی سرحد پر مشترکہ تجارتی منڈیاں قائم کی جائیں گی جس سے دوطرفہ تجارت کو فروغ حاصل ہوگا۔اسکے علاوہ ایران پاکستان سے گندم درآمد کرے گا۔دونوں ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات میں اضافہ افغانستان طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد ہوا لیکن اب بھی دونوں ممالک کے درمیان افغان مسئلے کے حوالے سے اِختلافات موجود ہیں۔ایران۔پاکستان۔انڈیا گیس پائپ لائن کا منصوبہ امریکی دباؤ کی وجہ سے اِلتواء کا شکار ہے۔دونوں ممالک کے درمیان 2009ء میں تجارت کا حجم 1.4 بلین پاونڈ تھا۔ ایران نے حال ہی میں پاکستان کو ایک ہزار میگاواٹ بجلی درآمد کرنے کیلئے 170 کلومیٹر لمبی لائن بچھانے کیلئے پچاس ملین یورو فراہم کئے ہیں۔

پاک بھارت تعلقات (Pak-India Relationship)

بھارت اور پاکستان ایک دوسرے کے روایتی حریف ہیں ۔۱۹۴۷ء سے پہلے دونوں ممالک متحدہ ہندوستان کا حصہ تھے۔برصغیر کی آزادی میں آل انڈیا کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ نے نمایاں کردار ادا کیا۔یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مخالف تھیں اور آزادی کے بعد دونوں جماعتیں اپنے اپنے ممالک میں برسرِ اقتدار آئیں۔جماعتوں کی روایتی دشمنی ریاستی دشمنی میں تبدیل ہوگئی اور روزِ اول سے ایک دوسرے کی ناکامی کے لئے تگ و

دوشروع ہوئی۔ تقسیم ہند کے وقت دونوں ممالک کے درمیان تقسیم کی وجہ سے چند متنازعہ امور طے نہ ہو سکے جن میں کشمیر کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں دونوں ممالک کے درمیان جھڑپ ہوئی اور ہندوستان نے جنوری ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ سے مداخلت کی اپیل کرواکر جنگ بندی کروائی۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا جس میں بھارت کو شکست ہوئی۔ ۱۹۷۱ء میں بھارت نے ایک بار پھر جنگ شروع کی جسکے نتیجے میں مشرقی پاکستان الگ ہوا۔ کشمیر کے بارے میں پاکستان کا موقف یہ ہے کہ اس مسئلے کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے اور بھارت کو مذاکرات کی پیشکش کی۔ بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دے رہا ہے اور وہاں چلنے والی آزادی کی تحریک کچلنے کے لئے اس وقت تقریباً ۷ لاکھ مسلح افواج سرگرمِ عمل ہیں۔ ابتک تقریباً ۸۰ ہزار کشمیری شہید ہو چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب لاپتہ ہیں۔ بھارت کا دعویٰ ہے کہ کشمیر میں مجاہدین کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ سابق امریکی صدر کلنٹن نے کہا تھا کہ کشمیر کے مسئلے کی وجہ سے یہ خطہ اِس وقت دنیا کا سب سے زیادہ غیر محفوظ علاقہ ہے جو ایٹمی جنگ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان اسلحہ کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور دونوں ممالک نے دفاعی بجٹ میں بے تحاشا اضافہ کیا ہے جو اِن ممالک کے غریب عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ بندوق پر اُٹھنے والے اخراجات کے ذریعے تعلیم، صحت اور روزگار کی حالت بہتر بنائی جاسکتی تھی۔ کشمیر کے مسئلہ پر کارگل سیکٹر میں خونریز جھڑپ ہوئی۔ اس جنگ میں پاکستان کے دو شہید فوجی کیپٹن کرنل شیر اور حوالدار لالک جان کو نشان حیدر دیئے۔

گیارہ مئی ۲۰۰۱ء میں بھارتی وزیر اعظم کی طرف سے پاکستانی قیادت کو مذاکرات کی دعوت دی گئی اور اسکے نتیجے میں ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء کو ہندوستان کے شہر آگرہ میں وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی اور جنرل پرویز مشرف کے درمیان مذاکرات ہوئے لیکن ہندوستانی حکومت کی ہٹ دھرمی سے مشترکہ اعلامیہ جاری نہ ہو سکا۔ ہندوستانی وزیر اعظم نے دورہ پاکستان کی دعوت بھی قبول کی ہے۔ کشمیر میں چلنے والی تحریکِ آزادی کی اہمیت کا اندازہ اِس سے لگایا جا سکتا ہے کہ کشمیر کی اسمبلی نے وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ کی قیادت میں ایک قرارداد کے ذریعے مرکزی حکومت سے کشمیر کی بھارتی آئین کے تحت داخلی خود مختاری کا مطالبہ کیا۔

کشمیر کے اس خطرناک مسئلے کے علاوہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان نہری پانی کا مسئلہ شدید مشکلات

NOT FOR SALE

کا باعث ہے۔ تقسیم کے بعد نہروں کے ہیڈورکس بھارت کے حصہ میں آئے۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تو بھارت پانی بند کر دیتا اور جب ضرورت نہیں ہوتی تھی تو ہندوستان پانی کھول کر سیلابوں میں اضافہ کرتا۔ آخر کار عالمی بینک کی مداخلت سے کراچی میں جنرل محمد ایوب خان اور وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے درمیان دریاؤں کی تقسیم کا ”سندھ طاس“ معاہدہ ۱۹۶۰ء میں عمل لایا گیا اور اس طرح پانی کا تنازعہ پرامن طور پر حل ہو گیا۔

بھارت اور پاکستان کے درمیان کشیدگی کی اور وجہ ایٹمی میدان میں دوڑ ہے۔ ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا اور اسی بنیاد پر جنوبی ایشیاء میں سب سے بڑی طاقت کے طور پر اپنے آپ کو منوانا چاہا۔ ۱۹۹۸ء میں بھارت نے پانچ ایٹمی دھماکے کئے اور پاکستان کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ پاکستان نے اپنی علاقائی سالمیت اور وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو چھ ایٹمی دھماکے کئے۔ ایٹمی میدان میں اس توازن نے ہندوستان کی آنکھیں کھول دیں اور دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی اور ایٹمی دوڑ میں مزید اضافہ ہوا۔ پاکستان نے ہمیشہ ہر فورم پر جنوبی ایشیاء کو ایٹمی اسلحہ سے پاک علاقہ قرار دینے کی تجویز پیش کی لیکن ہندوستان نے پاکستان کی ہر پرامن پیشکش کو ٹھکرایا۔

دونوں ممالک کے درمیان سیاسی تناؤ کی وجہ سے خطے میں اِقتصادی سرگرمیاں بھی ماند پڑ گئی ہیں۔ پاک۔ ایران۔ بھارت گیس پائپ لائن کا منصوبہ بھارت کی پالیسی کی وجہ سے زیرِ التواء ہے۔ سارک اِس علاقے کی ایک اہم تنظیم ہے لیکن دونوں بڑے رکن ممالک کی خراب سیاسی تعلقات کی وجہ سے علاقہ میں اِقتصادی خوشحالی کا اِمکان بہت کم ہے۔ پاکستان بھارت سے خراب سیاسی تعلقات کی وجہ سے اِقتصادی وسیاسی ضروریات چین اور وسطی ایشیائی ممالک سے پورا کرنے کا خواہشمند ہے۔

موجودہ دور میں پاک بھارت تعلقات نشیب وفراز سے گزر رہے ہیں۔ افغانستان کے مسئلہ کی وجہ سے دونوں ممالک کے مفادات میں ٹکراؤ موجود ہے۔ پھر بھی دونوں ممالک کی قیادت چاہتی ہے کہ تعلقات کو دوستانہ بنایا جائے۔ حالیہ سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ خوشگوار تعلقات کے قیام کیلئے ایک تازہ آغاز کا وقت آپہنچا ہے اور دونوں ممالک کی تاریخ میں ایک نئے باب لکھنے کا بہتر وقت ہے۔ دونوں نے بتایا کہ بات چیت کا آئندہ دور زیادہ مفید اور عملی انداز کا ہوگا تا کہ دونوں ممالک کو نزدیک

NOT FOR SALE

لایا جاسکے۔ پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ تجارت کی باہمی ترقی کیلئے بھارت کو پسندیدہ ترین ملک (Most Favourite Nation (MFN کا درجہ دیا جائے گا۔ اِس کے بدلے بھارت نے پاکستان کی یورپی منڈیوں تک رسائی میں مزاحمت پیدا نہ کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ بھارت کے سیکرٹری خارجہ نے بتایا کہ دونوں ممالک باہمی بات چیت کے بعد راضی ہوگئے ہیں کہ آپس میں ترجیحاتی تجارتی معاہدہ کریں گے، ویزہ پابندیوں میں نرمی کریں گے اور عوام سے عوام کا رابطہ بڑھانے کیلئے اقدامات اُٹھائیں گے۔ وزیر اعظم پاکستان نے بتایا کہ بھارت کے وزیر اعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ دونوں ممالک کے درمیان پیچیدہ مسائل یعنی پانی کے مسئلہ کشمیر کے مسئلہ، دہشت گردی کے مسئلہ، سیاچن کے مسئلہ اور سر کریک کے مسئلہ پر گفت وشنید کیلئے تیار ہیں۔ پاکستان کے وزیر تجارت نے فروری ۲۰۱۲ء میں لاہور میں کہا کہ سرحد کے آر پار دونوں ممالک دوطرفہ تجارت کو فروغ دینے کیلئے سنجیدہ ہیں۔ اس موقع پر بھارت کے ہائی کمشنر نے کہا کہ بھارت پاکستان کے ساتھ اقتصادی تعاون کیلئے سنجیدہ ہے جس سے دوطرفہ تجارت کو فروغ حاصل ہوگا اور دونوں ممالک میں خوشحالی کا سبب بنے گا۔ سیول میں مارچ ۲۰۱۲ء میں منعقدہ ایٹمی سلامتی کے سربراہ کانفرنس کے موقع پر دونوں ممالک کے وزرائے اعظم نے اِس نیک خواہش کا اِظہار کیا کہ دوطرفہ گفت وشنید کے عمل کو تیز کیا جانا چاہئے۔

پاک چین تعلقات (Pak-China Relationship):

پاک چین تعلقات کو عالمی سطح پر مثالی حیثیت حاصل ہے۔ دونوں ممالک لازوال برادرانہ رشتوں میں منسلک ہیں۔ چین پاکستان کا ایک با اعتماد دوست ہے اور مصیبت کی ہر گھڑی میں چین نے پاکستان کی برملا امداد کی ہے۔ پاکستان نے جب S.E.A.T.O اور CENTO میں رُکنیت حاصل کی تو چین اور پاکستان کے تعلقات خراب ہوئے تھے۔ وزیر اعظم پاکستان محمد علی بوگرہ نے چینی لیڈر چو اِن لائی سے ملاقات کی اور تعلقات کی بحالی پر مذاکرات کئے۔ جب پاکستان ان عالمی فوجی معاہدات سے علیحدہ ہوا تو دونوں کے تعلقات بحال ہوئے۔

چین نے کشمیر کے مسئلے پر ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہونے والے تنازعے میں ہمیشہ پاکستان کی حمایت کی۔ پاکستان نے ایشیائی قیادت کے معاملے میں چین کا ساتھ دیا۔ پاکستان نے ویت نام، لاوس، کمبوچیا،

NOT FOR SALE

تائیوان اور بنکاک وغیرہ کے بارے میں چینی موقف کی حمایت کی۔ امریکہ چین کو اقوام متحدہ میں رُکنیت دینے کا سختی سے مخالفت کر رہا تھا لیکن پاکستان کی کوششوں سے ۱۹۷۱ء میں چین کو اقوام متحدہ میں رُکنیت دی گئی۔ پاک بھارت جنگوں میں چین نے پاکستان کی امداد کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جب بنگلہ دیش وجود میں آیا تو چین اُس وقت تک تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا جب تک پاکستان نے خود اسے تسلیم نہیں کیا۔

افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء اور افغان مہاجرین کی باعزت واپسی کی پاکستانی موقف کی حمایت کی گئی۔ اقوام متحدہ میں چین اور پاکستان نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ روس نے ایشیائی تحفظ کا منصوبہ پیش کیا جو چینی اِختلاف کی وجہ سے پاکستان نے بھی اسے تسلیم نہیں کیا۔

سال ۱۹۶۳ء میں پاک چین سرحدی مسئلے کو باہمی گفت وشنید اور پرامن معاہدہ کے ذریعہ حل کیا گیا۔ اسی سال دونوں ممالک کے درمیان مال کے بدلے مال کا معاہدہ ہوا۔ ۱۹۶۳ء ہی میں دونوں کے درمیان فضائی سروس جبکہ ۱۹۶۴ء میں ٹیلی فون روابط قائم کئے گئے۔ چین نے کئی بار پاکستان کو آسان شرائط پر قرضہ جات فراہم کئے۔ دونوں ممالک کے درمیان زمینی رابطہ شاہراہ قراقرم (شاہراہ ریشم) کے ذریعہ پیدا کیا گیا۔ یہ شاہراہ ۹۰۰ کلومیٹر طویل ہے جو چین کی امداد سے تیار کی گئی ہے۔ چینی جذبے کا جواب دیتے ہوئے پاکستانی افواج نے اِس سڑک کی تعمیر میں بے مثال کردار ادا کیا اور یہاں تک کہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ چین نے پاکستان میں کئی ایک اہم کارخانوں کے قیام میں فنی اور مالی مدد کی مثلاً ٹیکسلا ہیوی میکینیکل کمپلیکس، پاک چین فرٹیلائیزر، تھرمل پاور سٹیشنز، کاغذ وشکر سازی کے کئی کارخانے وغیرہ۔ اِس کے علاوہ پاکستان اور چین کے درمیان کئی ایک معاشی اور ثقافتی معاہدات ہوتے رہے ہیں۔

چین وہ واحد عالمی طاقت ہے جس نے ایٹمی شعبہ میں پاکستان کی مدد کی۔ سال ۱۹۷۴ء میں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو چین نے اپنی توجہ پاکستان کے دفاعی تحفظ پر مرکوز کی۔ سال ۱۹۸۶ء میں دونوں ممالک کے درمیان ایٹمی شعبہ میں تعاون کا معاہدہ ہوا۔ چین نے پاکستان کی ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال میں بھرپور مدد کی۔ حال ہی میں چین کی مدد سے پاکستان میں ایٹمی ری ایکٹرز کی تنصیب کا کام شروع ہے جہاں چشمہ میں (چشمہ نیوکلیر پاور

NOT FOR SALE

پلانٹ) تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

چین کی اعلیٰ سیاسی قیادت نے ہمیشہ پاکستان کے خیر سگالی کے دورے کئے اور پاکستانی قیادت بھی ہر دور میں دورے کرتی رہی۔ دسمبر ۱۹۹۳ء میں وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے چین کا دورہ کیا اور عالمی مسائل پر متفقہ موقف اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے فروری ۱۹۹۸ء میں چین کا دورہ کیا اور دونوں ممالک نے مشترکہ منصوبوں پر سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا۔ اپریل ۱۹۹۹ء میں چینی پارلیمنٹ (کانگریس) کے مجلسِ قائمہ کے چیرمین مسٹر لی پنگ نے پاکستان کا دورہ کیا اور حکومتِ پاکستان سے انتہائی اہمیت کے معاملات پر گفت وشنید کی۔ یاد رہے کہ چینی کانگریس کا مجلسِ قائمہ ملک کا ایک طاقتور اِدارہ ہے۔ جولائی ۲۰۰۱ء میں چین کا ایک وفد پاکستان آیا اور وزیرِ مواصلات سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے کہا کہ چین پاکستان کیلئے ۶۹ ڈیزل الیکٹرک ریلوے انجن فراہم کرے گا۔ اِن دوروں سے دونوں ریاستیں نزدیک سے نزدیک تر ہوتی جا رہی ہیں۔ چین ایک بااعتماد اور عملی دوست ہے جو سخت اور مشکل حالات میں پاکستان کا ساتھ دیتا ہے۔

پاک چین دوستی کی وجہ سے پاکستان پر امریکی اور روسی دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ سویت یونین کے دسمبر ۱۹۹۱ء میں تحلیل کے بعد امریکہ کے نئے عالمی نظام میں متوقع امریکہ مخالف طاقتوں میں چین بھی شامل ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ چین کو زیرِ نظر رکھنے کے لئے پاکستان کو اپنے قابو میں رکھے۔ چونکہ عالمی نظام میں امریکہ کے لئے اسلام بھی ایک مستقل دردِ سر ہے اس لئے پاکستان کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ دُنیا سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے پاکستان چین کیلئے واحد راستہ ہے۔ اس لئے پاکستان کی جغرافیائی و دفاعی حیثیت چین کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اسی وجہ سے وہ پاکستان کے ساتھ اچھے اور دوستانہ تعلقات کو مستحکم کرنے میں دلچسپی لیتا رہا ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ پاکستان کو کنٹرول کر کے چین کے گرد گھیرا تنگ کر دیا جائے جبکہ روس کی خواہش بھی یہی ہے کہ چین کو دائرے میں بند کر دیا جائے۔ دونوں عالمی طاقتوں کے لئے پاکستان اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چین بھی ان عالمی سازشوں سے غافل نہیں اور چین کی کوشش ہے کہ پاکستان کو اپنا مضبوط دوست اور حلیف بنائے۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان سے اچھے اور مضبوط تعلقات استوار رکھنا چین کی سیاسی اور دفاعی ضرورت ہے۔ دونوں کے

NOT FOR SALE

درمیان دوستانہ تعلقات عالمی طاقتوں خصوصاً اسرائیل، بھارت، امریکہ اور روس کے لئے شدید تشویش کا باعث ہے۔

عالمی تعلقات میں چین اور پاکستان نے کبھی بھی اُصولی حمایت پر سودا بازی نہیں کی۔ وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کے تعلقات میں اِستحکام پیدا ہوتا جا رہا ہے اور یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ چین کی لازوال دوستی ہی پاکستان کے دفاع، خوشحالی اور اِستحکام کی ضمانت ہے۔ پاکستان کی سیاسی قیادت نے حال ہی میں چین کے کئی کامیاب دورے کئے۔

بہترین سیاسی تعلقات اور دوستی کی بنیاد پر دونوں ممالک اقتصادی طور پر ایک دوسرے کے نزدیک آ رہے ہیں۔ دونوں کے دوطرفہ تجارتی اور اِقتصادی تعلقات ہیں۔ پاکستان چینی مصنوعات کیلئے اہم مارکیٹ ہے۔ دونوں ممالک نے آزاد تجارت کا معاہدہ بھی کیا ہوا ہے۔ پاکستان اپنی اہم ضروریات چین سے پوری کر رہا ہے۔ چین ایٹمی، صنعتی اور فوجی میدان میں پاکستان کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ اِس وقت پاکستان شنگھائی تعاون تنظیم میں مبصر کے طور پر حصہ لے رہا ہے۔

مشق

1- درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱۔ تجارت کے حوالے سے بین الاقوامی۔۔۔۔۔۔۔فروغ پا رہا ہے۔

۲۔ کثیر الاطرافی تجارت۔۔۔۔۔۔۔ممالک کیلئے بہت اہم نظام ہے۔

۳۔ اِقتصادی تعاون تنظیم کا صدر دفتر۔۔۔۔۔۔۔۔میں ہے۔

۴۔ آزاد تجارت کے۔۔۔۔۔۔۔کے ذریعے سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہوگا۔

۵۔ سندھ طاس معاہدہ۔۔۔۔۔۔۔میں عمل میں لایا گیا۔

NOT FOR SALE

2۔ درجہ ذیل سوالات کا موزوں جواب دی ا، ب، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام ایسے نظام ہیں جو بہ یک وقت اِقتصادی بھی ہیں اور ------- بھی۔ ☐

(ا) تعلیمی (ب) ثقافتی (ج) مذہبی (د) سیاسی

۲۔ سارک کی وجہ سے اس کے رُکن ممالک بشمول پاکستان عالمی ------ اور سیاست میں اہمیت حاصل کر چکے ہیں۔ ☐

(ا) کھیل (ب) تنازعات (ج) معاشیات (د) مسائل

۳۔ دسویں ای سی او سربراہ کانفرنس مارچ 2010ء میں ------- میں منعقد ہوئی۔ ☐

(ا) ریاض (ب) انقرہ (ج) کابل (د) تہران

۴۔ سری لنکا نے سب سے پہلے پاکستان کے ساتھ آزاد ------- کا معاہدہ کیا۔ ☐

(ا) انتخابات (ب) ثقافت (ج) جنگ (د) تجارت

۵۔ بھارت کا دعویٰ ہے کہ کشمیر میں ------- کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ ☐

(ا) باغیوں (ب) فوجیوں (ج) شاعروں (د) مجاہدین

۶۔ چین وہ واحد عالمی طاقت ہے جس نے ------- شعبہ میں پاکستان کی مدد کی۔ ☐

(ا) تعلیمی (ب) مذہبی (ج) سماجی (د) ایٹمی

3۔ کالم ملائیں:

کالم الف۔	کالم۔ب
اقتصادی	بحران
وسطی	یونین
توانائی	تعاون
یورپی	ڈیوٹی
کشم	ایشیاء
قومی	معاہدہ
توثیق	دولت

NOT FOR SALE

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ عالمی تجارت میں اشیاء اور خدمات کو خصوصی اہمیت نہیں دی جاتی۔ صحیح۔غلط

۲۔ سارک کا صدر دفتر ڈھاکہ میں ہے۔ صحیح۔غلط

۳۔ وسطی ایشیائی مسلمان ممالک اقتصادی تعاون تنظیم کے ارکان ہیں۔ صحیح۔غلط

۴۔ پاکستان کے ساتھ سب سے پہلے آزاد تجارت کا معاہدہ سری لنکا نے کیا۔ صحیح۔غلط

۵۔ حکومت ایران کی مدد سے پاک افغان تعلقات 1983ء میں بحال ہوئے۔ صحیح۔غلط

۶۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان کشیدگی کی ایک اہم وجہ ایٹمی دوڑ ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ پاکستان سیٹو اور سینٹو کا رکن رہا ہے۔ صحیح۔غلط

۸۔ چین ایٹمی میدان میں پاکستان کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ صحیح۔غلط

5۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ سیاسی اِقتصادیات کی تعریف کریں۔

۲۔ دوطرفہ عالمی تجارت سے کیا مراد ہے؟

۳۔ پاک۔ملائیشیاء تجارت کو چند سطور میں بیان کریں؟

۴۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر ایران کا کیا موقف رہا؟

NOT FOR SALE

۵۔ پاکستان چین کیلئے کیوں اہم ہے؟

6۔ درجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

ا۔ سارک کا پاکستان کی سیاست اور اِقتصادیات کے اثرات پر بحث کریں؟

۲۔ ای سی او کا پاکستان کی سیاست اور اقتصادیات پر اثرات کیا ہیں۔ تفصیل سے بیان کریں؟

۳۔ پاکستان کے آزاد تجارتی معاہدات کا پاکستان کی سیاست اثرات بیان کریں؟

۴۔ پاکستان کا ایران، چین اور بھارت سے سیاسی تعلقات اور اِسکے اِقتصادی اثرات پر بحث کریں؟

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر ا۔ پاک بھارت کے دوستانہ تعلقات کی اہمیت پر ایک تقریری مقابلہ کریں۔

سرگرمی نمبر ۲۔ پاکستان کا دیگر ممالک کے ساتھ معاشی تعلقات پر سوال و جواب کی نشست کا اہتمام کریں۔

سرگرمی نمبر ۳۔ مسلہ کشمیر پر کلاس میں ایک مباحثہ منعقد کریں۔

NOT FOR SALE

باب ۵

تضاد اور تضاد کا حل

(Conflict and Conflict Resolution)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

ا۔ لفظ تضاد کی تعریف کر سکیں۔

۲۔ تضاد (تفریق، اِمتیاز، سٹیروٹائپ و ثقافتی اِختلاف) کے اسباب کی شناخت کر سکیں۔

۳۔ اُن لوگوں کی حالت اور مفادات کی نشاندہی کر سکیں جو تضاد میں ملوث ہوں۔

۴۔ ذاتی، مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تضادات میں شدت کی وجوہات کا تجزیہ کر سکیں

۵۔ تضاد کے حل کی تعریف کر سکیں۔

۶۔ مل کر کام کرنے، سودا بازی اور اِتفاقِ رائے کی تعریف کر سکیں۔

۷۔ تضادات کے حل کے انداز کی پہچان کر سکیں۔

۸۔ قانون سازی، عدالتی فیصلوں، مصالحت، گفت و شنید اور مواصلات وغیرہ کے ذریعے تضادات حل کرنے کے طریقوں کو بیان کر سکیں۔

۹۔ پاکستانی معاشرہ میں اہم تضادات کی نشاندہی کر سکیں۔

NOT FOR SALE

قومی سطح پر تضادات کے وجوہات کی شناخت کرسکیں۔
۱۰۔ گروہی تضادات کو تشدد کے ذریعے حل کرنے کے نتائج کی نشاندہی کرسکیں۔
۱۱۔ یہ بیان کرسکیں کہ قومی سطح پر تضادات کو کیسے دیکھا گیا۔
۱۲۔ باہمی مل جل کر اور سودا بازی کے عمل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قومی تضادات کو حل کرنے کیلئے حکمت عملیوں کی تجاویز دے سکیں۔

تضاد اور تضاد میں شدت
(Conflict and conflict escalation)

تضاد کی تعریف

تضاد مخالف قوتوں کے درمیان جنگ کا نام ہے۔ لوگوں، نظریات اور اُصولوں کے درمیان اِختلاف کو تضاد کہا جاتا ہے۔ یہ ناموافق یا متضاد خواہشات، ضروریات اور رُجحانات وغیرہ کے درمیان ایک لاشعوری اور نفسیاتی کشمکش کا نام ہے۔ پاکستان میں جدید اور روایتی سوچ، سیاسی نظریات، مذہبی عقائد اور تعلیم یافتہ اور ناخواندہ وغیرہ کے درمیان اختلاف کا نام تضاد ہے۔

تضاد میں شدت کی وجوہات (Causes of Conflict escalation)

تضاد میں شدت کی اہم وجوہات میں درج ذیل بہت اہم ہیں:

ا۔ تنوّع (Diversity)

تنوّع تضاد کا ایک اہم سبب ہے۔ تنوّع یا تفریق کسی گروہ، معاشرہ یا اِدارہ میں نسلی، سماجی بشمول معاشی اقسام وغیرہ کا نام ہے۔ اِسکا مطلب ہے یا

NOT FOR SALE

جنس کی بنیاد پر فرق وغیرہ۔ وہ معاشرہ تنوّعی یا تفریقی معاشرہ کہلاتا ہے جو مختلف نسلوں، زبانوں، ثقافتوں اور معاشی طبقات وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ متنوّع معاشروں میں امن وامان کے فقدان کا زیادہ اِمکان ہوتا ہے۔ یہاں سماجی رشتے مستحکم نہیں ہوتے؛ برداشت اور قبولیت کی کمی ہوتی ہے؛ باہمی تعاون، ایثار اور قربانی کا فقدان ہوتا ہے اور سماجی وثقافتی سرگرمیاں کم ہوتی ہیں ایسے معاشروں میں گروہی مفادات کو فوقیت حاصل ہوتی ہے اور یہاں تضاد کے اِمکانات روشن ہوتے ہیں۔ تنوّع کی وجہ سے اِنسان باہمی ٹکراؤ میں مصروف ہوتے ہیں اور گروہی مفادات کے حصول میں یا تو کامیاب ہوجاتے ہیں یا پھر مٹ جاتے ہیں۔

۲۔ اِمتیاز (Discrimination)

افراد، اِداروں، گروہوں، نسلوں اور ریاستوں کے درمیان اِمتیازات بھی تضاد کا سبب بن جاتے ہیں۔ جب کسی کے ساتھ اِمتیازی برتاؤ کیا جاتا ہے تو اِس سے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ افراد اور اِن کے گروہوں کے درمیان خلیج پیدا ہوتی ہے۔ کثیر النسلی اور کثیر مذہبی ریاستوں میں اِمتیازات روا رکھے جاتے ہیں اور ایسے معاشروں میں ٹکراؤ کا عمل جاری وساری رہتا ہے۔ اِقتصادی طبقات بھی اِن اِمتیازات کی وجہ سے جنم لیتے ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں اِن معاشی طبقات کے درمیان طبقاتی جنگ کی وجہ سے خوف ناک اِنقلابات رونماء ہوئے ہیں۔ اِمتیاز اِس لئے روا رکھا جاتا ہے کہ ایک خاص طبقہ دوسرے پر غالب ہو اور اُن کے مفادات محفوظ ہوں۔

۳۔ لکیر کا فقیر (Stereotype)

سٹیریوٹائپ کا پہلا مطلب لکیر کا فقیر ہونا ہے جیسا کہ چم ایڈوانس ڈکشنری نے بیان کیا ہے۔ اِس سے مراد وہ فرد یا گروہ جو لکیر کا فقیر ہو اور کسی بھی قسم کی تبدیلی یا سماجی تغیر کا مخالف ہو۔ ایسے لوگ غیر لچکدار اور سخت سوچ کے لوگ ہوتے ہیں اور ملکی ترقی میں اِن کا کوئی خاص حصہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اور گروہ ایک ہی ڈگر پر چلتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روایات پسند سوچ جدید اور ترقی پسند سوچ کے ساتھ متصادم ہوتی ہے تو تضاد جنم

NOT FOR SALE

لیتا ہے۔ دراصل یہاں قدیم اور جدید سوچ میں اِختلاف تضاد کا باعث بن جاتا ہے۔

ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری اور اِنسائیکلو پیڈیا اِنکارٹا نے کسی کی اصلیت کو مسخ شدہ اور حقائق کے برعکس درجے تک کم کرنا سٹیریو ٹائپ بیان کیا ہے۔ مثلاً ایک مخصوص نسلی گروہ کو بے کار، بے وقوف، بددیانت اور پُرتشدد وغیرہ کے طور پر پیش کیا جائے جبکہ اصل میں وہ گروہ ایسا نہ ہو۔ بعض اہم افراد، اِداروں اور گروہوں کو اُن کی حیثیت سے کم بیان کیا جاتا ہے تاکہ اُن کی قیمت پر اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔ یہ ایک انتہائی غیر اِنسانی سرگرمی ہے جو تضاد کا باعث بنتی ہے۔

ثقافتی تضاد (Cultural Conflicts)

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا ہے کہ ثقافتوں کے درمیان بھی تصادم ہوتے رہتے ہیں۔ کسی ایک ہی ملک میں جب کئی ثقافتیں موجود ہوں تو وہاں تضاد کا عمل جاری وساری رہتا ہے۔ ثقافتوں اور تہذیبوں کے درمیان تصادم ایک فطری امر ہے۔ آج کل مسلمان دُنیا مغربی ثقافت کی یلغار کی زد میں ہے۔ کمزور ثقافتیں مضبوط ثقافتوں کی زد میں آتی ہیں۔ اِس طرح ثقافتی نفوذ کا عمل جاری رہتا ہے۔ مضبوط ثقافتیں کمزور ثقافتوں پر حکمرانی کرتی ہیں اور اپنے مفادات ونظریات کا تحفظ کرتی ہیں۔

تضاد میں حصہ داروں کے مفادات اور حالت
(The Interests and Conditions of Those Involved in Conflicts)

ہر جنگ، لڑائی، تصادم اور تضاد کے پس منظر میں ملوث لوگوں، اِداروں اور ممالک وغیرہ کے مخصوص مفادات ہوتے ہیں۔ یہی مفادات جب غیر پُرامن اور پُرتشدد انداز میں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو تضاد وجود پذیر ہو جاتا ہے۔ عام طور پر تضاد کے ملوثین کی حالت اور مفادات کچھ یوں ہوتے ہیں:

۱۔ فریقین حالتِ جنگ میں ہوتے ہیں اور مفادات حاصل کرنے کیلئے اکثر غیر اِنسانی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی راستے اختیار کئے جاتے ہیں۔ طاقت کے ذریعے اپنی بات منوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ضروری

NOT FOR SALE

نہیں کہ اِس جنگ میں فتح حق بجانب فریق کی ہو۔ ایک گروہ کے مفادات کیلئے دوسرے کو کچلا جاتا ہے یہاں تک کہ حیوانی حربے بھی بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ ایسا کرنا انسانیت کا شیوہ نہیں۔

۲۔ جنگ اور تصادم کا راستہ اِختیار کرکے ملوث لوگ، گروہ یا اقوام اپنی توجہ اندرونی ترقی سے ہٹا دیتے ہیں جو زوال کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ باہمی طور پر برسرپیکار قوتیں اپنی صلاحیتوں اور طاقت کا منفی اِستعمال کرتی ہیں۔ ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ آخرکار متضاد فریقین تضاد کی وجوہات کو پُرامن انداز میں حل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں لیکن تباہی اور بربادی کے بعد۔

۳۔ فریقین مفادات حاصل کرنے کیلئے خود اپنے آپ اور آئندہ نسلوں کیلئے غیر یقینی اور غیر محفوظ راستہ اِختیار کرتے ہیں۔ بھاری قیمت ادا کرنے کے باوجود بھی مفادات حاصل نہیں کئے جاسکتے۔

۴۔ تضاد کا راستہ اِختیار کرنے سے فریقین معاشرتی، معاشی اور ثقافتی نقصانات کا سامنا کرتے ہیں جس سے معیارِ زندگی گر جاتا ہے۔

۵۔ تضاد میں ملوث ہونے والوں کا خیال ہوتا ہے کہ تضاد یا جنگ ایک میوہ دار درخت کو پتھر پھینکنے کی طرح ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوتا ہے۔ اِسلئے اکثر تضادات محض اِسی وجہ سے پیدا کئے جاتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ حاصل ہو۔

۶۔ عام طور پر مشاہدہ میں یہ بات آتی ہے کہ فریقین کے درمیان تضاد کا اہم سبب معاشی مفادات ہوتے ہیں۔ ملکیت پر تنازعہ، قرضوں، قیمتوں، پیداوار، خرید وفروخت پر تنازعہ، طبقاتی نظام، جاگیردارانہ نظام، غربت اور وسائل پر تضاد وغیرہ۔ اِسے معاشی تضاد بھی کہا جاسکتا ہے۔

۷۔ نظریات میں اِختلاف کی وجہ سے بھی تضادات پیدا ہوتے ہیں۔ ہر ایک فریق کا مفاد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے پر اپنی رائے، عقیدہ اور نظریہ کو زبردستی ٹھونسا جائے۔ لہٰذا ملوثین اپنے نظریات کی ترویج کیلئے پُرتشدد یا تضاداتی راستہ اِختیار کرتے ہیں۔

۸۔ اکثر اوقات تضادات کے پیچھے اہم کارفرما عوامل لسانی اور نسلی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ فریقین اپنے اپنے

NOT FOR SALE

لسانی ونسلی گروہوں کے مخصوص مفادات کیلئے تضاد کے راستے کا چناؤ کرتے ہیں۔ یہ مفادات معاشی، سیاسی، ثقافتی یا معاشرتی نوعیت کے ہوسکتے ہیں۔

۹۔ سیاسی برتری اور اجارہ داری حاصل کرنا بھی فریقین کے مقاصد ہوسکتے ہیں۔ ٹکراؤ، تشدد، تصادم، اختلاف برائے اختلاف، منفی تنقید اور غیر صحت مند سیاسی ثقافت اِس قسم کی تضاد کے انداز ہیں۔ سیاسی نظریات کی بالادستی، حکومت کا حصول، انتقامی سیاست اور حزبِ اختلاف وغیرہ تضاداتی سیاست کے مقاصد ہوتے ہیں۔

۱۰۔ ترقی پذیر اور پسماندہ معاشروں میں تضاد کے ذریعے مذہبی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انتہاپسندانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مذہبی عقائد کی بزورِ شمشیر بالادستی وفوقیت حاصل کرنا فریقین کے مفادات ہوسکتے ہیں۔

۱۱۔ بعض فریقین کا خیال ہوتا ہے کہ پرامن اور قانونی راستوں سے مفادات کا حصول ممکن نہیں کیونکہ اُن کے موقف قانونی طور پر کمزور ہوتے ہیں اسلئے وہ اِن مقاصد ومفادات کو حاصل کرنے کیلئے ناجائز راستہ اپنا لیتے ہیں جو تضاد کا راستہ ہوتا ہے۔

۱۲۔ اقوام کے درمیان تضادات کے پیچھے قومی مفادات کارفرما ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر معاشی، دفاعی اور سیاسی مفادات، قومی وعلاقائی سالمیت، شہریوں کی بیرونِ ملک تحفظ، مذہبی مسائل، معاہدات وسفارتی رعایتوں سے متعلق مفادات وغیرہ۔

تضاد کے پھیلاؤ کی وجوہات کا تجزیہ (ذاتی، مقامی، قومی اور بین الاقوامی)

(Analysis of Causes of Conflict Escalation at Personal, Local, National and International Level)

تضاد اور ٹکراؤ کے وجوہات کا تجزیہ کرکے ہم درجہ ذیل نتائج پر پہنچتے ہیں:

NOT FOR SALE

۱۔ ذاتی (Personal)

قدرت نے اِنسان کو فطری طور پر ایسا تخلیق کیا ہوا ہے کہ ہر ایک کی اپنی سوچ، فکر، انداز، نظریہ اور پسند اور ناپسند ہوتی ہے۔ اِس لئے اِن میں تضاد کے اِمکانات بڑھ جاتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں افراد کے درمیان تضاد، اِختلاف اور لڑائی وغیرہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ قدرت نے اِنسان میں صبر اور برداشت کی صلاحیت بھی پیدا کی ہے۔ اِختلافی سوچ اور فکر کی آزادی ہر ایک کا حق ہے لیکن اِسے ٹکراؤ کی حد تک پہنچانا بُری بات ہے۔ افراد کے درمیان وسائل کی تقسیم، عزت وناموس، تفرقہ اور اِمتیازات کی وجہ سے تصادم پیدا ہونے کے واضح اِمکانات موجود ہوتے ہیں۔

۲۔ مقامی (Local)

جب کہیں اِنفرادی سوچوں، افکار اور نظریات وغیرہ میں اختلاف پیدا ہوتی ہے تو گروہی یا علاقائی شکل اِختیار کرتی ہے اور مسئلہ شدت اِختیار کرتا ہے۔ اِس طرح گروہی ٹکراؤ کے اِمکانات بڑھ جاتے ہیں۔ جب یہ گروہ غیر لچکدار طریقے اپناتے ہیں تو تشدد جنم لیتا ہے۔ ہم اپنے ماحول میں اِس قسم کے گروہ دیکھتے بھی ہیں اور کہیں کہیں ہم خود بھی کسی گروہ کا حصہ ہوتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں، فشاری گروہ، مفاداتی گروہ، مذہبی گروہ، لسانی گروہ، معاشی گروہ، معاشرتی گروہ اور نسلی گروہ وغیرہ زندہ مثالیں ہیں۔ علاقوں کے درمیان تصادم، قبائل کے درمیان تصادم اور نسلوں کے درمیان تضاد مقامی تصادم کی مثالیں ہیں۔

۳۔ قومی (National)

قومی سطح پر بھی تصادم دیکھنے میں آتے ہیں۔ اِن کے اہم اسباب میں نسلی، گروہی، فرقہ وارنہ، مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی طبقاتی نظام اہمیت کے حامل ہیں۔ رواداری کا فقدان، قومی سوچ کی کمی، علاقائیت کی ترقی، تعلیم کی کمی، ایک مضبوط دستور کا فقدان اور غربت وغیرہ اِن اسباب کو ہوا دیتے ہیں۔ خانہ جنگی، سیاسی افراتفری اور معاشی بدحالی ایسی اقوام کا مقدر ہوتی ہیں۔

NOT FOR SALE

۳۔ عالمی (International)

ہوتے ہیں۔ ریاستیں قومی سلامتی،
ریاستوں کے درمیان تصادم یا ٹکراؤ کے پیچھے اُن کے قومی مفادات
علاقائی سالمیت، دفاع، اِقتصادی ترقی، شہریوں کی بیرونِ ملک تحفظ، بین الاقوامی بالادستی اور سفارتی
رعایتوں وغیرہ کیلئے متصادم ہوتی ہیں۔ اگر عالمی جنگوں کی وجوہات کا تجزیہ کیا جائے تو یہی وجوہات سامنے
آتی ہیں۔ ریاستوں کے درمیان جنگیں انہی مفادات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

تضاد کا حل
(Conflict Resolution)

پُرامن طریقوں سے مسائل حل کر کے ٹکراؤ اور تصادم کی بیخ کنی کرنا تضادات کا حل کہلاتا ہے۔ تضاد یا اِختلاف کے حل کے مروجہ طریقے درج ذیل ہیں:

۱۔ گفت وشنید (Negotiations)

جب فریقین پُرامن انداز میں مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر بات چیت کے ذریعے مسئلے کے حل کی طرف پہنچیں تو یہ گفت وشنید ہے۔ اِس حالت میں کوئی تیسرا فریق گفت وشنید میں شامل نہیں ہوتا بلکہ دونوں فریقین خود مذاکرات کی میز پر بیٹھ جاتے ہیں اور مسائل کے حل کیلئے پرامن راستے تلاش کرتے ہیں۔ جیسا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ جاری ہے۔

۲۔ ثالثی (Mediation)

اِس میں اکثر کوئی تیسرا غیر جانبدار فریق دونوں فریقین کو بات چیت کیلئے تیار کرتا ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ یہ تیسرا فریق بات چیت میں حصہ لے یا نہ لے لیکن عموماً تیسرا غیر جانبدار فریق مذاکرات میں شامل ہوتا ہے اور فریقین کو کسی متفقہ لائحہ عمل پر مجبور کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاک بھارت، تاشقند، مذاکرات میں روس نے ثالثی کا کردار ادا کیا تھا۔

NOT FOR SALE

۳۔ راضی نامہ (Agreement)

اِس طریقہ میں مسئلہ فریقین کی رضامندی سے ایک غیر جانبدار کمیشن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور فریقین یہ فیصلہ قبول کرتے ہیں۔ کمیشن پر دونوں فریقین کا متفق ہونا لازمی ہوتا ہے اور کمیشن یا کمیٹی غیر جانبداری کے ساتھ حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرتا ہے۔

۴۔ تفتیش (Enquiry)

اِس میں غیر جانبدار تفتیش کے ذریعے مسئلے کی تہہ تک پہنچا جاتا ہے اور حقائق معلوم کئے جاتے ہیں۔ اِس طریقہ میں پُرامن گفت وشنید کیلئے راستہ ہموار کیا جاتا ہے۔

۵۔ نیم عدالتی طریقہ (Arbitration):

نیم عدالتی طریقہ میں ایک تیسرا فریق دونوں فریقین کی رضامندی سے قانونی انداز میں قانونی طریقہ سے مسائل کا حل تلاش کرتا ہے۔ اِس میں غیر جانبدار فریق ایوارڈ پیش کرتا ہے۔ فریقین اسے قبول کرنے یا نہ کرنے میں آزاد ہوتے ہیں۔

۶۔ عدالتی طریقہ (Judicial)

اِس طریقہ میں دونوں فریقین عدالت جا کر عدالتی فیصلہ کے ذریعہ مسائل کا حل ڈھونڈتے ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مسائل کی حل کیلئے عدالتیں موجود ہوتی ہیں۔

۷۔ اِتفاقِ رائے (Consensus)

مسائل وتصادم کی پُرامن حل کیلئے فریقین کا مخلص اور پرعزم ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ جب فریقین کو جنگ کی تباہ کاریوں کا اِحساس ہو تو اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ اِتفاقِ رائے اور پُرامن انداز سے مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔

۸۔ مل کر کام کرنا (Collaboration)

جب فریقین یہ اِرادہ کریں کہ ہر حالت میں مل کر کام کیا جائے گا اور مایوسی سے کام نہیں لیا جائے گا تو مسائل

NOT FOR SALE

کی تہہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ جنگ سے کبھی بھی مسائل حل نہیں ہوتے اور بالآخر مذاکرات اور مل کر کام کرنے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

۹۔ قانون سازی (Legislation)

مسائل اور ٹکراؤ کو روکنے کیلئے قانون سازی کی جاتی ہے۔ قانون دراصل اُن اسباب کا سدِ باب کرتا ہے جو اِختلاف کی وجہ بن سکتے ہیں۔ اِس لئے مسائل کے حل کیلئے سب سے اہم ہتھیار موثر قانون سازی ہے۔

10۔ ذرائع ابلاغ (Media)

ذرائع ابلاغ کے ذریعے افراد، گروہوں اور ریاستوں کے درمیان رواداری، برداشت اور قبولیت کو پھیلایا جاتا ہے اور لوگ پر امن راستے اِختیار کرتے ہیں۔

پاکستان میں قومی سطح پر اہم تضادات کی نشاندہی اور اُن کا حل
Identification of Important Conflict at National Level in Pakistan and its Solution

پاکستان کا قیام برصغیر کے مسلمانوں کی عظیم قربانی کا نتیجہ ہے پاکستان کے قیام کا مقصد ایک ایسی اسلامی ریاست کی تشکیل تھا جہاں لوگ باہمی اخوت، ہمدردی، تعاون اور محبت کے جذبوں سے سرشار ہوں جہاں اسلام کے عادلانہ نظام کا احیاء ہوگا۔ انصاف کا بول بالا ہوگا ہر قسم کے استحصال سے پاک معاشرہ قائم کیا جائے گا جہالت اور غربت و افلاس کا خاتمہ کیا جائے گا۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے ان اصولوں پر عمل پیرا ہوں جو اسلام نے قومی وحدت اور اتحاد کیلئے بنائے ہیں قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو" تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ایک اسلامی ریاست میں رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر کسی کو بھی کسی دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں قرآن پاک کا ارشاد ہے اللہ کے مقرب بندے وہ ہیں جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہوں خاندان اور قبیلے صرف شناخت کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔

تحریک آزادی کے وقت ہندوستان کے مسلمان باہمی ہم آہنگی، اتحاد، یگانگت اور تعاون و ہمدردی کے جذبے سے سرشار تھے لیکن ہم اِس عظیم جذبے کے تحفظ کرنے میں بُری طرح ناکام رہے قومی وحدت کے راستے میں کچھ تضادات اور روکاوٹیں موجود ہیں اِن میں سے چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

1۔ کثیر نسلی معاشرہ:۔ پاکستان ایک کثیر نسلی معاشرہ ہے اِس میں مختلف قومیتیں آباد ہیں قیام پاکستان سے لے کر اب تک ان قومیتوں کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ نوجوانوں کو یہ بات ذہن نشین کرانے کی ضرورت ہے کہ ہماری قومیت ایک ہے اور یہ کہ اِس کی بنیاد مذہب اسلام پر ہے۔

2۔ علاقائی ثقافتیں:۔ اِس وقت ملک میں علاقائیت کا رجحان پایا جاتا ہے بعض مفاد پرست عناصر علاقائی ثقافتوں اور علاقائی مفادات کے امین اور علمبردار بننے کے دعووں میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ ثقافت کی آڑ میں اسلامی قدروں کی تضحیک اور مذاق کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں اُن کے اِس طرز عمل سے قومی اور اسلامی تشخص کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

3۔ صوبائی تعصب:۔ بعض سیاستدان اپنی سیاست چمکانے کی خاطر ایک صوبے کے لوگوں کو دوسرے صوبے کے لوگوں کا حریف بنا کر پیش کر رہے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے حقوق دوسرے لوگوں نے غصب کیے ہیں ان کا یہ طرز عمل قومی سطح پر تضاد کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔

4۔ معاشی مسائل:۔ اِس وقت ملک میں غربت، مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے بے چینی اور تضاد کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں اِس امر کی ضرورت ہے کہ ایسا عادلانہ نظام قائم کیا جائے کہ ملک میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہو اس سے قومی سوچ اور قومی وحدت کے شعور کو جلا ملے گی۔

5۔ اخلاق قدروں کا فقدان:۔ مغرب کی ثقافتی یلغار نے نوجوان نسل پر بُرے اثرات ڈالے ہیں ملک میں فحاشی، عریانی اور بے راہ روی کا ایسا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا ہے کہ اخلاقی قدریں اس طوفان کے سامنے مفقود ہوتی نظر آتی ہیں۔

NOT FOR SALE

6۔ اسلام سے دوری اور مادہ پرستی:۔ اسلامی تعلیمات سے دوری اور سیکولر نظام نے اِس ملک میں جڑیں مضبوط کی ہیں سیکولر نظام مادہ پرستی کے زیادہ قریب ہے۔ اِس نے لوگوں میں مادہ پرستی کے رجحان کو تقویت دی ہے مادہ پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان قومی سطح پر تضاد پیدا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

7۔ سیاسی و جمہوری ثقافت کا فقدان:۔ پاکستان میں معیاری سیاسی اور جمہوری ثقافت کا فقدان ہے۔ جس سے سیاسی عمل میں تضاد پیدا ہوتا رہتا ہے ایک بہترین، پائیدار اور مستحکم سیاسی نظام اور وحدت کیلئے مثبت سیاسی اور جمہوری ثقافت کی ضرورت ہوتی ہے۔

8۔ بین الاقوامی وجوہات:۔ پاکستان میں تضاد اور تصادم کے اہم اسباب میں بین الاقوامی ہاتھ شامل ہے عالمی طاقتیں اپنے مفادات کیلئے مختلف عناصر کی پشت پناہی کرتی ہے جس سے تضاد کو ہوا ملتی ہے۔

9۔ غیر سنجیدہ رویے:۔ پاکستان میں تضاد اور تصادم کی صورت حال کو سنجیدگی سے نہیں دیکھا گیا ہر حکومت کی خواہش ہوتی ہے کہ اِس کا دورانیہ خیر سے گزر جائے کسی حکومت نے سنجیدگی سے ملک سے تضاد اور تصادم کی صورت حال کو ختم کرنے کیلئے ٹھوس اور مثبت اقدامات نہیں کیے۔

10۔ نامناسب دستوری نظام:۔ پاکستان جیسے کثیر الاقومی اور کثیر النسلی ریاست میں ایک معیاری اور مضبوط وفاق کی ضرورت ہوتی ہے پاکستان میں وفاقی نظام تو رائج رہا لیکن مرکز کو زیادہ اختیارات حاصل رہے اور صوبے کافی خود مختار نہیں ہیں۔ جس سے تضاد اور تصادم جنم لے رہی ہے حال ہی میں 18 ویں آئینی ترمیم کے ذریعے متصلہ امور کے اختیارات صوبوں کو منتقل ہوئے ہیں۔ جس سے صوبوں کی احساس محرومیت ختم ہو جائے گی اور وفاق مضبوط ہوگا۔

11۔ سیاسی جماعتوں کی مایوس کن کارکردگی:۔ جمہوری نظام میں سیاسی جماعتوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور بدقسمتی سے اکثر سیاسی جماعتیں قومی مفادات اور امن کو فروغ دینے کے بجائے ذاتی مفادات کے حصول کیلئے تضاد، ٹکراؤ اور باہمی اختلافات کا سبب بنیں جماعتوں کے درمیان اختلافات اور اقتدار کی رسہ کشی نے عوام کو دشمنانہ گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

NOT FOR SALE

12۔ میڈیا اور تعلیمی اداروں کے بے حسی:۔ ذراغ ابلاغ، تعلیمی ادارے اور مذہبی ادارے تضاد اور تصادم کے ختم کرنے یا کم کرنے میں فعال کردار ادا نہیں کر رہے ہیں بدقسمتی سے میڈیا کا کردار مثبت نہیں رہا میڈیا نے اپنے طرز عمل سے ملک کو مزید تضاد اور ٹکراؤ کا شکار بنایا تعلیمی اداروں کی ابتر صورت حال اور مغربی ثقافتی یلغار نے نئی نسل کو برباد کر دیا۔

تشدد کے ذریعے تضادات حل کرنے کے نتائج
(Results of Solving Conflicts Through Violence)

ا۔ وسائل کی بربادی اور انسانی ضیاع (Destruction of Resources)

تشدد اور جنگ سے اچھے نتائج کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ جنگ میں انسانی ضیاع کے ساتھ ساتھ وسائل اور املاک تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ ختم ہو جاتے ہیں، کئی بے گھر اور معذور ہو جاتے ہیں۔ بدامنی ہر حالت میں انسانی جان و مال کیلئے خطرناک ہے۔

۲۔ حکومت کی توجہ (Government's Attention)

جب تشدد کے ذریعے مسائل حل کرنے کی کوشش کی جائے تو حکومت کی توجہ امن کے قیام پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ اِس طرح ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ امن و امان کا قیام حکومت کی پہلی ترجیح بن جاتی ہے اور ترقیاتی عمل رُک جاتا ہے۔ سیاسی نظام بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔ حکومتی پارٹی کی سیاسی صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے اور اُنکا سیاسی مستقبل خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

۳۔ **معاشی و سیاسی عدم استحکام (Economic and Political Instabilities)**

جہاں کہیں بھی اِنسانی سماج میں ٹکراؤ اور تصادم موجود ہو تو اِس کا منطقی انجام خراب معاشی و سیاسی صورتِ حال ہوتی ہے۔ جب مسائل کو تشدد کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جائے تو بے یقینی کی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے اور ملک کو اِقتصادی اور سیاسی بدحالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۴۔ **عالمی سطح پر بدنامی (International Defamation)**

جب کسی ملک میں تضاد کے حل کے لیے پرتشدد راستہ اختیار کیا جاتا ہے تو حالات وقتی طور پر قابو میں لائے جاتے ہیں مگر ایسی صورت حال کو دنیا اچھی نظروں سے نہیں دیکھتی۔ یہ حالت عالمی سطح پر ملک کی بدنامی کا سبب بنتی ہے۔ ایسے ممالک کی عالمی برادری میں قدر نہیں کی جاتی اور ریاستیں ایسے ممالک سے تعلقات بھی قائم میں دلچسپی نہیں لیتیں۔ عالمی سطح پر ایسے ممالک کی آواز میں وزن نہیں رہتا۔

قومی سطح پر تضاد کے حل میں حکومتی اقدامات
(Steps of Government to Resolve Conflict at National Level)

دیگر کئی وجوہات کے علاوہ پاکستان میں عالمی سازشیوں نے تصادم، ٹکراؤ اور تضادات کو ہوا دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایسے سازشیوں نے اِس ملک میں بدامنی اور ٹکراؤ کو خوب ہوا دی۔ ایسے گروہوں کو سہارا دیا گیا جو اِس ملک کی وحدت کے خلاف مصروفِ عمل ہیں۔ ایسی سرگرمیاں ہو رہی ہیں جو ظاہراً تو اچھی ہیں لیکن دراصل وہ نامحسوس طریقہ سے ہماری جڑیں کھوکھلی کرنے کے درپے ہیں۔ پاکستان میں غربت، بے روزگاری، مہنگائی، فرقہ پرستی، روایت پسندی اور جاہلیت وغیرہ کو توجہ نہیں دی گئی۔ یہ چیزیں بھی کسی نہ کسی حوالے سے خطرے کا سبب بنتی ہیں۔

پاکستان میں مل کر کام کرنے اور سودا بازی کے ذریعے قومی تضادات حل کرنے کی سوچ پیدا ہو رہی ہے۔ شاید سیاسی قیادت کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ ایک پائیدار، خوشحال، مستحکم اور متحد پاکستان کیلئے اب مل کر کام کرنے

NOT FOR SALE

کی اشد ضرورت ہے۔ حکومت نے اِس مسئلے کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کیلئے کئی اِقدامات اُٹھائے جن میں اہم درجہ ذیل ہیں:

۱۔ وفاقی اِنتظامیہ میں ہر نسل اور علاقے کو نمائندگی دینے کی کوشش کی گئی جس سے چھوٹی قومیتوں کے اِحساسِ محرومیت میں نمایاں کمی ہوئی۔

۲۔ صوبوں کو خود مختاری دینے اور مرکز کے اِختیارات کم کرنے کیلئے دستور ۱۹۷۳ء میں مزید ترمیم کر کے صوبوں کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ متصلہ اُمور کی فہرست کو ختم کر دیا گیا اِس طرح صوبوں کی باقی ماندہ اِختیارات میں اضافہ ہوا۔ صوبوں کی مرکزی ملازمتوں میں حصہ اور کوٹہ پر نظرِ ثانی کی گئی۔ صوبائی اِسمبلیوں کے اِختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کا ہر مہینہ اِسلام آباد میں اِجلاس ہوتا ہے اور اِس کونسل کیلئے اِسلام آباد میں ایک دفتر قائم کیا گیا۔

۳۔ صوبوں اور مرکز اور صوبوں کے مابین تصادم اور تنازعات ختم کرنے کیلئے سینٹ کے اِختیارات میں اضافہ کیا گیا۔

۴۔ مسلمانوں اور اقلیتوں کو مساویانہ حیثیت دینے کیلئے سینٹ میں اقلیتوں کی نمائندگی کیلئے چار نشستوں کا اضافہ کیا گیا۔

۵۔ ساتویں مالیاتی ایوارڈ میں مرکز کا حصہ کم کر کے صوبوں کا حصہ بڑھایا گیا۔ چھوٹے صوبوں کے حصے میں کافی اضافہ کیا گیا۔ صدر پاکستان نے بذاتِ خود ماضی کی حکومتوں کی طرف سے بلوچستان کے ساتھ کی گئی زیادتیوں پر معافی مانگی۔

۶۔ بلوچستان میں اِحساسِ محرومیت کو ختم کرنے کیلئے حکومت کوشش کر رہی ہے۔ وہاں فوجی اثر رسوخ کم کرنے پر توجہ دی جا رہی ہے۔ بلوچ قیادت کے خلاف مقدمات واپس لینے کیلئے بھی کوششیں جاری ہیں۔ حال ہی میں بلوچستان کی محرومی کم کرنے کیلئے سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین کا عہدہ بلوچستان کو دیا گیا۔

NOT FOR SALE

۶۔ پاکستان میں شیعہ سنی اِختلافات، مذہبی اور لادینی نظریات کے درمیان توازن قائم کرنے اور دیگر مذہبی تصادم کوختم یا کم کرنے کیلئے حکومت میڈیا، مدرسہ اصلاحات اور نصاب وغیرہ کے ذریعے انتہا پسندانہ رجحانات کی حوصلہ شکنی کر رہی ہے۔حکومت کی کوشش ہے کہ سیاسی کلچر میں برداشت، قبولیت اور رواداری کو بھی فروغ دے۔

۷۔ پاکستان کی معیشت میں کراچی کا کلیدی کردار ہے۔یہاں پاکستان کے مختلف لسانی ونسلی گروہ آباد ہیں۔ بدقسمتی سے یہاں لسانی گروہوں کے درمیان تضادات پائے جاتے ہیں۔اِس سے کراچی کی امن تباہ ہوکر رہ جاتا ہے۔اِن تضادات کے خاتمہ کیلئے حکومت متعلقہ فریقین کی مشاورت سے کاروائی کرتی رہی ہے۔ کراچی میں نمائندگی رکھنے والی سیاسی جماعتوں کی خواہش ہے کہ کراچی میں قیامِ امن اور تضادات کے خاتمہ کیلئے بلاتفریق فوجی آپریشن کیا جائے۔

۸۔ پاکستان میں مردوخواتین کے درمیان فرق بھی ایک اہم تنازعہ رہا ہے۔اِس جنسی تضاد کو کم کرنے کیلئے پاکستان کی قومی اسمبلی میں خواتین کو ساٹھ (60) خصوصی نشستیں دی گئی ہیں۔علاوہ ازیں حقوق نسواں کو یقینی بنانے کیلئے قانون سازی بھی ہوتی رہی ہے۔

۹۔ پاکستان کی چھوٹی قومیتوں کی احساسِ محرومیت کم کرنے کیلئے ملک میں دیگر صوبوں کے قیام کے بارے میں سوچا جارہا ہے۔

NOT FOR SALE

مل کر کام کرنے، تصفیہ اور اتفاقِ رائے سے پاکستان میں قومی تضادات کے حل کیلئے حکمتِ عملی

(Strategies to Resolve Conflicts at National Level in Pakistan Using the Processes of Colaboration, Compromise and Consensus)

اِس سے پہلے کہ حکمت عملی پر بات کی جائے یہ ضروری ہے کہ مل کر کام کرنے، تصفیہ اور اِتفاقِ رائے کو سمجھا جاسکے۔

۱۔ مل کر کام کرنا (Colaboration)

اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مقصد کے حصول کے لئے مل کر کام کیا جائے۔یہ ایک ایسے عمل کا نام ہے جس میں مشترکہ مقاصد حاصل کرنے کیلئے دو یا دو سے زیادہ افراد یا اِدارے مشترکہ طور پر کام کریں۔ یہ ایک اِجتماعی عزم ہے کہ ایک مشترکہ مقصد تک پہنچا جائے۔ اِس عمل میں عام طور پر علم اور سمجھ کو شریک کرکے اتفاق رائے تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔مل کر کام کرنے کو اِس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ کسی مشترکہ منصوبہ پر مشترکہ کام کرنے کا عمل ہے۔

۲۔ تصفیہ کرنا (Compromise)

تصفیہ کا مطلب یہ ہے کہ متصادم فریقین اپنے اختلافات ختم کرنے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ رعایت کرتے ہیں۔کچھ لو اور کچھ دو کی حکمت عملی اپنائی جاتی ہے۔اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ عمل یا کام یا فیصلہ جو دو مخالف چیزوں کے درمیان ہو۔

NOT FOR SALE

۳۔ اِتفاقِ رائے (Consensus)

وہ رائے یا حالت جو تمام گروہ یا متصادم گروہوں کے مابین پیدا ہو جائے اِسے اِتفاقِ رائے کہا جاتا ہے۔ یہ عمومی اور وسیع معاہدہ ہوتا ہے۔ یہ لفظ دراصل لاطینی زبان کا ''(Consensus)'' لفظ ہے، جس کے معنی ہے ''مل کر محسوس کرنا'' یا ''سب کا متفق ہونا''۔ اِتفاقِ رائے کو اِجتماعی رائے بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کسی گروہ یا گروہوں کا ایسا فیصلہ ہوتا ہے، جس میں کسی ایک کی رائے بھی مختلف نہ ہو۔

پاکستان میں قومی سطح پر تضادات کے پائیدار حل کیلئے مل کر کام کرنے، سودا بازی اور اِتفاقِ رائے کے اُصولوں کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر کراچی میں بدامنی اور لسانی تضادات کو ختم کرنے کیلئے وہاں کے متحارب فریقین کو مل کر کام کرنے پر مائل کرنا پڑے گا۔ اِس طرح اُن کے باہمی مفادات میں لچک کا مظاہرہ کرکے اپنے اپنے موقف سے پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ اگر حکومت اِس معاملے کو مستقل بنیادوں پر حل کرنا چاہے تو تمام متعلقہ گروہوں اور فریقین کے درمیان اِتفاقِ رائے پیدا کرنا پڑے گا۔ طاقت کے اِستعمال سے اِس تضاد کو وقتی یا ظاہری طور پر دبایا تو جاسکتا ہے لیکن پائیدار بنیادوں پر حل نہیں کیا جاسکتا۔ مشہور سیاسی مفکر جے جے روسو کا کہنا ہے کہ .Will...not force is the basis of state یعنی عوامی رضا۔۔۔ نہ کہ طاقت ریاست کی بنیاد ہوتی ہے۔

اِس طرح بلوچستان اور وفاقی حکومت کے درمیان تصادم کو مستقل اور پائیدار بنیادوں پر حل کرنے کیلئے مذکورہ اُصولوں کو سوچنا ہوگا۔ جب فریقین مسلے کی حل کیلئے مل کر کام نہیں کریں گے تو تضاد کیسے حل ہوگا۔ کچھ سودا بازی کا اُصول بھی کام میں لانا ہوگا۔ فریقین کو اپنے موقف میں لچک دکھانا ہوگی۔ تمام متعلقہ فریقین کو اتفاق رائے پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی تب کہیں جاکر مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان میں صوبوں اور مرکز کے درمیان بسا اوقات انتظامی اُمور اور مالیاتی اُمور وغیرہ پر تضاد کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دستور

NOT FOR SALE

۱۹۷۳ء میں اِس تضاد کو ختم کرنے کیلئے مل کر کام کرنے، سودا بازی اور اِتفاقِ رائے کے اُصولوں کو بنیاد بنا کر آئینی اِداروں (قومی مالیاتی کمیشن، مشترکہ مفادات کی کونسل اور قومی اقتصادی کونسل وغیرہ) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ اِختلافی سوچ اور فکر کی۔۔۔۔۔۔ ہر ایک کا حق ہے۔

۲۔ اِس وقت ملک میں علاقائیت کا۔۔۔۔۔۔ پایا جاتا ہے۔

۳۔ سیاسی جماعتیں قومی یکجہتی اور۔۔۔۔۔۔ کو فروغ دیتی ہے۔

۴۔ دستور 1973ء میں۔۔۔۔۔۔ اُمور کی فہرست کو ختم کیا گیا ہے۔

۵۔ پاکستان کی قومی اِسمبلی میں خواتین کو۔۔۔۔۔ خصوصی نشستیں دی گئی ہیں۔

2۔ درجہ ذیل سوالات کا موزوں جواب یعنی ا، ب، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ عالمی تاریخ میں جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں ان میں جنگ کا ایک اہم سبب۔۔۔۔۔۔ بھی تھا۔ [ ]

(ا) تفریق (ب) طاقت (ج) عوام (د) حکومت

NOT FOR SALE

۲۔ حکومت میڈیا، مدرسہ اصلاحات اور نصاب وغیرہ کے ذریعے-------رجحانات کی حوصلہ شکنی کر رہی ہے۔

ا۔ جمہوری ب۔ انتہا پسندانہ ج۔ مثبت د۔ پائیدار

۳۔ اِس وقت بھی پاکستان میں نسلی ٹکراؤ اور-----خطرناک حد تک موجود ہے۔

(ا) یکسانیت (ب) تضاد (ج) بغاوت (د) دولت

۴۔ پاکستان میں ایک معیاری سیاسی-------کا فقدان ہے۔

(ا) ثقافت (ب) عدلیہ (ج) تعلیم (د) سکول

۵۔ افغانستان کے حالات نے پاکستان کا------چھین لیا ہے۔

(ا) زمین (ب) امن و سکون (ج) فوج (د) طاقت

کالم۔الف	کالم۔ب
مفاداتی	النسلی
کثیر	رویے
تہذیب و	گروہ
طبقاتی	فسادات
نسلی	ثقافت
اِمتیازی	جنگ

NOT FOR SALE

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

۱۔ تضاداوت تصادم تمام مسائل کا حل ہے۔ صحیح۔غلط

۲۔ ثقافتوں کے درمیان تصادم ہوتے رہتے ہیں۔ صحیح۔غلط

۳۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان مسائل گفت و شنید سے حل نہیں ہو سکتے۔ صحیح۔غلط

۴۔ جنگوں سے مسائل کبھی بھی حل نہیں ہوتے۔ صحیح۔غلط

۵۔ پاکستان میں عورت کا اعلیٰ سماجی مقام ہے۔ صحیح۔غلط

۶۔ پاکستان میں ایک معیاری سیاسی ثقافت کا فقدان ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کا ہر دو سال بعد اسلام آباد میں اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں۔ صحیح۔غلط

۸۔ مشترکہ منصوبہ پر مل کر کام کرنا مشترکہ کام کرنے کا عمل ہے۔ صحیح۔غلط

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

۱۔ پاکستان کس طرح کثیر القومی ملک ہے؟

۲۔ کن لوگوں کے ساتھ نامناسب رویے روا رکھے جاتے ہیں؟

۳۔ معاشی طبقاتی ٹکراؤ کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

۴۔ پاکستان میں تشدد کے عالمی وجوہات کیا ہیں؟

۵۔ سودابازی کی تعریف کریں۔

NOT FOR SALE

6۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مفصل جوابات دیں۔

۱۔ تضاد یا تصادم کیا ہے اور اِسکی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟

۲۔ تضادات کا حل کن طریقوں سے ممکن ہے؟

۳۔ پاکستان میں تصادم یا تضادات کی نشاندہی کریں اور وجوہات بیان کریں۔

۴۔ تضاد، تصادم، جنگ یا ٹکراؤ کے ذریعے مسائل حل کرنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں؟

۵۔ پاکستان میں قومی سطح پر تضادات کو کیسے دیکھا گیا ہے تفصیلی جواب دیں۔

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر۱۔ کلاس میں نقلی تضاد پیدا کر کے گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کی مشق کریں۔

سرگرمی نمبر۲۔ تضاد کے وجوہات پر مضمون نویسی کا مقابلہ منعقد کریں۔

سرگرمی نمبر۳۔ کلاس میں اپنے علاقے کی ایسی شخصیت کو دعوت دیں جو جرگوں کے ذریعے مقامی تضادات و مسائل حل کرنے کی مہارت رکھتے ہوں اور وہ اپنے تجربات و مشاہدات پر لیکچر دیں۔

NOT FOR SALE

باب ۶

علمی مہارتیں
(Intellectual Skills)

NOT FOR SALE

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ لفظ تفتیش کی تعریف کرسکیں۔

۲۔ تفتیشی عمل کے مراحل کی شناخت کرسکیں۔

۳۔ مقامی یا ملکی کمیونٹی میں اہم مسائل اور واقعات کی نشاندہی کے قابل بن جائیں۔

۴۔ مقامی یا ملکی کمیونٹی میں اہم مسائل یا واقعات پر طلبہ اپنی مرضی کے ساتھ تفتیش کرسکیں۔

۵۔ تعصب اور پروپیگنڈہ کی تعریف کرسکیں۔

۶۔ اُن آلات و وسائل (دیکھنے، پڑھنے اور سننے والے) کی شناخت کرسکیں جو تعصب پیدا کرتے ہیں۔

۷۔ پروپیگنڈہ کے مختلف طریقوں کی نشاندہی کرسکیں۔

۸۔ مختلف اخبارات اور میگزین کی مختلف رپورٹوں میں یکسانیت اور اِختلاف کا موازنہ کرسکیں۔

۹۔ دی گئی معلومات سے منطقی نتائج اخذ کرسکیں۔

۱۰۔ مختلف مسائل یا واقعات کے بارے میں دستیاب ذرائع کے ذریعے معلومات جمع کرسکیں۔

۱۱۔ مقامی یا صوبائی پالیسی تبدیل کرنے کیلئے تجاویز دے سکیں تاکہ مسئلہ یا واقعہ صحیح انداز میں حل ہو۔

۱۲۔ زبانی انداز یا پاور پوائنٹ کے ذریعے پیشکش کیلئے معیار کی شناخت کرسکیں۔

۱۳۔ تفتیش سے حاصل کردہ معلومات کو زبانی انداز یا پاور پوائنٹ پیشکش کے ذریعے دوسروں کے ساتھ شریک کرسکیں۔

علمی مہارتیں۔تعریف

علمی مہارت سے مراد وہ مخصوص رویئے ہیں جو کسی کام کرنے پر کامیابی سے عبور رکھے۔ یہ رویوں کی صلاحیت ہے۔ علمی مہارتوں کو عام طور پر نصاب سازی اور نفسیاتی خدمات وغیرہ میں بروئے کار لایا جاتا ہے۔ علمی مہارت کسی فرد کی علمیت کی علامت ہوتی ہے یعنی ایسی علمی صلاحیت جس کی بناء پر ایک فرد کسی چیز پر سوچ سکتا ہو، استعمال میں لاسکتا ہو، قبول کرسکتا ہو یا پھر تنقید کا نشانہ بنا سکتا ہو۔

علمی مہارت کا مطلب کسی فرد کا فطری طور پر حاصل کردہ اندازِ ذہن ہوتا ہے۔ علمی مہارتوں میں عمومی طور پر تنقیدی سوچ، تفتیش، تجزیہ، ترکیب اور مسائل حل کرنے کی مہارت وغیرہ شامل ہیں۔ وہ لوگ جو علمی مہارت رکھتے ہیں وہ اعلیٰ ذہنی سرگرمیوں کا تجربہ یا مظاہرہ کرتے ہیں اور اُن کا علم و ادب کا ذوق بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔

تفتیش (Inquiry)

تفتیش ایک ایسے علمی عمل کا نام ہے جس کے ذریعے کوئی تحقیق کرکے حقیقت تک پہنچا جا سکتا ہے اور صحیح معلومات حاصل کرکے مسائل حل کیے جاتے ہیں مثلاً ایک علاقے میں منشیات کا کاروبار چل رہا ہے اور علاقہ بے راہ روی کا شکار ہوتا جا رہا ہے تو یہ حقیقت معلوم کرنا کہ اصل وجہ کیا ہے کہ یہ لوگ اس کاروبار میں ملوث ہو گئے۔ حقیقت کو

معلوم کرکے مسئلہ کی تہہ تک پہنچا جاسکتا ہے اس سارے عمل کو تفتیش کہتے ہیں۔

تفتیش کے لیے ایک ایسا تفتیش کار ہونا چاہیے جو مسئلے کی نوعیت کو سمجھتا ہو اور اسی عمل میں ماہر ہو۔ مسئلے کا تجزیہ کرسکتا ہو، تجربہ کار اور غیر جانبدار ہو تاکہ غیر متعصبانہ تفتیش کرے۔ تفتیش کے ضروری مواد اور دستاویزات کا ہونا لازمی ہے اور اسے علاقے کے لوگوں کا تعاون بھی حاصل ہونا چاہیے کہ کوئی چیز خفیہ نہ رہے اور حقیقت سامنے آجائے۔ منشیات کے گندے کاروبار کی حقیقت معلوم کرکے لوگوں کو جائز روزگار دینے کے لیے اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

تفتیش یا انکوائری کے مراحل
(Steps of Enquiry)

۱۔ سب سے پہلے مسئلہ کی نوعیت معلوم کرنا۔

۲۔ ابتدائی طور پر ان لوگوں سے تحقیق کی جاتی ہے جو اس عمل سے متاثر ہوئے ہوں۔

۳۔ حقیقت پر مبنی ایک سوالنامہ تیار کیا جاتا ہے۔

۴۔ موقع یا جگہ کا مشاہدہ کرنا۔

۵۔ شواہد اکٹھے کرنا۔

۶۔ دستاویزات کی جانچ پڑتال کرنا۔

۷۔ ایک مفروضہ قائم کرنا۔

۸۔ حقیقت کو جاننے کے بعد تفتیش کار اپنی ایک رائے قائم کرتا ہے جس میں مسئلے کی وجوہات اور حل بتاتا ہے اور اقدامات تجویز کرتا ہے جن پر عمل کرکے منشیات کا گندہ کاروبار ختم کیا جاسکے اور لوگوں کو متبادل روزگار فراہم کیا جاسکے۔

NOT FOR SALE

مقامی یا ملکی کمیونٹی میں اہم مسائل کی نشاندہی
(Identification of Important Problems in Local or National Community)

مسائل کے پائیدار حل کیلئے لازمی ہے کہ پہلے اہم مسائل کی نشاندہی کی جائے اور یہ حقائق تک پہنچنے کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے۔ مسائل ذاتی، خاندانی، علاقائی، ملکی اور عالمی نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ مسائل ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن مسائل کی بروقت نشاندہی اور اِسکے پائیدار حل کیلئے کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسائل کی نشاندہی کیلئے کئی اہم باتوں کا خیال کرنا بہت ضروری ہے:

۱۔ مسائل کے شعبہ کا تعین کرنا کہ ہم نے کس میدان میں مسائل کی نشاندہی کرنی ہے۔ یعنی سیاسی، اِقتصادی، مذہبی، سماجی، ثقافتی یا کوئی اور میدان۔

۲۔ عمومی قسم کے مسائل معلوم کرنے کیلئے ہمارے ملک کا ماحول ایک نمونہ ہوتا ہے۔ اِس ماحول سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

۳۔ معلومات جمع کرنے کیلئے رسمی طریقوں یعنی مشاہدہ، سوالنامہ اور اِنٹرویو وغیرہ کا سہارا لینا ہوتا ہے۔

۴۔ مسائل کی ترجیحات مقرر کرنے کیلئے جمہوری یعنی کثرتِ رائے کا اُصول اِستعمال میں لانا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک گاؤں میں مختلف لوگوں کو جمع کرکے اُن کے گاؤں کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر معلوم کیا جانا مقصود ہے۔ لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ اپنے گاؤں کے اہم مسائل لکھیں۔ آپ اِن لکھے ہوئے مسائل میں دیکھیں کہ لوگوں کی اکثریت نے سب سے زیادہ کونسا مسئلہ لکھا ہے، اِسکے بعد دوسرا سب سے زیادہ، تیسرا سب سے زیادہ اور اِس طرح ترجیحات معلوم کی جاتی ہیں۔

NOT FOR SALE

ملکی سطح پر معلومات حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کو اِستعمال کیا جاسکتا ہے۔ میڈیا میں جن مسائل کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے اُسے بھی اِستعمال کیا جاسکتا ہے۔ سروے کے ذریعے بھی مفید اور معیاری معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اِن تمام طریقوں اور اُصولوں کی روشنی میں آپ معلوم کرسکتے ہیں کہ پاکستان کے اہم مسائل ترجیحی بنیادوں پر کچھ یوں ہیں:

۱۔ دہشت گردی کا مسئلہ۔

۲۔ توانائی کا بحران۔

۳۔ ملک کی یکجہتی کا مسئلہ۔

۴۔ مہنگائی۔

۵۔ بے روزگاری۔

۶۔ غربت۔

۷۔ بین الاقوامی قرضے۔

۸۔ روایت پسندی اور اِنتہا پسندی۔

۹۔ بچوں سے جبری مشقت۔

۱۰۔ حقوق کی خلاف ورزی۔

۱۱۔ بدعنوانی اور اقرباء پروری وغیرہ۔

اِن مسائل کے حل کیلئے تجاویز دی جاتی ہیں اور پھر مقتدر اِداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اِن مسائل کی روک تھام کیلئے مناسب قانونی اِقدامات کریں۔

NOT FOR SALE

تنقیدی سوچ
(Critical thinking)

تعصب (Bias)

کسی دوسرے کے بارے میں ایک خاص انداز میں سوچنا یا ردِّ عمل کا اِظہار کرنا تعصب کہلاتا ہے۔ اِس سے مراد کسی عقیدے یا نظریے کی طرف رُجحان یا ترغیب بھی ہے۔ تعصب کسی دوسرے فرد، گروہ، نظریے یا عقیدے کے حق میں یا اُس کے خلاف پہلے سے سوچے ہوئے، خام یا غیر ثابت رائے یا فیصلے کو کہا جاتا ہے۔ جدید دور میں اِس سے مراد دوسروں کے ساتھ مخالفانہ اور دشمنانہ رویّے کا نام ہے۔ تعصب سے مراد کسی فرد، اِدارے یا گروہ کو اُس کے نظریہ، سوچ، گروہ بندی، نسلی و لسانی، مسلک، مذہب یا سماجی و معاشی حیثیت وغیرہ کی وجہ سے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنا ہے اور اپنی سوچ، انداز، گروہ، نسل و زبان، یا کوئی اور حیثیت کو دوسروں پر ممتاز مقام دینا ہوتا ہے۔

تعصب کی وجوہات:

۱۔ تاریخی طور پر جب ہم دیکھتے ہیں تو بعض معاشروں میں غالب گروہ کمزور قومیت، نسل یا گروہ کے ساتھ تعصب رکھتا ہے اور اُس کے ساتھ اِمتیازی سلوک کرتا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت میں شودروں کے ساتھ برہمنوں کا رویّہ۔ اِس صورتِ حال میں ایک نسلی گروہ کے ارکان کو بعض مقامات، سہولیات یا عہدوں تک رسائی سے روکا جاتا ہے۔

۲۔ مذہب، جنس، عمر اور جسمانی کمزوری کی بنیاد پر بھی تعصب کیا جاتا ہے۔

۳۔ جب کسی فرد کو خصوصی اہمیت دی جائے اور اُنہیں سہولیات مہیا کی جائیں اور دوسروں کو اِن سہولیات اور

NOT FOR SALE

اہمیت دینے سے اِنکار کیا جائے۔

۴۔ کسی غیر اہل فرد کو غیر منصفانہ ترجیح دینا اور اہل فرد کو نہ دینا۔

۵۔ تعصب اندازِ فکر اور نکتۂ نظر میں اِختلاف کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک روایتی معاشرہ میں جب ہم دیکھتے ہیں تو مختلف سیاسی جماعتوں کے ارکان ایک دوسرے سے بہت تعصب کرتے ہیں۔

۶۔ اِعتدال کا فقدان بھی تعصب کا سبب بنتا ہے۔

۷۔ غیر جانبداری اور اِنصاف کا فقدان بھی تعصب پیدا کر سکتا ہے۔

۸۔ عدم رواداری، عدم برداشت، عدم مساوات، عدم اِنسانیت اور عدم قبولیت تعصب کی بنیادی وجوہات ہیں۔

۹۔ دولت اور وسائل کی غیر منصفانہ اور غیر مساویانہ تقسیم دو طبقات پیدا کرتی ہیں یعنی امیر اور غریب طبقے۔ یہ طبقات ہمیشہ ایک دوسرے کیلئے پُر تعصب ہوتے ہیں۔

۱۰۔ کم علمی، غربت، جہالت اور روایت پسندی بھی باعثِ تعصب ہوتی ہیں۔

۱۱۔ مختلف ثقافتوں کے لوگ بھی متعصّبانہ رویّوں کے مالک ہوتے ہیں۔

پروپیگنڈہ (Propaganda)

پروپیگنڈہ سے مراد ایسی معلومات، اِطلاعات اور خیالات کا پھیلانا ہوتا ہے جسکا مقصد مخصوص رویّوں کو پیش کرنا ہوتا ہے۔ پروپیگنڈہ بعض اوقات حقائق کو بگاڑتا ہے اور جذبات کو ابھارتا ہے۔ آج کل پروپیگنڈہ کرنے والے شعوری طور پر حقائق کو مسخ کر کے یا بگاڑ کے پیش کرتے ہیں تاکہ اُن کا مقصد حاصل ہو جبکہ بعض لوگ اور گروہ اِسے صحیح اور سچے حقائق کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ تاہم پروپیگنڈہ کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ لوگ اُس کے خیالات، سوچ، نکتۂ نظر اور پروگرام سے متفق ہوں۔

پروپیگنڈہ افراد کی ذات سے لیکر بین الاقوامی سطح تک اِستعمال میں لایا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE

پروپیگنڈہ کے مختلف طریقے
(Different Methods of Propaganda)

۱۔ **بار بار دہرانے کا طریقہ (Repetition)**

کسی بات، پیغام، معلومات یا اِطلاع کو ذہن نشین کرنے کیلئے بار بار دہرایا جاتا ہے۔اِس طرح وہ پیغام لوگوں کے دماغ میں جگہ بنالیتا ہے۔میڈیا کے اِشتہارات اور سیاسی جماعتوں کے نعرے اِس قسم کے پروپیگنڈے کا حصہ ہیں۔مثال کے طور پر ہم میڈیا پر بار بار سُنتے اور دیکھتے ہیں کہ "سگریٹ نوشی صحت کیلئے مضر ہے۔"

۲۔ **مجاز اداروں کو راغب کرنا (To attract the Competent Bodies)**

اعلیٰ حکام، افسر شاہی اور حکومتی کارندوں کو اس طرف راغب کیا جاتا ہے کہ ایک خاص موقف، خیال، نظریہ یا دلیل کو سہارا دیا جائے۔مثال کے طور پر "حکمرانو! لوڈشیڈنگ نے عوام کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ **خوف وہراس اور دہشت (Fear and Terror)**

اِس طریقہ میں مخصوص علاقہ یا آبادی میں ایک خاص قسم کے خیالات، نظریہ، سوچ، نکتہِ نظر یا عمل کو سہارا دینے یا اِس سے دور رہنے پر خوف وہراس پھیلا کر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ **بالآخر فتح کی اپیل (Appeal of Ultimate Success)**

کسی کو یہ باور کرانا کہ بالآخر فتح ہماری ہے اور آئیں وہی کریں جو سب کرتے ہیں۔فتح کا مضبوط پروپیگنڈہ معتدل اور مخالف قوتوں کو وہی کرنے پر مجبور کرتا ہے جو پروپیگنڈہ کرنے والا چاہتا ہے۔

۵۔ **اجتماع واکثریت کا ساتھ دینا (To support Majority and Collective Will)**

اِنسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ جیتنے والے کا ساتھ دے۔اِس پروپیگنڈہ میں لوگوں کو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام عوامی طاقت اور ناقابلِ مزاحمت و ناقابلِ شکست عوامی تحریک کا اِظہار ہے۔عوامی سیلاب کو

NOT FOR SALE

روکا نہیں جاسکتا۔معتدل اور مخالف قوتوں کی خیر وفلاح اِسی میں ہے کہ اکثریتی اِجتماع کا ساتھ دیں۔

۶۔ **کامیاب لوگ (Successful People)**

اِس طریقہ میں مشہور لوگ دلکشی کا سبب بنتے ہیں۔اِس بات کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں شخصیت اِسی وجہ سے مشہور اور کامیاب ہے کہ اُس نے یہ نظریہ، طریقہ، گروہ، سوچ اور عمل اِختیار کیا تھا اور وہ کامیاب ہوگیا۔اِس طرح لوگوں کو وہی راستہ اِختیار کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

۷۔ **کسی واقعے کا بار بار بیان (Repetition of an Event)**

جب کسی ظلم، غیر منصفانہ رویے، زیادتی، جبر اور ستم پر مبنی واقعے کو مظلوم کے سامنے بار بار بیان کیا جاتا ہے تو اُسکے جذبات کو مقابلہ کیلئے تیار کیا جاتا ہے۔ایسے واقعات میں سچائی بھی ہوتی ہے اِسلئے اِسے بیان کرنے میں حقیقت کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ایسی دہرائی جذبات پر جلد اور موثر اثر کرتی ہے۔پہلی جنگِ عظیم کے بعد جرمنی کے ساتھ ظلم کیا گیا اور جرمن قیادت نے اُسے بار بار بیان کرکے جرمنوں کو مخالفین کے خلاف خوب تیار کیا۔

۸۔ **قائل کرنے کا طریقہ (Convincing Method)**

اِس طریقہ میں پروپیگنڈہ کرنے والا حاضرین کی نفسیات سمجھ کر یعنی اُن کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اُن کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔اِس طریقہ کے مطابق عام انداز میں بات کرکے حاضرین کی توجہ اور اِعتماد حاصل کیا جاتا ہے۔یہ طریقہ اُس وقت کامیاب ہوتا ہے جب آمنے سامنے بات ہو۔

۹۔ **مشہور شخصیات کا سہارا (Support of Prominent Personalities)**

پروپیگنڈہ کرنے والا مشہور و معروف شخصیات کی خدمات حاصل کرکے اپنی بات آگے بڑھاتا ہے۔مثال کے طور پر پاکستان میں اداکار، کھلاڑی اور سماجی شخصیات ٹی وی اِشتہارات میں اِستعمال کئے جاتے ہیں۔مذہبی شخصیات اور قیادت کو اِس طریقہ میں بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

۱۰۔ کردارکشی (Character Assassination)

پروپیگنڈہ کے اِس انداز میں مخالف گروہ کے افراد کی کردارکشی کی جاتی ہے۔اِس میں اکثر غلط اِلزامات لگا کر مخالفین کوایک برائی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ غلط معلومات (Wrong Information)

سرکاری ریکارڈ سے معلومات حذف کرنا یا اِس میں شامل کرنا تا کہ ایک واقعے یا عمل کا غلط ریکارڈ بنایا جائے۔یہ تبدیلی تصاویر، ویڈیو، نشریات، بصری ریکارڈ یا تحریری ریکارڈ میں کیا جاتا ہے۔یہ پروپیگنڈہ کا ایک اہم طریقہ ہے جو پروپیگنڈہ کرنے والا ذاتی یا گروہی مفادات کے حصول کیلئے کرتا ہے۔

۱۲۔ اصل سے بڑھا چڑھا کر بیان کرنا (Exaggeration)

اِس طریقہ میں کسی شے، فرد یا نظریے وغیرہ کواُس کی اصلی حیثیت، قیمت یا مقام وغیرہ سے بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔

اِس طرح دوسرے کوایک خاص مقام پر جا کر بات تسلیم کرنی پڑتی ہے، مثال کے طور پر ایک سیلز مین ایک چیز کو دوسو روپے میں فروخت کرنا چاہتا ہے لیکن لوگ اِسے سو روپے میں خریدنا چاہتے ہیں۔لہٰذا سیلز مین اُسکی قیمت تین سو روپے بتاتا ہے۔آخرکار لوگ اُسے دوسو میں خریدنے پر تیار ہوجاتے ہیں۔

۱۳۔ باعث مسرت سرگرمیاں (Pleasurable Activities)

ایک ایسا واقعہ یا سرگرمی کرنا جس سے لوگ خوشی اور مسرت محسوس کریں اور اُن کے دل میں پروپیگنڈہ کرنے والے کیلئے جگہ یا نرمی پیدا ہو۔مثال کے طور پر مفت نمائش، مفت میڈیکل کیمپ، مفت فلاحی سرگرمی، مفت ثقافتی شو، مفت کھیل تماشہ یا ایک ایسی فوجی پریڈ جس کے ساتھ ڈھول بھی ہو اور حب الوطنی کے نعرے بھی۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

۱۴۔ خوف، غیریقینی صورتِ حال اور شک

لوگوں کا اُن کے عقائد اور سوچ وغیرہ پر شک، خوف اور بے یقینی پیدا کرنا بھی پروپیگنڈے کا ایک اہم طریقہ ہے۔ایسی افواہیں پھیلانا، سرگرمیاں کرنا، غلط معلومات پھیلانا کہ لوگوں کو اُن کی سوچ، سرگرمیوں، گروہوں اور نظریہ وغیرہ پر شک پیدا ہو اور اُن کو بھیانک نتائج نظر آئیں۔اِس سے پروپیگندہ کرنے والا اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

۱۵۔ تحائف (Gifts)

یہ بھی پروپیگنڈے کا ایک بارآور طریقہ ہے۔ایک شخص دوسرے کوایک چھوٹا سا تحفہ دیتا ہے۔اِس سے دونوں کے درمیان ایک جذباتی تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔جواب میں تحفہ لینے والا تحفہ دینے والے کیلئے بڑا کام کردیتا ہے۔مثال کے طور ایک سیلز مین ایک دُکاندار کوایک چھوٹا تحفہ دیتا ہے تو اِس کے بدلے دُکاندار سیلز مین سے بڑی خریداری کرتا ہے۔

۱۶۔ نعرے (Slogans)

نعرے پروپیگنڈہ کا ایک اہم اور مسلمہ طریقہ ہیں۔اِس میں چند منتخب الفاظ کے جملے بنائے جاتے ہیں جس کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔اِن کی بار بار تکرار کی جاتی ہے اور اِس سے رائے عامہ کی تشکیل ہوتی ہے۔مثال کے طور پر پہلی جنگ عظیم کے بعد جرمنوں کا یہ نعرہ تھا کہ ''مادرِ وطن کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔'' برازیل کے لوگوں کا نعرہ کہ ''یہاں رہو یا چھوڑو۔'' عراق میں امریکی سرگرمیوں کے خلاف امریکہ میں یہ نعرہ کہ ''تیل کیلئے خون۔'' روس میں لینن کا یہ نعرہ کہ ''دُنیا بھر کے مزدورو متحد ہوجاؤ۔'' وغیرہ وغیرہ۔

۱۷۔ عمدہ اور نادر الفاظ (Selecetd Words)

مخاطب لوگوں کے اقدار میں سے عمدہ الفاظ تلاش کرکے کسی فرد، نظریئے، عمل یا سرگرمی وغیرہ کے حق میں اِستعمال کرنا۔اِس کے مخاطب لوگوں پر مثبت اثر پڑتا ہے۔مثال کے طور پر امن، خوشحالی، تحفظ، ہوشیار

قیادت، آزادی، سچائی اور ناموسِ وطن وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو پروپیگنڈہ کرنے والا اِستعمال کرتا ہے۔

معلومات جمع کرنے کے طریقے
(Methods of Data Collection)

تفتیش یا تحقیق وغیرہ کیلئے معلومات جمع کرنے کے رائج الوقت اہم ترین طریقے درجہ ذیل ہیں:

ا۔ مشاہدہ (Observation)

کسی واقعے یا سرگرمی وغیرہ کو دیکھ کر اُس سے نتائج یا معلومات اخذ کرنا مشاہدہ کہلاتا ہے۔ اِس طریقہ سے ہم اِنسانی رویّوں کا مشاہدہ کرسکتے ہیں؛ اِس طریقے سے جمع شدہ مواد قابلِ اِعتماد ہوتا ہے اور اِسکے ذریعے اِنسانی نفسیات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ مشاہدہ کے خامیوں میں اہم باتیں یہ ہیں کہ جس واقعہ کا مشاہدہ کیا جارہا ہے ہوسکتا ہے وہ واقعہ مصنوعی ہو؛ مشاہدہ کرنے والا غلط فہمی کا شکار ہوسکتا ہے؛ واقعہ جذباتی ہوسکتا ہے؛ بعض چیزوں کا مشاہدہ مشکل ہوتا ہے؛ یہ محنت طلب اور سرمایہ طلب طریقہ ہے اور یہ کہ اِنسانی رویّہ تغیر پذیر ہوتا ہے۔

مشاہدہ کیلئے کئی اہم باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے:

ا۔ مشاہدہ کرنے والا تجربہ کار ہو اور اُسے موضوع کے بارے میں علم حاصل ہو۔

ب۔ وہ غیر جانبدار ہو اور اُس میں تحقیق کا جذبہ ہو۔

ج۔ وہ جذبات سے مرغوب ہونے والا نہ ہو اور اُس میں پیشہ ورانہ دیانت ہو۔

د۔ اُس کے پاس وسائل ہوں۔

ذ۔ اُس میں مشکلات سے مقابلہ کا حوصلہ موجود ہو۔

ذ۔ مشاہدہ کرنے والے کو الیکٹرانی آلات مثلاً کیمرہ، ٹیپ ریکارڈر، موبائل وغیرہ کے اِستعمال کے بارے میں علم حاصل ہوتا کہ مشاہدہ کے دوران اِن چیزوں کا اِستعمال کیا جائے۔

NOT FOR SALE

ر۔ اُس کے پاس وقت ہو۔

ز۔ وہ مشاہدہ کے دوران ذاتی پسند اور ناپسند سے مبرا ہو۔

س۔ مشاہدہ کنندہ کو خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ اُسے دور اندیش اور بیدار ہونا چاہیئے۔

۲۔ سوالنامہ (Questionnaire)

معلومات جمع کرنے کا ایک اور اہم طریقہ سوالنامہ ہے۔ اِن میں پہلے سے تیار شدہ سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ اِس کی اقسام میں سادہ براہ راست سوالات، دیئے گئے جوابات میں صحیح کا اِنتخاب یا پھر 'ہاں یا نہیں' میں جواب دینا شامل ہیں۔ اِس طریقہ میں سب سے پہلے سوالات تیار کرنے ہوتے ہیں۔ اچھے سوالات کی خصوصیات یہ ہوتی ہیں:

ا۔ سوالات سادہ اور موضوع کے مطابق ہوں۔

ب۔ سوالات کے الفاظ اور زبان آسان اور قابل سمجھ ہو۔

ج۔ اِن سے جواب دہندہ کی شخصیت پر منفی اثر نہ ہو۔

د۔ سوالات تعصّب سے پاک ہوں۔

ر۔ سوالات اِس قسم کے ہوں کہ جواب دہندہ کو جواب دینے کیلئے خوب موقع ملے۔

ز۔ سوالنامہ دلچسپ اور معلوماتی ہو۔

س۔ اِس کے اندر تضاد نہ ہو۔

ش۔ یہ مقامی زبانوں میں ہو اور اِس میں جذبات کا عمل دخل نہ ہو۔

ط۔ سوالات اِس طرح ہوں کہ موضوع کے ہر پہلو کو واضح کرسکے۔

۳۔ اِنٹرویو (Interview)

اِنٹرویو سوال کنندہ اور جواب دہندہ کے درمیان براہِ راست عمل کا نام ہے۔ اِس میں سوال پوچھنے والا اور جواب دینے والا آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ اِنٹرویو لینے کیلئے ایک شیڈول ہوتا ہے۔ اِس میں درج ذیل چیزیں شامل ہوتی ہیں:

ا۔ اُس اِدارے کا تعارف کرنا جو اِنٹرویو لیتا ہے۔

ب۔ اِنٹرویو لینے والے کیلئے ہدایات۔

ج۔ سوالات۔ (جیسا کہ سوالات کی خصوصیات میں دیا گیا ہے)۔

د۔ وقت کا خیال۔

انٹرویو کا طریقہ

ا۔ اِنٹرویو دینے والے کو دوستانہ الفاظ کے ساتھ مخاطب کیا جائے۔

ب۔ ریکارڈ کرنے والے آلے کو چیک کیا جائے۔

ج۔ اِنٹرویو دینے والے کے جذبات کو نہ چھیڑا جائے۔

د۔ اچھے الفاظ کے ذریعے جواب دہندہ کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے۔

ر۔ جواب دہندہ کو ہراساں نہ کیا جائے۔

ز۔ سوالات کے درمیان وقفہ ہونا چاہیئے۔

س۔ سوالات میں تسلسل کا ہونا ضروری ہے۔

ش۔ حقائق پرمبنی سوالات پوچھنا ضروری ہے۔

ط۔ سوالات آسان، قابلِ سمجھ اور معقول ہوں۔

ظ۔ جواب دہندہ کیلئے مزید معلومات فراہم کرنے کا موقع ہو۔

ک۔ خاص قسم کے مشاہدے کو نوٹ کرنا چاہیئے۔

اِنٹرویو کی خوبیوں میں اِسکی لچک، وسیع معلومات، ماحول پر گرفت، منظم اور مرتب طریقہ اور مکمل معلومات کا حصول شامل ہے۔ اِس کی خامیوں میں اِنٹرویو کنندہ اور دہندہ کے رویے، زیادہ خرچ اور اِنٹرویو کے ماحول کا اثر شامل ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ دستاویزات و کاغذات کی چھان بین (Scrutiny of Documents)

یہ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم طریقہ ہے۔ تحقیق کنندہ سرکاری کاغذات اور ریکارڈ کی چھان بین کرکے معلومات اخذ کرتا ہے۔ اِس کیلئے حکومت کا ریکارڈ اور کاغذات کا ریکارڈ روم تک رسائی کی اِجازت حاصل کی جاتی ہے۔

۵۔ متفرقہ (Miscellaneous)

معلومات حاصل کرنے کے اہم طریقوں میں ریڈیو، ٹی وی پروگرامز، لائبریری، اخبارات، میگزین، ذاتی ڈائریاں، کتب، مخصوص لیٹریچر اور اِنٹرنٹ شامل ہیں۔

مقامی یا صوبائی پالیسی تبدیل کرنے کیلئے تجاویز
تاکہ مسئلہ یا واقعہ صحیح انداز میں حل ہو۔

(Proposals to Change a Local or Provincial Policy To Solve a Problem or Event Correctly)

کسی بھی مسئلے کی نشاندہی اور اہمیت جاننے کے بعد اُس مسئلے کے حل کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عوامی مسائل معلوم کرے اور پھر اُنہیں حل کرنے کی کوشش کرے۔ عوام کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کی مدد کرتے ہوئے اہم اِجتماعی نوعیت کے مسائل کی نشاندہی کریں اور ساتھ ساتھ اُن مسائل کے حل کیلئے مثبت، کارآمد اور ٹھوس تجاویز بھی دیں۔ مسائل کے حل کیلئے تجاویز مجاز حکام کو خط لکھ کر، اخباری کالم یا مضمون، مجازِ حکام خصوصاً مقننہ کے ارکان سے ملاقات اور میڈیا وغیرہ کے ذریعے دینا چاہیئے۔

مثال کے طور پر صوبائی سطح پر منشیات فروشی کا مسئلہ درپیش ہے تو اِس مسئلے کے حل کیلئے درج ذیل قسم کی تجاویز دی جاسکتی ہیں:

NOT FOR SALE

۱۔ منشیات فروشوں کی نشاندہی کیلئے ایک خصوصی ہفتہ منایا جائے۔
۲۔ منشیات فروشوں سے سماجی بائیکاٹ کیلئے عوام کو کال دی جائے۔
۳۔ عوامی تنظیموں اور جرگوں کو فعال، محفوظ اور سرگرم کیا جائے۔
۴۔ نشاندہی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کیلئے ترغیبات کا اِعلان کیا جائے۔
۵۔ اِس گندے کاروبار میں ملوث افراد کو مثالی سزائیں دینے کیلئے قانون سازی کی جائے۔
۶۔ رضا کارانہ طور پر منشیات فروشوں کا اپنے آپ کو پیش کرنے کی حوصلہ آفزائی ہونی چاہیئے اور انہیں متبادل کاروبار دینے کا اِہتمام کیا جائے۔
۷۔ ایسے افراد تک رسائی کیلئے پولیس کو خصوصی اِختیارات دیئے جائیں۔
۸۔ اِس گندے کاروبار سے منع کرنے کیلئے خصوصی مہم چلائی جائے۔
۹۔ منشیات کے اِستعمال کے نقصانات واضح کرنے کیلئے ذرائع ابلاغ، درسی کتب اور دیگر ذرائع کا بھرپور اِستعمال کیا جانا چاہیئے۔
۱۰۔ شعور اُجاگر کرنے کیلئے اور منشیات کے نقصانات اُجاگر کرنے کیلئے تعلیمی اِداروں میں خصوصی پروگرامز منعقد کیے جائیں۔

اِس طرح ایک باشعور، بیدار اور متحرک شہری کا فرض ہے کہ وہ اہم اِجتماعی مسائل کی نشاندہی کرے اور ان مسائل کے حل کیلئے سوچنے اور تحقیق کے بعد تجاویز بھی پیش کریں۔ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ اِن تجاویز کو اہمیت دے اور عوام سے مل کر قومی مسائل کے سدِ باب کیلئے کوششیں کی جائیں۔

تفتیش سے حاصل کردہ معلومات کی زبانی یا پاور پوائنٹ کے ذریعے پیشکش

(Oral or Power Point Presentation of the Inquiry Findings)

تفتیش کار جب تفتیش کے تفصیلی عمل کے بعد معلومات اخذ کرتا ہے تو اِن میں سے عوامی قسم کے معلومات کو

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

پیش کرنا پڑتا ہے۔ اِنہیں دوسروں کے ساتھ شریک کرنا ہوتا ہے۔ اِس کو پیش کرنے اور دوسروں کے ساتھ شریک کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ عام روایتی طریقہ ہے یعنی معلومات کو زبانی طور پر پیش کرنا اور دوسرا کمپیوٹر کے ایک سافٹ ویئر پروگرام (پاور پوائنٹ) کے ذریعے پیش کرنا۔ کبھی کبھی دونوں طریقے بیک وقت بھی اِستعمال کرنے پڑتے ہیں۔ طریقہ کوئی بھی اِستعمال کرنا ہو لیکن پہلے پیشکش کا ایک معیار یا انداز متعین کرنا پڑتا ہے جس میں اِن باتوں کا خیال رکھا ضروری ہوتا ہے:

۱۔ معلومات کس قسم کے لوگوں کو پیش کی جارہی ہے یعنی اُن کی تعلیمی قابلیت، سماجی رُتبہ، پیشہ، تجربہ اور سمجھنے کی صلاحیتوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ یعنی معلومات کو سرکاری افسران، طلبہ، خواتین، بچوں یا عام افراد وغیرہ کو پیش کرنا ہے۔
۲۔ معلومات کی نوعیت کو دیکھ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ پیشکش کا طریقہ کونسا اچھا رہے گا۔ زبانی یا پاور پوائنٹ؟
۳۔ جو بھی طریقہ اختیار کیا جانا مقصود ہو تو اُس کیلئے ضروریات ولوازمات کی تکمیل۔
۴۔ معلومات پیش کرنے کی ایک منطقی ترتیب ہونا چاہیئے۔ اِس میں تسلسل اور روانی ہو۔
۵۔ زبان عام فہم ہو اور الفاظ و ڈیزائن دلکش ہوں۔
۶۔ کمپیوٹر پاور پوائنٹ کے اِستعمال کا علم ہونا چاہیئے۔
۷۔ یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ معلومات کے کن پہلوؤں کو زیادہ اُجاگر کرنا ہے اور کن کو ضمنی حیثیت دینا ہے۔
۸۔ جائزہ لینے کی گنجائش بھی ہونی چاہیئے۔

جب معیار وضع کیا جائے تو پھر معلومات کو پیش کرنے کا اِہتمام ہو۔ اگر زبانی طور پر پیش کرنا ہے تو پہلے معلومات کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے پیشکش کا خاص طریقہ اِختیار کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر اگر ''دو افراد کی لڑائی'' موضوع ہے تو پھر لیکچر طریقہ اور مظاہراتی طریقہ اِختیار کرنا ہوگا۔ یعنی آپ معلومات کو لیکچر اور عملی مظاہرہ کی شکل میں پیش کرینگے۔ اگر معلومات اعداد و شمار پر مشتمل ہوں تو لیکچر میں کارڈ، بورڈز اور چارٹ وغیرہ یا پھر پاور پوائنٹ میں ٹیبل کا اِستعمال کرنا ہوگا۔ پیشکش سے پہلے معلومات کو مختلف قسم کے چارٹ اور کارڈز پر ڈیزائن کیا جائے اور انہیں ترتیب

سے پیش کیا جائے۔ اگر پاور پوائنٹ استعمال کرنا ہے تو معلومات کو سلائیڈوں پر منتقل کریں۔ سلائیڈوں کے ڈیزائن اور رنگوں وغیرہ کا اِنتخاب بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ سلائیڈوں میں تسلسل اور روانی ہو۔ اِسے ترتیب کے ساتھ پیش کیا جائے اور ہر سلائیڈ پر زبانی لیکچر دیا جائے۔ پاور پوائنٹ میں معلومات تصاویر اور کارٹون وغیرہ کے ذریعے بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔ آج کل کے جدید دور میں معلومات کی پیشکش اور دوسروں کے ساتھ اِسے شریک کرنے کیلئے پاور پوائنٹ کا اِستعمال بہت عام اور مفید ہے اور یہ سافٹ ویئر اسی مقصد کیلئے بنایا گیا ہے۔ ذیل میں دیئے گئے مشق کی سرگرمیوں میں مذکورہ ہدایات کو مدِنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱۔ مسائل کو پائیدار بنیادوں پر حل کرنے کیلئے پہلے مسائل کی ------ کی جائے۔

۲۔ مذہب، جنس، عمر اور ------ کمزوری کی بنیاد پر بھی تعصب کیا جاتا ہے۔

۳۔ عوامی ------ کو روکا نہیں جاسکتا۔

۴۔ جس واقعہ کا ------ کیا جا رہا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ مصنوعی ہو۔

۵۔ عوام کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کی مدد کرتے ہوئے اہم اجتماعی نوعیت کے ------ کی نشاندہی کرے۔

2۔ درج ذیل سوالات کا موزوں جواب یعنی ا، ب، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

۱۔ مسئلہ کی بنیاد پر ------ کی جاتی ہے۔ ☐

(ا) دوستی (ب) تفتیش (ج) انصاف (د) دولت

NOT FOR SALE

۲۔ مسائل کے بروقت ------ اور اسکے پائیدار حل کیلئے کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ☐

(ا) اختتام (ب) جنگ (ج) بدانتظامی (د) نشاندہی

۳۔ مذہب، جنس، عمر اور جسمانی کمزوری کی بنیاد پر بھی ------ کیا جاتا ہے۔ ☐

(ا) دوستی (ب) احسان (ج) تعصب (د) انتظام

۴۔ جے جے روسو کے مطابق "مرضی نہ کہ ------ ریاست کی بنیاد ہوتی ہے۔" ☐

(ا) طاقت (ب) سیاحت (ج) بلاغت (د) فوج

۵۔ ------ اِس طرح ہوں کہ موضوع کے ہر پہلو کو واضح کرسکے۔ ☐

(ا) دفعات (ب) حالات (ج) واقعات (د) سوالات

3۔ کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
تفتیش	مہارت
علمی	قبولیت
عوامی	پڑتال
عدم	پروری
جانچ	مشقت
اقرباء	کار
جبری	تحریک

NOT FOR SALE

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ علمی مہارت رکھنے والوں کے علم و ادب کا ذوق کمزور ہوتا ہے۔	صحیح۔غلط
۲۔ تفتیش کے دوران تفتیش کار کا رویہ جارحانہ ہونا ضروری ہے۔	صحیح۔غلط
۳۔ سروے بھی معلومات جمع کرنے کا مفید اور معیاری ذریعہ ہے۔	صحیح۔غلط
۴۔ تعصب اندازِ فکر میں یکسانیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔	صحیح۔غلط
۵۔ پروپیگنڈہ کے ذریعہ افراد کی کردار کشی بھی کی جاسکتی ہے۔	صحیح۔غلط
۶۔ ہم اِنسانی رویّوں کا مشاہدہ نہیں کرسکتے۔	صحیح۔غلط
۷۔ سرکاری کاغذات اور ریکارڈ کی چھان بین سے معلومات اخذ کی جاسکتی ہیں۔	صحیح۔غلط
۸۔ مسائل کے حل کیلئے مجاز حکام کو خط کے ذریعے تجاویز دی جاسکتی ہیں۔	صحیح۔غلط

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجئے:

ا۔ تفتیش کیلئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے؟

۲۔ پاکستان کے اہم اور ترجیحی مسائل کون کونسے ہیں؟

۳۔ سوالنامے کی چند خوبیاں یا خامیاں لکھیں۔

۴۔ حکومت کو تجاویز دینے کے طریقے کون کونسے ہیں؟

۵۔ عوام کو مسائل کی نشاندہی کیوں کرنی چاہیئے؟

6۔ درج ذیل سوالات کا تفصیلی جواب دیں:

ا۔ تفتیش کیا ہے نیز اسکے کے مراحل بیان کریں؟

۲۔ تعصب کی تعریف کریں اور اسکی وجوہات قلم بند کریں؟

۳۔ پروپیگنڈہ کی تعریف کریں اور اسکے طریقے بیان کریں؟

۴۔ معلومات جمع کرنے کے مختلف طریقے تفصیل سے بیان کریں؟

NOT FOR SALE

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر۱: طلباء کسی مقامی یا قومی مسئلے یا واقعے پر تفتیش کریں؟

سرگرمی نمبر۲: ایک ہی مسئلے یا واقعے پر مختلف اخبارات اور میگزینوں کی رپورٹوں کا موازنہ کیا جائے تاکہ اُن میں یکسانیت اور فرق واضح ہو۔

سرگرمی۳: ایک ہی مسئلے یا واقعے پر دو اخباری رپورٹوں کا موازنہ کیا جائے اور نتائج اخذ کیے جائیں۔

سرگرمی نمبر۴: کسی مسئلہ کے بارے میں مختلف طریقوں سے معلومات جمع کریں۔

سرگرمی نمبر۵: تفتیش میں جمع شدہ معلومات کو پاور پوائنٹ کے انداز میں پیش کریں؟

NOT FOR SALE

باب ۷

ذرائع ابلاغ اور سول سوسائٹی
(Media and Civil Society)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ ذرائع ابلاغ کی تعریف کر سکیں۔
۲۔ آزاد اور غیر جانبدار میڈیا کی ضرورت اور اہمیت کی تشریح کر سکیں۔
۳۔ پاکستان میں جمہوریت کی ترقی اور مضبوطی میں میڈیا کا کردار بیان کر سکیں۔
۴۔ میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے حکومتی قوانین کی نشاندہی کر سکیں۔
۵۔ سول سوسائٹی، مفاداتی گروہ اور غیر سرکاری تنظیموں کی تعریف کر سکیں۔
۶۔ جمہوری معاشرہ میں سول سوسائٹی کی ذمہ داریوں کی پہچان کر سکیں۔
۷۔ پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں اور سماجی شعبہ کی مشکلات بیان کر سکیں۔
۸۔ پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کا معاشرتی اور اِقتصادی ترقی میں کردار کا تعین کر سکیں۔
۹۔ شہریوں کی فلاح اور جمہوریت کیلئے سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کردار بیان کر سکیں۔

NOT FOR SALE

۱۰۔ غیر سرکاری تنظیم اور مفاداتی گروہ میں فرق سمجھ سکیں۔
۱۱۔ رضا کار کی تعریف کر سکیں۔
۱۲۔ پاکستانی معاشرہ میں رضا کار کی اہمیت کی وضاحت کے قابل بن جائیں۔

ذرائع ابلاغ (Media)

ذرائع ابلاغ وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعہ عوام اور حکومت کے درمیان رابطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اِس کے ذریعے عوام کو معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات وغیرہ کا اِجتماعی نام ذرائع ابلاغ ہے۔ ہر وہ چیز جو معلومات کے تبادلے کیلئے اِستعمال میں لائی جائے ذرائع ابلاغ کے زمرے میں آتی ہے۔

آزاد میڈیا کی ضرورت اور اہمیت

میڈیا کی آزادی ایک اہم مسئلہ ہے۔ اِعتماد سے نہیں کہا جا سکتا کہ پاکستان میں میڈیا مکمل طور پر آزاد ہے۔ میڈیا کی آزادی کی ضرورت اور اہمیت درج ذیل نکات سے واضح کی جا سکتی ہے۔

۱۔ عوامی شعور کا ذریعہ (Source of Consciousness)

میڈیا عوام کے سیاسی و سماجی شعور کو اُجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر ذرائع ابلاغ پر پابندی ہو تو پھر صحیح طریقے سے شعور کی بیداری کا کام نہیں کیا جا سکتا۔ اِس کے لئے سچائی، عزم، آزادی اور ذمہ داری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب میڈیا کو پابند بنایا جائے تو پھر حقیقی تربیت ممکن نہیں ہوتی۔

۲۔ جمہوریت کی بنیاد (Base of Democracy)

بہترین، پائیدار، مفید اور مستحکم جمہوریت کیلئے میڈیا کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ یہ شہریوں کی سیاسی تربیت کرتا ہے، انہیں جمہوری نظام کی کامیابی کیلئے فعال بناتا ہے، جمہوریت میں عوامی شرکت کو یقینی بنایا جاتا ہے، ووٹ کی اہمیت کا اِحساس دلایا جاتا ہے، سیاسی جماعتوں اور قائدین کو اپنا موقف پیش کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں، مثبت تنقید کی جاتی ہے۔ یہ عوام اور حکومت کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

۳۔ حکومت کی نگرانی (Check on Government)

ذرائع ابلاغ حکومت اور عوام کے درمیان رابطہ پیدا کرتے ہیں۔ایک طرف یہ حکومت کے پروگرام اور کامیابیوں سے عوام کو باخبر رکھتے ہیں جبکہ دوسری طرف میڈیا حکومت کی منفی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے۔یہ عوام کو مواقع فراہم کرتا ہے کہ حکومت پر مثبت تنقید کرے اور اچھی سرگرمیوں پر داد دے۔آج کل تو میڈیا کو حکومت کا چوتھا جز کہا جاتا ہے۔یعنی یہ حکومت کی عمارت کا چوتھا ستون ہے۔

۴۔ عوامی مسائل تک رسائی (Access to People's Problems)

میڈیا دوطرفہ کردار ادا کرتا ہے۔ایک طرف حکومت کے پروگرام اور ترجیحات عوام تک پہنچائے جاتے ہیں جبکہ دوسری طرف عوام کی رائے، آواز اور تنقید حکومت تک پہنچائی جاتی ہے۔عوامی مسائل کو حکومت تک پہنچانے کیلئے میڈیا سب سے موثر ذریعہ ہے۔اس کے ذریعہ عوام اپنی تجاویز، مطالبات، مسائل، ضروریات اور رُجحانات وغیرہ حکومت تک پہنچاتے ہیں۔

۵۔ صحیح معلومات و اطلاعات کی فراہمی کا ذریعہ

(Source of Providing Correct Information)

ذرائع ابلاغ عوام تک صحیح معلومات اور اِطلاعات فراہم کرنے کا تیز ترین ذریعہ ہیں۔معلومات کی حصول کیلئے عوام میڈیا پر اِنحصار کرتے ہیں۔یہ تب ممکن ہے جب میڈیا کو آزادی حاصل ہو۔پابند میڈیا کبھی بھی صحیح معلومات فراہم نہیں کرسکتا۔اگر میڈیا پر پابندیاں ہوں تو پھر عوام میں مایوسی پھیلتی ہے۔

پاکستان میں جمہوریت کی ترقی اور مضبوطی میں میڈیا کا کردار

(Role of Media in Development and Strenthening Democracy in Pakistan)

جمہوری نظام وہ طرزِ حکومت ہے جس میں کسی ریاست کے شہری بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر حکمرانی میں

NOT FOR SALE

شریک ہوتے ہیں۔اِس نظام میں نمائندوں اور عوام کے درمیان مسلسل اور مستقل رابطہ لازمی ہوتا ہے۔جمہوریت ایک نازک اور حساس سیاسی نظام ہے اور اِس نظام کی کامیابی کیلئے چند لوازمات ہیں جن میں سب سے اہم ایک آزاد اور بااِختیار میڈیا ہے۔اگر آزاد اور بااِختیار میڈیا نہ ہو تو جمہوریت کی کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جمہوریت کا اِنحصار میڈیا کے مثبت اور تخلیقی کردار پر ہوتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

۱۔ بیداری پیدا کرنا (Awareness)

میڈیا عوام میں سیاسی شعور اور جمہوری سوچ پیدا کرتا ہے۔خبروں، مذاکروں، ڈراموں، تقریروں، انٹرویو اور بیانات وغیرہ کے ذریعے عوام سیاسی بیداری حاصل کرتے ہیں۔پاکستان میں سرکاری میڈیا ہمیشہ پابندی کا شکار رہا ہے۔میڈیا ہمیشہ حکمرانوں کے تابع رہا ہے۔اگر ایک دن کے ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میڈیا مکمل آزاد نہیں۔عوام اِس قابل نہیں ہوتے کہ وہ کسی حکومت کی کارکردگی کا تنقیدی جائزہ لے سکیں جب تک اُن کو غیر جانبدار اور آزاد معلومات میسر نہ ہوں۔یہی وجہ ہے کہ ہم پاکستان میں معیاری جمہوریت قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔جہاں تک اخبارات کا تعلق ہے تو وہ الیکٹرانک میڈیا کی نسبت قدرے آزاد ہیں۔ہم اخبارات میں حکومت مخالف کالم، بیانات اور اِداریے پڑھ سکتے ہیں لیکن پھر بھی حکومت کا پلڑا بھاری رہتا ہے۔پریس سیاسی شعور اُجاگر کرنے میں نسبتاً زیادہ کردار ادا کر رہا ہے۔

جہاں تک غیر سرکاری میڈیا کا تعلق ہے تو اُن کا کردار بڑی حد تک حوصلہ افزاء ہے۔وہاں دیکھنے کو بہت کچھ اور معیاری انداز میں ملتا ہے۔اِسلئے عوام کا رُجحان یا تو بین الاقوامی میڈیا کی طرف ہے یا پھر غیر سرکاری میڈیا کی طرف۔

۲۔ سیاسی نظام میں کردار (Role in Political System)

سیاسی نظام میں میڈیا ایک اہم پُرزے کی مانند ہے۔یہ ایک بہترین سیاسی ثقافت کو جنم دیتا ہے۔اِس طرح سماجی و سیاسی شعور کو یقینی بنایا جاتا ہے۔یہ مفادات سازی میں حصہ لیتا ہے۔یہ سیاسی روابط اور سیاست میں

NOT FOR SALE

شمولیت میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ یہ عوامی مطالبات کو مقننہ اور عاملہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

۳۔ اِقتصادی ترقی میں کردار (Role in Economic Development)

میڈیا امن و امان کے قیام میں مددگار ہوتا ہے؛ یہ رواداری اور برداشت کو فروغ دیتا ہے؛ یہ لوگوں میں شعور اجا[illegible] تعلیم میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے؛ یہ ٹیکس کلچر کو فروغ دیتا ہے اور اِحساسِ مدنیت بھی [illegible] نتیجے میں سیاسی ترقی ہوتی ہے۔ جب سیاسی ترقی ہو رہی ہو تو ساتھ ساتھ اقتصادی ترقی بھی ہوتی ہے۔ دونوں کا ایک دوسرے پر انحصار ہے۔ ہم سیاسی طور پر ترقی پذیر ہیں اِسلئے ہم اِقتصادی طور پر بھی ترقی پذیر ہیں۔

تنقیدی جائزے کے باوجود پاکستان میں میڈیا دیگر ترقی پذیر ممالک کی نسبت جمہوریت کی کامیابی، اِستحکام اور پائیداری میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ میڈیا اپنے کئی پروگراموں کے ذریعے عوام میں احساس ذمہ داری پیدا کر رہا ہے اور اُن کے کئی اِجتماعی مسائل کی نشاندہی کر رہا ہے۔ میڈیا عوام کو مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کی سرگرمیوں سے باخبر رکھتا ہے۔ اِس طرح لوگ اِس قابل بھی بنتے ہیں کہ جائزہ، موازنہ اور تجزیہ کے ذریعے اپنا ایک نکتۂ نظر ترتیب دے سکیں۔

۴۔ بیرونی دُنیا کے اثرات (Effects of the External World)

بدقسمتی سے میڈیا پر بیرونی دُنیا کے اثرات زیادہ ہیں۔ اِس طرح ہم ایک ثقافتی یلغار کی زد میں ہیں۔ میڈیا کا ان موضوعات کی طرف جھکنے کا نتیجہ یہ ہے کہ میڈیا کی توجہ جمہوری اقدار کی مضبوطی سے ہٹ گئی ہے۔ اِس طرح جمہوری اِدارے مستحکم نہیں ہو رہے ہے۔

۵۔ عدمِ وفاقیت (Lack of Federalism)

پاکستان ایک وفاقی جمہوری ملک ہے۔ میڈیا کا کام وفاقیت کو سہارا دینا اور اِسے مضبوط کرنا ہوتا ہے۔ میڈیا کے غیر متوازن کردار کی وجہ سے صوبوں کے درمیان تضادات کو فروغ ملتا ہے۔ ایسے حالات میں

NOT FOR SALE

جمہوریت کی کامیابی کے اِمکانات کم ہوتے ہیں۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں میڈیا کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ میڈیا ہی کے منفی کردار کی وجہ سے مشرقی پاکستانیوں کی محرومیت میں مزید اضافہ ہوا۔ جب یکجہتی داؤ پر لگے تو جمہوریت کہاں سے کامیاب ہوگی۔

۶۔ موجودہ کردار (Present Role)

پاکستان میں ججوں کی بحالی کی تحریک اور نجی چینلوں کے قیام کی وجہ سے میڈیا کو آزادی نصیب ہوئی ہے۔ کئی اخبارات کام کر رہے ہیں۔ اِس کی وجہ سے اب میڈیا بے باکی سے غیر قانونی سرگرمیوں، سماجی، ثقافتی، مذہبی بُرائیوں اور معاشی ناانصافیوں سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ لوگ دلچسپی کے ساتھ مختلف چینلز دیکھتے ہیں اور اُن کی سیاسی تربیت ہوتی ہے۔ عوام کو اپنے حقوق اور فرائض کا احساس ہو رہا ہے۔ وہ سیاسی جماعتوں کے کردار کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کی ترقی نے دُنیا بھر کے ریڈیو اور ٹی وی چینلز کو ہماری دہلیز تک پہنچا دیا ہے۔ اِس طرح میڈیا کے مثبت کردار سے جمہوری نظام کیلئے میدان ہموار ہو رہا ہے۔

میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے حکومتی قوانین
(Laws of Government to Control Media)

پاکستان میں میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے کئی قوانین رائج ہیں۔ اِس قسم کے اہم قوانین کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ پریس کونسل پاکستان حکم نامہ۔۲۰۰۲ء (Press Council of Pakistan Ordinance-2002)

یہ قانون میڈیا کیلئے ایک ضابطۂ اخلاق پر مبنی ہے جس سے صحت مند اور ذمہ دار صحافت کے رُجحانات کو فروغ حاصل ہوگا۔ اِس سے میڈیا کی آزادی کو یقینی بنایا جائے گا۔ ایک اِنکوائری کمیشن مقرر کیا جائے گا جو ایسے صحافیوں اور اخبارات کے خلاف شکایات پر کارروائی کرے گا جو اِس اخلاقی ضابطے کی خلاف ورزی کریں

NOT FOR SALE

گے۔ پریس کونسل میں سترہ اراکین ہونگے جن میں سے کونسل کے صدر کی نامزدگی صدرِ پاکستان کریگا۔صدر یا تو ہائی کورٹ کا ریٹائر جج ہوگا یا سپریم کورٹ کے جج بننے کے اہلیت رکھتا ہوگا۔کونسل میں اخبارات کی نمائندہ تنظیموں سے چار ارکان لئے جائیں گے۔دوصحافی نمائندے ہونگے۔قومی اِسمبلی میں قائدِ ایوان اور قائدِ حزب اِختلاف ایک رُکن کو نامزد کریں گے۔ایک ایک رکن کی نامزدگی خواتین کی حیثیت کی قومی کمیشن، پاکستان بار کونسل، پاکستان صنعت وتجارت کی چیمبر اور کم ازکم معروف دس سال پرانے اِنسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے کیا جائے گا۔ کونسل کی ذمہ داری ہوگی کہ:

ا۔ کونسل ضابطہِ اخلاق کے نفاذ کی نگرانی کرے گی۔

ب۔ شکایت ملنے پر کونسل ایک کمیشن مقرر کرے گا تا کہ حقائق معلوم کئے جاسکیں۔

ج۔ یہ دیکھنا کہ کوئی سیاسی جماعت، تنظیم،فرد یا حکومت پریس کی آزادی پر اثر انداز تو نہیں ہو رہی بھی کونسل کے دائرہ اختیار میں شامل ہے۔

۲۔ پریس،اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں کی رجسٹریشن کا قانون۔2002ء:

(Press, Newspapers and News Agencies Registration Law-2002)

اِس قانون کا مقصد پریس کی آزادی کو یقینی بنانا ہے۔یہ اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں کیلئے پیشہ ورانہ معیار مقرر کرتا ہے اور اِسے عوامی اِحساسات، خوف اور مسائل کے سامنے جواب دہ بناتا ہے۔یہ قانون اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں کو اپنی آزادی یقینی بنانے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔یہ قانون کسی نئے شائع ہونے والے مواد کی اِجازت کے طریقہ کار کو نرم کر رہا ہے۔بہت آسانی سے خبر رساں ایجنسیاں قائم کی جاسکتی ہیں۔ میڈیا پر نظر رکھنے والے اِداروں اور حکام کے اِختیارات میں کمی کی جارہی ہے۔اب ذرائع ابلاغ خود توازن اور پڑتال کے نظام کے ذریعے اپنے آپ پر ایک ضابطہ اخلاق کے تحت نظر رکھے گا۔
اِس قانون کے تحت اخبارات کو خلاف ورزی پر معمولی اور علامتی جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔حکومت اشاعت کو

NOT FOR SALE

روکنے کی بجائے غیر ذمہ دار خبروں کی اشاعت پر وارننگ دے سکے گی۔

۳۔ پاکستان اِلیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA)2002ء:

(Pakistan Electronic Media Regulatory Authority.PEMRA-2002)

یکم مارچ2002ء کو حکومت نے پاکستان اِلیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی کے قیام کا حکم نامہ جاری کیا۔اِس اِدارے کا مقصد الیکٹرانک میڈیا کو مضبوط کرنا ہے۔اپریل2002ء تک یہ اِدارہ اپنے قواعد و ضوابط تیار کرتا رہا۔ اِس کا مقصد معلومات، تعلیم اور تفریح کے معیار کو بڑھانا اور عوام کو اچھے اور پسندیدہ پروگرام دیکھنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔اِس کے ذریعے عوام کی میڈیا تک رسائی آسان ہوجائے گی۔اِس اتھارٹی کا صدر دفتر اِسلام آباد میں ہوگا اور اِدارہ اپنے ماتحت دفاتر کہیں بھی کھول سکتا ہے۔اتھارٹی بین الاقوامی،قومی،صوبائی اور علاقائی یا مقامی معیار کی نشریات کیلئے الیکٹرانک مراکز کھولنے کے لائسنس فراہم کرے گی اور اِن لائسنوں کو ختم بھی کرسکے گی۔اتھارٹی لائسنس کے حصول کیلئے درخواستوں پر کاروائی سو دن کے اندر کرے گی۔حکومت اتھارٹی کو ضروری ہدایات جاری کرسکتی ہے۔اِس اتھارٹی کے نو ارکان اور ایک چیئر مین ہوگا۔اِن کا تقرر صدرِ پاکستان کرے گا۔لائسنوں کی فراہمی میں میرٹ کا خیال رکھا جائے گا اور کسی قسم کی اِجارہ داری قائم نہیں ہونے دے گی۔کسی بھی غیر ملکی کو لائسنس فراہم نہیں کیا جائے گا۔اتھارٹی کسی ایسی خبر یا پروگرام پر تحریری پابندی لگاسکتی ہے جو عوام میں نفرت کا باعث بنے یا پھر امن وامان کی صورتِ حال خراب کرے یا قومی سلامتی کو نقصان پہنچائے۔

دستور ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۱۹ کے مطابق ہر شہری کو اِظہارِ رائے اور تقریر کی آزادی حاصل ہے اور پریس بھی آزاد ہوگا۔تاہم اِس حق پر اِسلام کی شریعت اور سلامتی، سلامتی ودفاعِ پاکستان، دوسرے ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات،عوامی امن،اخلاقیات، اشتعال انگیزی دلانے پر قابو اور توہین عدالت کی خلاف ورزی کے نام پر مناسب قانونی پابندی لگائی جاسکتی ہے۔

NOT FOR SALE

پاکستانی قوانین کے مطابق سرکاری افسران بغیر اجازت کے میڈیا کو اطلاعات یا معلومات فراہم نہیں کر سکتے۔ صحافیوں کو وزراء یا سیکرٹری معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ حکومت کو اختیار ہے کہ ایسے اخبارات ورسائل وغیرہ کی اشاعت روکے جس میں تعصب پر مبنی مواد شامل ہو۔ اِس طرح حکومت نے میڈیا پر کنٹرول کیلئے ایک اور قانون یعنی پریس اینڈ پبلیکیشن ریگولیٹری اتھارٹی (Press and Publication Regulatory Authority-PAPRA) جاری کیا ہے۔ یاد رہے پینل کوڈ کے مطابق میڈیا کی ایسی سرگرمیوں پر سزا دی جاسکتی ہے جو قومی سلامتی اور عوامی امن، تعصب پیدا کرنے اور دیگر ممالک کے ساتھ پاکستان کے دوستانہ تعلقات اِستوار کرنے وغیرہ کیلئے خطرناک ہوں۔ چاہے یہ سرگرمیاں پاکستان کے اندر یا باہر اداء ہوں پاکستان میں فوجی حکومتوں کے ادوار میں میڈیا پر سخت پابندیاں عائد کی گئیں۔ حکومت مخالف صحافیوں کو میڈیا قوانین کی بنیاد پر سزائیں دی گئیں کئی میڈیا تنظیموں پر پابندیاں لگائی گئیں۔ حکومتِ پاکستان میڈیا پر کنٹرول اور نظر رکھنے کیلئے روزِ اول سے کام کرتی رہی ہے۔

ا۔ پاکستان میں میڈیا پر کنٹرول روزِ اول سے رہا ہے لیکن اِس کا عملی مظاہرہ ایوب خان کے دور میں نظر آیا ایوب خان کے دستور ۱۹۶۲ء میں اگرچہ اظہارِ رائے کی آزادی تھی لیکن ۱۹۶۳ء میں پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس (PPO) کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔ یہ میڈیا کی آزادی، اظہارِ رائے کی آزادی اور میڈیا کی ترقی کیلئے ایک کالا قانون تھا۔ پاکستان میں وزارتِ اطلاعات ونشریات پریس ایڈوائس کے ذریعے میڈیا پر کڑی نظر رکھتا تھا۔ ایسے اخبارات ورسائل کو حکومت کے کنٹرول میں لیا گیا جو آزادیِ صحافت کیلئے مشہور تھے۔ حکومت کی گرفت مضبوط کرنے کیلئے ۱۹۶۴ء میں نیشنل پریس ٹرسٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اِسی حکومت نے ۱۹۶۰ء میں مغربی پاکستان پبلک آرڈر کا حکم نامہ جاری کیا تھا جس میں بعد میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اس کے ذریعے میڈیا پر شدید پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ اِس کی ایک اہم دفعہ یہ تھی کہ عوامی آرڈر کو برقرار رکھنے کیلئے افراد اور اشاعت کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ اِس قانون سے جنرل مشرف کے دور تک کی حکومتیں مستفید ہوتی رہیں۔

NOT FOR SALE

۲۔ پاکستان کے جمہوری دور 1972-1977 میں پاکستان کی واحد نجی میڈیا تنظیم یعنی پاکستان پریس انٹرنیشنل (PPI) کو بھی سرکاری سرپرستی میں لے لیا گیا تھا۔

۳۔ جنرل ضیاء کے دور میں پریس ایڈوائس سسٹم متعارف کیا گیا جس میں کہا گیا کہ اِس ضابطے کی خلاف ورزی پر سزاء دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے اور پچیس تک کوڑے بھی مارے جاسکتے ہیں۔ یہاں تک کہ خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں کو نیوز رومز اور پریس یونین میں داخل ہونے کی بھی اِجازت دی گئی۔ تاہم اِس دور میں PPI کو دوبارہ بحال کیا گیا۔

۴۔ پاکستان میں میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے ۱۹۸۸ء میں رجسٹریشن آف پرنٹنگ پریس اینڈ پبلیکیشن کا حکم نامہ جاری کیا گیا۔ اِس قانون میں کسی چیز کی اشاعت سے پہلے ضلعی مجسٹریٹ کی مداخلت کو لازمی قرار دیا گیا اور اِس طرح میڈیا پر حکومت کا کنٹرول قائم کیا گیا۔ ۱۹۹۷ء میں اِس قانون کو دوبارہ ایک حکم نامے کی شکل میں جاری کیا گیا اگرچہ سپریم کورٹ نے ایسا حکم نامہ جاری کرنا غیر آئینی قرار دیا تھا۔ پاکستان کے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس (Press and Publication Ordinance-1997) کے مطابق پرنٹنگ پریس اور اخبارات کیلئے لازمی ہے کہ لائسنس حاصل کرنے کیلئے حکومت کے ساتھ رجسٹرڈ ہوں۔

۵۔ جنرل مشرف کے دور میں میڈیا پر قابو پانے کیلئے کئی قوانین منظور کیے گئے۔

سول سوسائٹی (Civil Society)

سول سوسائٹی دراصل اُن تمام شہری اور معاشرتی رضاکار اداروں کا مجموعہ ہے جو کسی پائیدار اور فعال معاشرہ کیلئے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اِن معاشروں میں طاقت کے اِستعمال کیلئے کوئی جگہ یا گنجائش نہیں ہوتی۔ ایک قانونی ریاست اور سول سوسائٹی کا تصور تاریخ میں ملتا ہے۔ 1990ء کی دہائی میں عالمی سطح پر غیر سرکاری تنظیموں اور نئی سماجی تحاریک کی تشکیل نے سول سوسائٹی کا تصور مزید واضح کر دیا۔ ریاست اور سول سوسائٹی میں فرق ہے۔ آج سول سوسائٹی کیلئے ریاست کے وجود کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جمہوری نظام کیلئے سول سوسائٹی کی سیاسی و غیر سیاسی تنظیمیں

NOT FOR SALE

رضا کارانہ اُصولوں پر کام کر رہے ہیں۔ یہ اِدارے مذہبی، تعلیمی، طبی، زرعی، مالیاتی اور رہائشی وغیرہ جیسے میدانوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ اِن سب کا مجموعہ سول سوسائٹی کہلاتا ہے۔

جمہوری معاشرہ میں سول سوسائٹی کے فرائض
(Duties of Civil Society in a Democratic Society)

سول سوسائٹی مختلف طریقوں سے عوامی خدمت میں مصروف ہے:

۱۔ سول سوسائٹی مختلف میدانوں میں لوگوں کو تربیت دیتی ہے۔ مثال کے طور پر مسائل کی نشاندہی کیسے کی جاتی ہے۔ دستکاریوں کی تربیت وغیرہ۔

۲۔ عوامی بیداری کیلئے مختلف ورکشاپ، اِجتماعات، پرامن جلوس وغیرہ نکالے جاتے ہیں۔ میڈیا کو اِستعمال میں لایا جاتا ہے۔

۳۔ عوامی شعور اُجاگر کرنے کیلئے اِشتہاری طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

۴۔ چھوٹے قرضے فراہم کئے جاتے ہیں۔

۵۔ مفت علاج کیلئے کیمپ لگائے جاتے ہیں اور مفت ادویات دی جاتی ہیں۔

۶۔ عوامی شرکت کے ساتھ ترقیاتی منصوبے شروع کئے جاتے ہیں اور پھر کوشش کی جاتی ہے کہ یہ منصوبے پائیدار اور دیرپا ہوں۔

۷۔ مفت تعلیم، تعلیمِ نسواں، یتیموں کی تعلیم اور فنی تعلیم پر توجہ دی جاتی ہے۔

۸۔ خواتین کو بااِختیار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اُن کی ہر قسم کی مدد کی جاتی ہے۔

۹۔ بوڑھوں اور بچوں کے حقوق کے حوالے سے کام کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ کمزور، مظلوم، غریب اور کچلے ہوئے طبقات کو قانونی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

NOT FOR SALE

۱۱۔ قانون ساز اِداروں تک رسائی حاصل کی جاتی ہے تاکہ ضروری قانون سازی کی جاسکے۔

۱۲۔ اِنسانی حقوق کے تحفظ کیلئے مختلف اِقدامات کیے جاتے ہیں۔

۱۳۔ معذوروں، بیواؤں، یتیموں اور پاگلوں کیلئے اِدارے کھولے جاتے ہیں۔

غیر سرکاری تنظیمیں
(Non-Governmental Organizations - NGOs)

ہر کام کی تکمیل اور ہر مسئلہ کا حل حکومت کے بس میں نہیں ہوتا۔ افراد کے تعاون کے بغیر دُنیا کی کوئی حکومت کام نہیں کر سکتی۔ کئی اِجتماعی مسائل کے حل کیلئے افراد مل کر تنظیمیں بناتے ہیں جنہیں غیر سرکاری تنظیمیں کہا جاتا ہے۔ ایک گاؤں یا شہر میں لوگ مل کر اِجتماعی نوعیت کے مسائل کے حل کیلئے انجمنیں بناتے ہیں جسکے اپنے عہدے دار ہوتے ہیں اور جس کے ارکان اور عہدے دار عموماً رضا کار یا غیر تنخواہ دار ہوتے ہیں۔ دیہاتی زندگی میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ گاؤں کے بزرگ جرگے بناتے ہیں جو مقامی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شہروں اور قصبوں میں مختلف انجمنیں ہوتی ہیں مثال کے طور پر انجمن نوجوانان، فلاحی تنظیم، یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن وغیرہ۔ علاقائی یا ملکی سطح پر بھی تنظیمیں ہوتی ہیں مثلاً ایدھی ویلفیئر آرگنائزیشن، الخدمت فاؤنڈیشن، فلاحِ انسانیت فاؤنڈیشن وغیرہ۔ اِس طرح عالمی سطح پر بھی تنظیمیں ہوتی ہیں یعنی مسلم ایڈ، اسلامک ریلیف، ہیلپنگ ہینڈ اور گرین پیس (Green Peace) وغیرہ شامل ہیں۔

اِن انجمنوں کے اپنے منشور یا چارٹر ہوتے ہیں اور اِن کے اپنے دستور ہوتے ہیں۔ یہ اِدارے قانون کے مطابق کام کرتے ہیں یعنی اِن کو حکومت سے منظوری لینی پڑتی ہے اور اِن کی قانون کے مطابق رجسٹریشن کی جاتی ہے۔ یہ تنظیمیں مختلف میدانوں میں مختلف طریقوں سے مصروفِ عمل ہوتی ہیں یعنی:

NOT FOR SALE

۱۔ اِنسانی حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنا۔

۲۔ خواتین کے حقوق کی حفاظت اور عوامی آگہی کیلئے مصروف رہنا۔

۳۔ بچوں کے حقوق کیلئے کام کرنا۔

۴۔ ماحول کی حفاظت اور آلودگی کے حوالے سے شعور کی آگہی۔

۵۔ مختلف میدانوں میں شعور اور بیداری کیلئے کام کرنا۔

۶۔ وکالت کرنا۔

۷۔ قیدیوں، معذوروں، بیواؤں، یتیموں، پاگلوں اور مہاجرین کیلئے کام کرنا۔

۸۔ سماجی مسائل کی نشاندہی اور حل کیلئے کوشش کرنا۔

۹۔ پائیدار ترقی کیلئے کام کرنا۔غربت کے خاتمے اور روزگار کی فراہمی کیلئے مفت تربیت دینا اور قرضے یا مالی امداد فراہم کرنا۔

پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کو درپیش مشکلات
(Challenges Faced by NGOs in Pakistan)

یہ اِدارے انسانی معاشرہ کی خوشحالی اور پائیدار ترقی کیلئے فعال کردار ادا کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اِن اِداروں سے جذبہ، خدمت، رضا کارانہ سرگرمی اور جوش ختم ہوتا جا رہا ہے۔پاکستانی معاشرہ میں غیر سرکاری تنظیموں کو کئی چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اِس کی اہم وجوہات یہ ہیں:

۱۔ عالمی اِمدادی اِداروں نے براہِ راست اِن تنظیموں کے ساتھ تعلقات اِستوار کئے اور انہیں مالی سہارا دینا شروع کر دیا ہے۔اِن اِداروں کو اپنے عالمی مقاصد کیلئے اِستعمال کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔حساس لوگوں کی اس پر نظر ہے۔

۲۔ ترقی اور خوشحالی کی آڑ میں اِن اِداروں نے مقامی ثقافتوں، سماجی اور مذہبی اقدار کو اپنا نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے یہ اِدارے شدید تنقید کی زد میں آگئے ہیں۔

NOT FOR SALE

۳۔ بعض مفاد پرست عناصر خدمت کے نام پر تنظیم بنا کر دولت جمع کر رہے ہیں جسکی وجہ سے یہ اِدارے غیر فعال ہوگئے ہیں۔یہ اِدارے برائے نام سیمینارز، ورکشاپ اور اِجلاس منعقد کر کے عالمی اِداروں سے پیسہ وصول کرتے ہیں۔عوام ایسے لوگوں کی سماجی حیثیت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور اِن کی غیر سرکاری تنظیموں میں شرکت سے اُن کے مالی فوائد لوگوں کی نظر میں ہوتے ہیں۔

۴۔ اِن تنظیموں پر حکومت کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے اکثر تنظیمیں خود سر ہوتی جا رہی ہیں۔عوام اِن کی اس روش کو پسند نہیں کرتے؛

۵۔ اِن اِداروں کے رضا کاروں کو اِعتماد میں لینے اور عالمی ایجنڈہ کی تکمیل کیلئے اِعتماد میں لیا جا رہا ہے۔اِس مقصد کیلئے ایسے لوگوں کو مختلف بہانوں اور ناموں سے بڑے بڑے مالی فائدے دیئے جا رہے ہیں اور انہیں پرتعیش مقامات پر تربیتیں دی جا رہی ہیں۔عوام ایسی سرگرمیوں سے بے خبر نہیں۔

۶۔ اکثر تنظیموں پر بے حیائی اور عریانی پھیلانے کے اِلزامات بھی ہیں اور اِس طرح یہ اِدارے عوامی حمایت اور اِعتماد سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

۷۔ اکثر لوگ حکومتی حلقوں میں اثر و رسوخ پیدا کرنے کیلئے ایسی تنظیموں کا سہارا لیتے ہیں۔

۸۔ پاکستان میں کئی غیر سرکاری تنظیموں کی سرگرمیاں مذہبی اِداروں کی تنقید کی زد میں ہیں کیونکہ یہ اِدارے اکثر مذہبی طور پر لادینی معاشروں کے قیام کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

۹۔ اِن تنظیموں کو سخت قدامت و روایت پسندی کی مخالفت کا سامنا ہے۔

حقیقت میں عوام اِداراتی سرگرمیوں کے خاموش تماشائی نہیں ہوتے اور وہ ہر اچھی اور بُری چیز کو خوب سمجھتے ہیں۔کسی نے شاید ایدھی ویلفیئر آرگنائزیشن یا انصار برنی ٹرسٹ کی مخالفت نہیں کی ہوگی لیکن ایسے اِداروں کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے جو خدمت کے نام پر پیسہ کماتے ہیں اور عالمی اِداروں کے اِشارے پر مقامی ثقافت اور مذہبی اقدار کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکومت اِن اِداروں پر کڑی نظر رکھے۔اچھی تنظیموں کی حوصلہ افزائی کرے اور خراب تنظیموں کو سزائیں دے۔ عالمی اِداروں کی اِن تنظیموں تک براہِ راست رسائی کو ی

NOT FOR SALE

روکا جائے۔ضرورت اِس امر کی ہے کہ اللہ کی رضا کیلئے دکھی اِنسانیت کی خدمت کیلئے نکل آئیں تو پھر غیرسرکار تنظیموں کے ذریعے خدمت کرنا بہترین ثواب ہے۔

پاکستان میں سماجی اور اِقتصادی ترقی میں غیرسرکاری تنظیموں کا کردار
(Efficiency of NGOs in Social and Economic Uplift of Pakistan)

پاکستان کی سماجی اور معاشی ترقی میں غیرسرکاری تنظیموں کا اہم کردار رہا ہے۔ یہ تنظیمیں عوام کو اپنے حقوق سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے مختلف سرگرمیاں سرانجام دے رہی ہیں۔خواتین، بچوں اور معذوروں کے حقوق کو اولیت دی جارہی ہے۔معاشرہ میں موجود خرابیوں یعنی منشیات کا کاروبار اور اِسکے اِستعمال کنندہ گان، جبری مشقت، غلامی، ماحولیاتی آلودگی، جہالت اور اِنتہاپسندانہ سوچ وغیرہ کے خلاف اِن غیرسرکاری تنظیموں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔یہ اِدارے تعمیر وترقی میں پیش پیش ہیں۔ملک کی اِقتصادی ترقی میں یہ تنظیمیں عوامی سطح پر کام کر رہی ہیں۔ چھوٹے قرضوں کی فراہمی، پائیدار بحالی کیلئے مالی اور فنی معاونت، چھوٹے کاروبار میں اِمداد، فنی تربیت کا اِہتمام اور گھریلو صنعت کی ترقی کیلئے یہ تنظیمیں پیش پیش ہیں۔

غیرسرکاری تنظیم (NGO) اور مفاداتی گروہ (Interest Groups) میں فرق

غیرسرکاری تنظیم اور مفاداتی گروہ میں فرق کو درجہ ذیل نکات سے واضح کیا جاسکتا ہے:

۱۔ مفاداتی گروہ غیرسرکاری تنظیموں سے ساخت، بناوٹ افعال اور فطرت کے حوالے سے مختلف ہوتے ہیں۔

۲۔ مفاداتی گروہوں میں تنخواہ دار اِدارے بھی ہوتے ہیں جبکہ غیرسرکاری تنظیمیں عموماً رضاکارانہ تنظیمیں ہوتی ہیں۔

۳۔ دونوں کے منشور اور دستور میں فرق ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ مفاداتی گروہ مخصوص مفادات کیلئے سرگرم ہوتے ہیں جبکہ غیرسرکاری تنظیمیں عام مفادات کیلئے سماجی خدمت کے جذبے کے ساتھ مصروفِ عمل ہوتی ہیں۔یعنی ایک کا مقصد مفاد اور دوسرے کا خدمت۔

۵۔ غیرسرکاری تنظیمیں مفاداتی گروہوں کی نسبت عالمی سرپرستی اور اِمداد کی وجہ سے زیادہ متحرک اور فعال ہوتی ہیں۔

۶۔ دونوں کا موضوعِ عمل مختلف ہوتا ہے۔مفاداتی گروہ ایک خاص نوعیت کے گروہ کے مفادات کیلئے مصروفِ عمل ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک Teacher's Association اساتذہ کے مفادات کیلئے کام کرتی ہے جبکہ دُکانداروں کی تنظیم اُن کے مخصوص مفادات کیلئے سرگرم ہوتی ہے۔ایک غیرسیاسی تنظیم عام طور پر عوامی مسائل کے ایک یا کئی خاص پہلوؤں پر کام کرتی ہے مثال کے طور پر اِنسانی حقوق کی آگہی، خواتین کے حقوق اور ماحولیات کا تحفظ وغیرہ۔

۷۔ مفاداتی گروہ کی کوشش ہوتی ہے کہ حکومت کے فیصلہ ساز ارکان اور اِداروں تک مخصوص گروہ کے مفادات ومسائل پہنچا سکے تاکہ اُنہیں اپنے حق میں قانون سازی کیلئے مائل کیا جاسکے۔ ہر ملک میں مفاداتی گروہ ایسے بااثر افراد اور اِداروں سے مسلسل رابطے میں ہوتے ہیں۔ایک غیرسیاسی تنظیم بھی اپنے موضوعات پر قانون سازی کیلئے کام کرتی ہے لیکن اِن کی زیادہ توجہ عوامی شعور کی بیداری اور آگہی پر ہوتی ہے۔مثال کے طور پر ایک غیرسرکاری تنظیم ایک جانب اِنسانی حقوق کو یقینی بنانے کیلئے فیصلہ ساز اِداروں کو اِعتماد میں لینے کی کوشش کرتی ہے تو دوسری جانب وہ عوام میں اِنسانی حقوق کے حوالے سے بیداری پیدا کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

۸۔ غیرسرکاری تنظیم سماجی تغیر (Social Change) کا سبب بنتی ہے۔ اِنسانی رویّوں میں تبدیلی لاتی ہے۔اِس کے برعکس مفاداتی گروہ سماجی تغیر سے کوئی خاص سروکار نہیں رکھتا۔

۹۔ مفاداتی گروہ خاص پیشہ ورانہ گروہوں کے مفادات اور خوشحالی کیلئے کام کرتا ہے جبکہ غیرسرکاری تنظیم کا

NOT FOR SALE

منطقی مقصد پائیدار ترقی اور اپنی مدد آپ کے اُصول کو عملی شکل دینا ہوتا ہے۔

۱۰۔ دونوں الگ الگ قوانین کے تحت حکومت کے زیرِ نگرانی کام کرتے ہیں۔

۱۱۔ اکثر عالمی غیر سرکاری تنظیمیں پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک میں زیادہ بااثر ہوتی ہیں اور حکومتی کنٹرول سے باہر ہوتی ہیں۔ جبکہ ایسے ممالک میں مفاداتی گروہ کمزور اور حکومت کی گرفت مضبوط ہوتی ہے۔

۱۲۔ مفاداتی گروہ ملکی حدود کے اندر جبکہ غیر سرکاری تنظیمیں مقامی، علاقائی، قومی اور عالمی سطح کی ہوتی ہیں۔

۱۳۔ اکثر عالمی غیر سرکاری تنظیموں کو بین الاقوامی سرپرستی حاصل ہوتی ہے لیکن مفاداتی گروہ کو غیر ملکی حمایت یا سرپرستی حاصل نہیں ہوتی۔

۱۴۔ مفاداتی گروہوں پر اپنے ارکان کا پڑتال (Check) ہوتا ہے جبکہ غیر سرکاری تنظیمیں عوام کی اِس قسم کی پڑتال سے مبرا ہوتی ہیں۔ اِسکے علاوہ مفاداتی گروہ کبھی کبھی پُرتشدد راستے بھی اِختیار کرتی ہیں جبکہ غیر سرکاری تنظیمیں عام طور پر پُرامن راستوں پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں۔

شہریوں کی فلاح اور جمہوریت کیلئے سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کردار

(Role of Civil Society Organizations, Interest Groups and Non Poilitical Organizations in Welfare of Citizens and Democracy)

NOT FOR SALE

کسی بھی ملک میں شہریوں کی فلاح اور جمہوریت کیلئے سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کردار نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ مسائل کی نشاندہی (Identification of Problems)

اِن اِداروں کا اہم کردار یہ رہا ہے کہ اِن اِداروں نے ہمیشہ اِنسانی مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ یہ تنظیمیں

متحرک، تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ارکان پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یہ ارکان بڑے حساس ہوتے ہیں اور ہر چیز ا
سرگرمی پر ناقدانہ نظر رکھتے ہیں۔ یہ تنظیمیں علاقائی، صوبائی، ملکی اور یہاں تک کہ عالمی مسائل کی نشاندہی کر
ہیں اور اِن مسائل کی اہمیت اور ممکنہ خطرات سے حکومت کو خبردار کرتی ہیں۔ اِن اداروں کی توجہ ہمیشہ ایسے
مسائل پر مرکوز ہوتی ہے جو سماجی یا پھر سیاسی و جمہوری ہوں۔ جمہوریت کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی ک
جاتی ہے۔

۲۔ وکالت (Advocacy)

سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کام صرف مسائل کی نشاندہی تک محدود نہیں بلکہ اِن کا کام مقتدر حلقوں میں ان مسائل کے حل کی وکالت کرنا بھی ہے۔ اِن مسائل کا ذکر مجاز اِداروں اور افراد کے سامنے کیا جاتا ہے۔ مقننہ کے ارکان کو دلائل کے ساتھ اِن مسائل کی سنگینی سے خبردار کیا جاتا ہے۔ ایسے افراد سے ملاقاتیں کی جاتی ہیں اور انہیں خطوط لکھے جاتے ہیں۔ اِن اِداروں کی وکالت بہت اہم ہوتی ہے اور مجاز اِدارے انہیں نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اِن اِداروں کی بنیاد جمہوری ہوتی ہے اور جمہوریت کی ترقی کیلئے سوچتے ہیں۔

۳۔ تحاریک (Movements)

یہ تنظیمیں مقاصد کے حصول کیلئے تحاریک بھی چلاتی ہیں۔ یہ تحاریک ہمیشہ پرامن ہوتی ہیں تاکہ پالیسی ساز لوگوں اور اِداروں کو بات سننے پر مجبور کیا جائے۔ اپنے اپنے مقاصد کو مشتہر کرنے کیلئے یہ اِدارے واک، جلوس، جلسہ، پریس کانفرنس، مذاکرے، سیمینار، ورکشاپ اور دیگر سرگرمیاں سرانجام دیتے ہیں۔ بعض اوقات یہ تنظیمیں عوامی فلاح اور جمہوری اِداروں کے اِستحکام کیلئے بہت سرگرم ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنرل پرویز مشرف نے جب ہنگامی حالت کا اِعلان کر کے اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کو برطرف کیا تو سول سوسائٹی، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں نے ایک مثالی تحریک چلا کر عدلیہ کو بحال کروایا۔ یہ اِقدام عدلیہ کی آزادی کی طرف ایک مثالی کارنامہ تھا۔ ایک آزاد عدلیہ جمہوریت کی روح ہوتی ہے اور عوام کو

NOT FOR SALE

انصاف کی فراہمی یقینی بنانا ایک اہم ترین فلاحی کام ہے۔ یہ کام اِن اِداروں نے سرانجام دیا۔ یہ اِدارے انسانی حقوق کے حوالے سے تحاریک چلاتے ہیں۔

۴۔ تربیت اور آگہی (Training and Awareness)

یہ تنظیمیں اِنسانی ترقی کی پائیدار سرگرمیوں اور جمہوریت کی مضبوطی کیلئے عوام کو تربیت فراہم کرتی ہیں۔ ٹی وی اور ریڈیو مذاکروں، سیمیناروں، واک، ورکشاپوں، کتابچوں، بینرز، پوسٹرز اور اِشتہارات کے ذریعے عوام میں بیداری اور آگہی پیدا کرتی ہیں۔ جمہوری نظام کی کامیابی کیلئے تربیتِ یافتہ عوام کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اِدارے سیاسی روابط، تربیت اور سیاسی شمولیت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اِن اِداروں کا وجود بذاتِ خود عوامی بیداری کی نشانی ہے۔

۵۔ حکومت اور عوام کا رابطہ
(Co-ordination Between People and Government)

سول سوسائٹی تنظیمیں، مفاداتی گروہ اور غیر سیاسی تنظیمیں عوام اور حکومت کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہیں۔ عوام خود ہر بات حکومت اور حکومت ہر بات عوام تک نہیں پہنچا سکتی بلکہ یہ اِدارے ایک پُل کا کردار ادا کر کے رابطے اور دوطرفہ مواصلات کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایک بہترین فلاحی اور جمہوری معاشرہ کے قیام کیلئے رابطے ناگزیر ہوتے ہیں۔ اِس طرح یہ اِدارے رابطے کا کردار ادا کرتے ہیں۔

۶۔ مفید تجاویز (Useful Suggestions)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ سول سوسائٹی کی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سرکاری تنظیموں میں تعلیم یافتہ، تجربہ کار اور پیشہ ور لوگ کام کرتے ہیں۔ اِن لوگوں کو عوامی مسائل، حکومت کی منفی سرگرمیوں اور ناکام پہلوؤں اور جمہوریت کے کمزور اطراف کا علم ہوتا ہے۔ یہ اِدارے تحقیقی انداز میں اِن مسائل کے پائیدار حل کیلئے سوچتے ہیں۔ اِن کا کام عوامی مسائل کو صرف حکومت تک پہنچانا نہیں بلکہ ساتھ ساتھ پالیسی متبادل

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

یا مناسب حل بھی پیش کرنا ہوتا ہے۔ قانون سازی کے دوران قائمہ کمیٹیاں بھی اِن لوگوں کی رائے لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ اِن کی تجاویز میں وزن ہوتا ہے اور حکومت اِن کی رائے کو یکسر نظر انداز نہیں کر سکتی۔

۷۔ پائیدار ترقی (Sustainable Development)

یہ اِدارے جہاں بھی کام کرتے ہیں تو اِس اُصول کے ساتھ کہ ترقی کا عمل پائیدار اور جاندار ہو۔ کسی ایک وقت روٹی کھلانے کی بجائے اِن کی کوشش ہوتی ہے کہ ایسے فرد کو روٹی کمانے کے قابل بنایا جائے۔ یہ اِدارے مسائل کی بنیاد پر توجہ مرکوز کرتے ہیں اور مسائل کو جڑ سے اُکھاڑنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اِن کی خواہش ایسی تبدیلیاں اور ترقی ہوتی ہے کہ جس میں طویل عرصہ تک تسلسل کے ساتھ جان ہو۔

۸۔ قانونی مدد (Legal Aid)

سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سرکاری تنظیموں کا اِنسانی فلاح اور جمہوری نظام کی اِستحکام کیلئے ایک اہم کردار یہ ہے کہ یہ افراد، گروہوں اور دیگر کمزور اِداروں کی قانونی مدد بھی کرتے ہے۔ مثال کے طور پر انصار برنی ٹرسٹ قیدیوں کی قانونی مدد کرتا ہے۔ یوں اِن افراد کو بھی جمہوری نظام کے ثمرات پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

رضا کار (Volunteer)

تعریف:

رضا کار کی مختلف تعریفیں کچھ یوں کی جاسکتی ہیں:

۱۔ کوئی بھی فرد جو بغیر کسی لالچ یا ذاتی فائدہ کے کوئی اچھا کام کرے۔

۲۔ کسی کام میں شرکت کرنے والا جو قانونی طور پر اُس کام میں شرکت کیلئے پابند نہ ہو اور اُسے کسی ذاتی فائدے یا تنخواہ کی توقع نہ ہو۔

لفظ رضا کار کیلئے انگریزی میں لفظ volunteer اِستعمال کیا جاتا ہے۔ اِس کے معنی ہیں 'مرضی' اور 'پسند'۔

لہٰذا اِسکا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ فرد جو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق سماجی خدمات سرانجام دے اور اِسکا کوئی معاوضہ نہ لے رضا کار کہلاتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں رضا کار کی اہمیت
(Importance of Volunteer in Pakistan)

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ پاکستان میں غربت، ناخواندگی اور بیروزگاری کی صورتِ حال تسلی بخش نہیں۔ آبادی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جبکہ سیاسی نظام بھی مکمل طور پر مستحکم نہیں۔ اِن حالات میں پاکستان کے تقریباً اٹھارہ کروڑ عوام کے مسائل حل کرنے کیلئے حکومت شاید تنہا کچھ نہ کر سکے۔ ہمارے معاشرہ میں لاتعداد مسائل ایسے ہوتے ہیں جنھیں حکومت کے بغیر بھی حل کیا جا سکتا ہے یا اُن کے حل میں حکومت کی مدد کی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر شہر کے لوگ جمع ہو جائیں اور اپنی رضا سے بجلی چوروں کی نشاندہی شروع کریں، اُن کو سمجھائیں یا اُن کے ساتھ سماجی بائیکاٹ کریں تو بہت سے متعلقہ مسائل بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ اگر گاؤں کے لوگ رضا کارانہ طور پر مل کر تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے ایک جذبہ کے ساتھ نکاسی آب کا مسئلہ حل کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ محلے کے نوجوانوں کو ترغیب دے کر کم از کم اپنے محلے کے راستوں اور نالیوں کو صاف کیا جا سکتا ہے۔ محلے، گاؤں یا شہر کے کسی حصے میں موجود قابل لیکن غریب طلباء و طالبات کی مدد کی جا سکتی ہے۔ اپنے علاقے میں لوگوں کو صفائی، منشیات کے کاروبار کے خلاف، ذخیرہ اندوزی کے خلاف اور اپنے دستوری حقوق سے واقفیت دلانے کیلئے رضا کارانہ طور پر آگہی اور شعور اُجاگر کرنے کے اِقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ فری میڈیکل کیمپ لگانے کا اِہتمام کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات ایسے مسائل بھی ہوتے ہیں جنھیں حل کرنا قانونی طور پر رضا کاروں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ لہٰذا ایسے حالات میں حکومت کی رضا کارانہ طور پر مدد کی جا سکتی ہے۔ مثلاً ایک پرائمری سکول میں اُستاد کی کمی ہے تو نئے اُستاد کے آنے تک وہاں رضا کارانہ طور پر پڑھایا جا سکتا ہے۔ ملک دشمن و سماج دشمن عناصر اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔

شہریوں میں یہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ زندگی صرف پیٹ بھرنے اور عیش و عشرت کرنے کا نام نہیں بلکہ معاشرہ

NOT FOR SALE

کے کچلے ہوئے، کمزور، مایوس، محرومیت کے شکار اور مظلوم اِنسانوں کی خدمت بھی ہماری زندگی کا اولین مقصد ہونا چاہیئے۔ رضا کارانہ سرگرمیوں کیلئے جذبہِ خدمتِ خلق کا ہونا ضروری ہے۔

رضا کارانہ کام کیلئے نیک خواہشات، تعمیرِ وطن کا جذبہ، خلقِ خدا کی خدمت، رضائے الٰہی کے حصول، اِحساسِ مدنیت اور خلوص کا ہونا لازمی ہے۔ پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کیلئے رضا کاری بہت اہمیت کی حامل ہے اور اِسکی اشد ضرورت بھی ہے۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ میڈیا عوامی شعور۔۔۔۔۔۔۔کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۲۔ جب سیاسی ترقی ہو رہی ہو تو ساتھ ساتھ۔۔۔۔۔۔ترقی بھی ہوتی ہے۔

۳۔ پریس کونسل میں۔۔۔۔۔۔صحافی نمائندے شامل ہوتے ہیں۔

۴۔ انجمنوں کے عہدے دار اور ارکان عموماً رضا کار یا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتے ہیں۔

۵۔ مفاداتی گروہ کبھی کبھی۔۔۔۔۔۔راستے بھی اِختیار کرتی ہیں۔

2۔ درجہ ذیل سوالات کے موزوں جواب یعنی ا، ب، ج یا د منتخب کر کے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ میڈیا کی۔۔۔۔۔۔۔ایک اہم مسئلہ ہے۔ ☐

(ا) آزادی (ب) پابندی (ج) ذرائع (د) کارکردگی

۲۔ میڈیا حکومت اور عوام کے درمیان۔۔۔۔۔۔پیدا کرتا ہے۔ ☐

(ا) رابطہ (ب) جھگڑا (ج) نفرت (د) تعاون

NOT FOR SALE

۳۔ کسی ۔۔۔۔۔۔۔۔کو میڈیا لائسنس فراہم نہیں کیا جائے گا۔

(ا) نالائق (ب) غیر ملکی (ج) سیاسی شخص (د) بے روزگار

۴۔ بعض اوقات خاص قسم کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے تحفظ کیلئے گروہ بنتے ہیں۔

(ا) مفادات (ب) جلوس (ج) امداد (د) کارروائی

۵۔ پاکستان کے تقریباً اٹھارہ کروڑ عوام کے مسائل حل کرنے کیلئے ۔۔۔۔۔۔۔ شاید تنہا کچھ نہ کرسکے۔

(ا) حکومت (ب) معاشرہ (ج) خاندان (د) رضاکار

3۔ کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
فلاحی	بیداری
احساس	ترقی
پیشہ ورانہ	ایڈوائس
پائیدار	گروہ
عوامی	شعور
پریس	کام
سیاسی	مدنیت

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

۱۔ پابند میڈیا حقیقی تربیت نہیں کرسکتی۔ صحیح۔غلط

۲۔ ہم پاکستان میں معیاری جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

۳۔ اخبارات کو خلاف ورزی پر بھاری اور مثالی جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ صحیح۔غلط

۴۔ پیمرا قوانین کے تحت میڈیا لائسنسوں کی فراہمی میں میرٹ کا خیال رکھا جائے گا۔ صحیح۔غلط

۵۔ نیشنل پریس ٹرسٹ کا قیام ۱۹۷۴ء میں عمل میں لایا گیا۔ صحیح۔غلط

۶۔ ریاست اور سول سوسائٹی میں کوئی خاص فرق نہیں۔ صحیح۔غلط

۷۔ غیر سرکاری تنظیمیں سماجی تغیر کا سبب بنتے ہیں۔ صحیح۔غلط

۸۔ جمہوری نظام کی کامیابی کیلئے تربیت یافتہ عوام کی ضرورت ہوتی ہے۔ صحیح۔غلط

4۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

۱۔ جمہوریت کیلئے میڈیا کیوں ضروری ہے؟

۲۔ سول سوسائٹی کی تعریف کریں؟

۳۔ کن اداروں کے مجموعہ کو سول سوسائٹی کہا جاتا ہے؟

۴۔ پائیدار ترقی سے کیا مراد ہے؟

۵۔ خدمت کے نام پر عوام کو کیسے دھوکا دیا جاتا ہے؟

5۔ درجہ ذیل سوالات کا تفصیل سے جوابات دیں:

۱۔ ذرائع ابلاغ کی تعریف کریں نیز آزاد میڈیا کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالیں؟

۲۔ پاکستان میں میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے قوانین بیان کیجئے؟

۳۔ پاکستان میں جمہوریت کی ترقی اور مضبوطی میں میڈیا کے کردار پر ایک مضمون لکھیں؟

۴۔ غیر سرکاری تنظیم سے کیا مراد ہے۔ یہ کن کن میدانوں میں مصروف ہیں اور پاکستان میں ان کو کن کن چیلنجوں کا سامنا ہے؟

NOT FOR SALE

۵۔ مفاداتی گروہ کیا ہیں اور یہ کیسے غیر سرکاری تنظیموں سے مختلف ہیں؟

۶۔ شہریوں کی فلاح اور جمہوریت کیلئے سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کردار بیان کریں؟

۷۔ رضاکاری کی تعریف کریں اور پاکستان میں رضاکاری کی اہمیت پر بحث کریں؟

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر۱۔ جمہوری معاشرہ میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت پر تقریری مقابلہ منعقد کریں۔

سرگرمی نمبر۲۔ سول سوسائٹی، مفاداتی گروہوں اور غیر سرکاری تنظیموں پر سوال و جواب کی نشست کا اہتمام کریں۔

سرگرمی نمبر۳۔ میڈیا کی آزادی پر ایک مباحثہ منعقد کریں۔

NOT FOR SALE

باب ۸

اِنسانی اقدار کا فروغ
(Development of Human Values)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ مساوات، دادرسی اور عدم مساوات کی تعریف کر سکیں۔

۲۔ پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کے اقسام کی نشاندہی کر سکیں۔

۳۔ پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کی وجوہات بیان کر سکیں۔

۴۔ پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کی اثرات کی شناخت کر سکیں۔

۵۔ اُن گروہوں کی نشاندہی کر سکیں جن کو مقامی اور قومی سطح پر اِمتیازات کا سامنا ہے۔

۶۔ معاشرہ میں دادرسی کے فروغ کے طریقوں کی نشاندہی کر سکیں۔

۷۔ اِمتیاز، تفریق اور سٹیریوٹائپ کی تعریف کر سکیں۔

۸۔ تفریق اور سٹیریوٹائپ کے اِمتیازات میں بدل جانے کے عمل کی نشاندہی کر سکیں۔

۹۔ پاکستانی معاشرہ میں نااِنصافیوں کی نشاندہی کر سکیں۔

۱۰۔ ہماری زندگی میں موجود اِمتیازی سرگرمیوں کی نشاندہی کر سکیں۔

۱۱۔ اِنصاف کے لوازمات کی نشاندہی کر سکیں۔

۱۲۔ ایسی سرگرمیوں کی تجاویز دے سکیں جو مقامی، ملکی اور عالمی سطح پر اِنصاف کا سبب بن جائیں۔

NOT FOR SALE

انسانی اقدار
(Human Values)

وہ تمام چیزیں جو زندگی میں اہمیت حاصل کریں وہ ہماری اقدار بن جاتی ہیں۔ اقدار معاشرہ کی پیداوار ہیں اور معاشرہ میں رہتے ہوئے اقدار فروغ پاتی ہیں۔ اِن کا اِنحصار معاشرہ کی ساخت اور ثقافت پر ہے۔ ہر معاشرہ میں مختلف ثقافتیں ہوتی ہیں اِسلئے ہر معاشرہ میں اقدار بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اقدار وہ معاشرتی اُصولِ حیات ہیں جو معاشرتی زندگی کا لازمی جز ہیں۔ ایک معاشرہ جن اُصولوں پر قائم ہوتا ہے اور انہیں اُصولوں کی روشنی میں چلتا ہے وہی اُصول اقدار کہلاتے ہیں۔ ہم اپنی زندگیوں میں کئی چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور کئی چیزیں اچھی طرح بیان کر سکتے ہیں یہی اقدار ہوتے ہیں۔ بحیثیتِ معاشرہ چیزوں کا پسند کرنا، چیزوں کا اِنتخاب کرنا اور اچھے نظریات رکھنا وغیرہ اقدار ہیں۔ ہر معاشرہ کے اقدار مختلف ہوتے ہیں مثلاً اِسلامی معاشروں میں خواتین کا پردہ پسند کیا جاتا ہے لیکن مغربی معاشروں میں ناپسند کیا جاتا ہے۔ اِس کے دو اہم اقسام سماجی اقدار اور ثقافتی اقدار ہیں۔ بعض اقدار معاشروں میں وراثتی طور پر پائے جاتے ہیں جبکہ کئی سماجی و ثقافتی تغیر کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اقدار فراہم کرنے والے اِداروں میں خاندان، معاشی اِدارے، سیاسی اِدارے، مذہبی اور تعلیمی اِدارے شامل ہیں۔ قدرِ طاقت سیاسی اداروں سے، قدرِ دولت معاشی اِداروں سے، قدرِ اُلفت خاندانی اِداروں سے اور قدرِ مہارت و روشن دماغی تعلیمی اِداروں سے حاصل کی جاتی ہے۔

پاکستانی معاشرہ کے اہم اقدار یہ ہیں: عقیدۂ اِسلام، تحفظِ زندگی، قومی جھنڈے و ترانے کا اِحترام، والدین، خواتین، اساتذہ و علمائے کرام کا احترام، سخاوت، مظلوموں پر رحم، سچائی، قومی لباس کا اِستعمال، قرآن پاک کا اِحترام اور عربی رسم الخط کا اِحترام وغیرہ۔

NOT FOR SALE

مساوات، عدل اور عدم مساوات
(Equality, Equity and Inequalities)

مساوات (Equality)

مساوات سے مراد اِنسانوں کی مساویانہ حیثیت ہے۔ جب ہر فرد کو دوسرے فرد کی طرح یکساں سلوک اور حقوق قانون کے مطابق حاصل ہوں تو یہ مساوات ہے۔ اِنسانی مساوات ایک ناقابلِ اِنکار حقیقت ہے کیونکہ تمام اِنسان مساوی پیدا ہوتے ہیں۔ عمرانی معاہدہ کے علمبردار فلسفی جان لاک کا کہنا ہے کہ اِنسان ہر لحاظ سے مساوی ہیں۔ اِنسانی قطار میں ہر ایک اِنسان کی قدر و قیمت یکساں ہے خواہ وہ قطار میں کہیں بھی کھڑا ہو اور اُسکی عمر، جنس، معاشرتی حیثیت، رنگ و نسل وغیرہ کچھ بھی ہو۔ اِسلام اِنسانی مساوات پر بہت زور دیتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں ارشادِ ربانی ہے کہ "اے اِنسانو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر قوموں اور قبائل میں پہچان کی خاطر تقسیم کیا۔ تم میں خدا کے نزدیک وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔" حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو خطبہ پیش کیا اُس میں اِنسانی مساوات کی تاکید کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے؛ تمہارا رسول ایک ہے؛ سب اِنسان حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور حضرت آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا سچا بھائی ہے۔ عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی، کالے کو گورے اور گورے کو کالے پر کوئی برتری نہیں۔ جو خود کھاؤ وہی اپنے غلام کو کھلاؤ اور جو خود پہنو اپنے غلام کو پہناؤ۔" دُنیا بھر کی مہذب اقوام نے اپنے اپنے دساتیر میں اِنسانوں کی مساوی حیثیت کی یقین دہانی کرائی ہے۔ اقوام متحدہ کے اِنسانی حقوق کے عالمی منشور میں بھی اِنسانی مساوات کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

عدل (Equity)

عدل دوسروں کے ساتھ اِنصاف اور غیر جانبدارانہ سلوک کو کہا جاتا ہے۔ یہ ایک منصفانہ اِحساس کا نام ہے۔ قانون میں عدل سے مراد وہ فیصلہ ہوتا ہے جو کسی جرم کی سزاء کیلئے عدالت اپنی طرف سے منصفانہ اِحساس کے ساتھ کرتا ہے۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق عدل سے مراد اُصولِ معدلت جس سے قانون کی کوتاہی کی

اِصلاح کی جاتی ہے۔ اِسے غیر جانبداری، دادرسی اور حق و انصاف کے معنوں میں بھی اِستعمال کیا گیا ہے۔ ہم پریکٹیکل ڈکشنری کے مطابق عدل عام عقل کی رو سے اِنصاف کو کہا جاتا ہے۔ کتابستان ڈکشنری کے مطابق عدل سے مراد ''اُن مقامات پر اِستعمال ہونے والے اِنصاف کے وہ اُصول جہاں قانون خاموش ہو۔

عدم مساوات (Inequality)

عدم مساوات سے مراد اِنسانوں کی حیثیت میں فرق کرنا ہے۔ افراد یا اِنسانی گروہوں میں سماجی یا معاشی اور فرقہ ورانہ بنیادوں پر فرق کرنا عدم مساوات ہے۔ معاشرتی، نسلی، لسانی یا اِقتصادی بنیادوں پر غیر مساویانہ مواقع یا سلوک کو بھی عدم مساوات کہا جاتا ہے۔ مساوی نہ ہونے کی حالت کو عدم مساوات کہا جاتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کی اقسام
(Kinds of Inequalities in Pakistani Society)

پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کو درجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا۔ سماجی عدم مساوات (Social Inequalities)

عدم مساوات کی پہلی قسم معاشرتی سطح پر مساوات کا فقدان ہے۔ ہمارے معاشرہ میں اِنسان کئی طبقات میں تقسیم ہیں۔ ذات پات کی بنیاد پر تقسیم، پیشوں کی بنیاد پر تقسیم اور لسانی یا نسلی بنیاد پر تقسیم وغیرہ۔ پاکستان میں اِنسانی مقام کا تعین اِنسان کی ذات اور پیشے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ ایک بڑا زمیندار اور مالکِ جائیداد بمقابلہ کسان، کاشتکار اور مزدور کار۔ اِس طرح لسانی و نسلی بنیاد پر تقسیم یعنی پنجابی، سندھی، پختون، سرائیکی، بلوچ اور مہاجر وغیرہ۔ اِن نسلی و لسانی، پیشہ ورانہ اور ذات پات کی بنیادوں پر گروہوں کو شدید پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ لوگ ایک خطرناک عدم مساوات کا شکار ہیں۔ اِس کے علاوہ سماجی رتبہ کی بنیاد پر اِنسانوں میں اِمتیازات روا رکھے جاتے ہیں۔ اِقتصادی، سیاسی، جسمانی اور معاشرتی طور پر خوشحال لوگوں کو برتری حاصل ہے۔

NOT FOR SALE

۲۔ معاشی عدم مساوات (Economic Inequalities)

پاکستانی معاشرہ میں اِقتصادی طور پر دو اہم طبقات یعنی امیر اور غریب موجود ہیں۔ امیروں کی تعداد محدود ہے لیکن ملکی وسائل پر اِن لوگوں کا قبضہ ہے اور امیر امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔ غریب اک[illegible]یت میں ہیں لیکن روز بروز غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ غریب زندگی کی بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ غریبوں کا اُنکی غربت کی بنیاد پر امیر طبقے کی طرف سے اِستحصال ہوتا آرہا ہے۔ بے روزگاری اور مہنگائی نے غریبوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اِن کو دو وقت کی روٹی نصیب نہیں، صحت کے مسائل سے دوچار ہیں اور بے پناہ مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب امیر طبقہ عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا ہے۔

۳۔ عدم مساوات بہ لحاظِ جنس (Inequalities on the Basis of Sex)

پاکستان میں جنسی بنیادوں پر عدم مساوات موجود ہے۔ مرد کو عورت پر زندگی کے تمام شعبوں میں بالادستی حاصل ہے یعنی ہمارا معاشرہ مرد بالادست (Male Dominated) معاشرہ ہے۔ یہاں خواتین کو دوسرے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے۔ جنسی بنیادوں پر خواتین کا اِستحصال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کے دیہی علاقوں میں خواتین کی تعلیم و تربیت کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ گھریلو و دیگر معاملات میں اُن کی رائے نہیں لی جاتی۔ بیٹے کی پیدائش پر جشن جبکہ بیٹی کی پیدائش پر خاموشی بلکہ سوگ کا عالم ہوتا ہے۔ سماجی نظام کا محور مرد کو سمجھا جاتا ہے۔ خواتین کو باپ کے وراثت میں جائز حصہ نہیں دیا جاتا۔ اکثر علاقوں میں انہیں رائے دہی کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے اور اگر عورت یہ حق اِستعمال بھی کرے تو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مرد کے ہدایات کے مطابق۔ ہمارے معاشرے میں خواتین کے ساتھ عدم مساوات کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اِس طرزِ عمل سے خواتین میں اِحساسِ کمتری اور محرومیت پائی جاتی ہے۔ یہ عدم مساواتِ اِنسانیت، اخلاقی ضابطوں اور مذہب اِسلام کے خلاف ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ سیاسی عدم مساوات (Political Inequalities)

پاکستان میں سیاسی طور پر بھی عدم مساوات موجود ہے۔ ملک کا اِقتصادی طور پر خوش حال طبقہ سیاست پر بھی قابض ہے۔ حاکم اور محکوم کے درمیان خلیج موجود ہے۔ عوامی نمائندے اِنتخاب کے بعد غائب ہوجاتے ہیں۔ سیاست چند خاندانوں کی میراث ہے۔ سیاسی طور پر کچلے ہوئے طبقات کا اِستحصال کیا جاتا ہے۔ چند مفاد پرست، موقع پرست، موقع شناس اور موسمی لوگ اور سیاست دان حاکموں کے گرد گھیرا ڈالتے ہیں اور ذاتی مفادات حاصل کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں بھی مساوات، جمہوریت، عوامی نمائندگی اور عوامی حقوق کے نام پر اِقتدار تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اپنے مفادات کیلئے غریبوں کو کچلا جاتا ہے۔ سیاست میں تشدد کا عنصر غالب ہے۔

۵۔ مذہبی عدم مساوات (Religious Inequalities)

مذہبی لحاظ سے بھی پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ اقلیتوں کو وہ مقام حاصل نہیں جن کے وہ حقدار ہیں۔ اِسلام کے اندر بھی بہت سارے فرقے بنائے گئے ہیں جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے۔ یہ فرقہ پرستی مذہبی عدم مساوات کا سبب ہے۔ ایک ہی مذہب کے لوگ کئی نظریوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کوئی روایت پسند ہے تو کوئی ترقی پسند، کوئی اِنتہا پسند ہے تو کوئی رواداری اور برداشت کا قائل۔ اس طرح مسلمان مخالفانہ گروہوں میں تقسیم ہیں اور عدم مساوات نظر آتی ہے۔ اِس وقت ملک مختلف گروہوں میں تقسیم نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ کچھ ہماری غلطیاں اور کچھ بیرونی شازشیں ہیں ان سازشوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔

پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کی وجوہات
(Causes of Inequalities in Pakistani Society)

پاکستان میں عدم مساوات کے کئی اہم وجوہات ہیں جن میں اہم ترین اسباب کا تفصیلی جائزہ کچھ یوں ہے:

۱۔ انسانی نفسیات (Human Psychology)

۱ یہ اِنسانی فطرت ہے کہ اِنسان کو دیگر لوگوں پر غلبہ اور فوقیت حاصل ہو۔ اِنسان جتنا کچھ حاصل کر بھی لے

NOT FOR SALE

تب بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ جستجو خوب تر اِنسانی نفسیات کا غالب حصہ ہے۔ ہر فرد معاشی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی اور مذہبی برتری اور بالادستی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اِس طرح وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ دیگر لوگ اُس سے ادنیٰ زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ اِنسانی خواہش طبقاتی زندگی کا سبب بنتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ میں بھی اِنسانی عدم مساوات کا ایک اہم سبب اِنسانی نفسیات ہے۔

۲۔ طبقاتی زندگی (Class Life)

پاکستان میں دو معاشی طبقے ہیں یعنی امیر اور غریب۔ امیروں کی تعداد کم ہے لیکن اِن لوگوں کو ملکی وسائل پر قبضہ اور اِجارہ داری قائم ہے۔ اکثریت غریب ہے اور اِن میں بہت سے لوگوں کو زندگی کی بنیادی سہولیات میسّر نہیں۔ غرباء کو تعلیم، صحت، روزگار اور رہائش جیسے اہم مسائل کا سامنا ہے۔ یہی طبقاتی زندگی عدم مساوات کا سبب ہے۔

۳۔ مذہبی عدم رواداری (Religious Intolerance)

ایک اور اہم سبب مذہبی عدم برداشت، عدم رواداری اور عدم قبولیت ہے۔ ایک فرقہ یا گروہ دوسرے گروہ، فرقہ یا مکتبہ فکر کو برداشت کرنے کا روادار نہیں۔ اِس طرح معاشرہ مذہبی گروہوں میں تقسیم ہے اور عدم مساوات قائم ہے۔ پاکستان میں بدقسمتی سے دین کا صحیح فہم نہ ہونے کی وجہ سے مختلف گروہوں میں اختلافات بڑھ رہے ہیں بعض اوقات شازشی عناصر ان اختلافات کو ہوا دے کر امن و امان کا مسلہ پیدا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان گروہوں میں تقسیم مذید گہری ہوتی جا رہی ہے اور معاشرہ تقسیم ہوتا جاتا ہے اور ہر ایک اپنے آپ کو صحیح اور دوسرے کو غلط سمجھ رہا ہے۔ اس طرح ملک میں مذہبی بنیادوں پر بھی عدم مساوات ہے۔

۴۔ جہالت اور روایت پسندی (Illetracy and Traditionalism)

عدم مساوات کے خاتمہ یا کم کرنے کیلئے تعلیم کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں شرح خواندگی نصف سے بھی کم ہے۔ لہٰذا اِن مسائل میں کمی آنے کی بجائے اِن میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملک کا

ہر نظام عدم مساوات کی اساس پر قائم ہے۔ روایت پسندی بھی مساوات کو یقینی بنانے میں بڑی اور اہم رکاوٹ ہے۔ ایک طرف روایت پسند اور دوسری طرف روشن خیال اور ترقی پسند۔ اِس طرح جہالت اور روایت پسندی اِنسانی عدم مساوات کا سبب ہیں۔

۵۔ سیاسی اجارہ داری اور حقوق سے عدم واقفیت:

(Political Monopoly and Unawareness of Rights)

ملک میں چند لوگوں، خاندانوں اور گروہوں کی سیاسی اِجارہ داری قائم ہے۔ ہر شہری کو مساوی حیثیت حاصل نہیں۔ شاید الفاظ کی حد تک مساوات ہو لیکن عملی طور پر قطعاً مساوات نہیں۔ عام آدمی کیلئے سیاسی قائد اور نمائندہ بننے کے دروازے بند ہیں۔ آج بھی ملک سیاسی طور پر اُس طرح آزاد نہیں جیسا کہ آزاد ہونا چاہیئے۔ حاکم اور محکوم کا تصور قائم ہے۔ چند مخصوص لوگ اِقتدار کے ایوانوں پر قابض ہوتے ہیں۔

۶۔ انسانی استحصال (Human's Exploitation)

پاکستان میں اِنسانی اِستحصال مختلف اشکال میں موجود ہے۔ معاشی میدان میں، سیاسی میدان میں، مذہبی میدان میں اور معاشرتی میدان میں سرمایہ دار اور بااختیار طبقہ غریب، لاچار اور بے اِختیار طبقے کا اِستحصال کر رہا ہے۔ یہی استحصالی انداز عدم مساوات کی اہم وجہ بھی ہے۔ صنعت، زراعت، تعلیم اور روزگار وغیرہ کے میدانوں میں اِستحصال دیکھنے میں آتا ہے۔ ایسے حالات میں کوئی باشعور اِنسان مساوات کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

۷۔ سیاسی عدم استحکام (Political Instability)

پاکستان میں سیاسی شعور اور سیاسی ثقافت کی کمی، جہالت، بے روزگاری، مہنگائی، طبقاتی سماجی نظام، غیر موثر قیادت اور سیاسی جماعتوں، میڈیا کے جانبدارانہ کردار، فوج کی سیاست میں مداخلت کے رُجحان اور ایسے دیگر کئی اور وجوہات کی وجہ سے سیاسی عدم استحکام موجود ہے۔ حکومتوں کی توجہ ہمیشہ سیاسی اِستحکام پر مبذول رہی ہے۔ اس طرح اِنسانی مساوات کو یقینی بنانے اور اس مقصد کیلئے ضروری قانون سازی کی طرف کوئی

NOT FOR SALE

خاص توجہ نہیں دی گئی۔ اِس عدم مساوات میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔

۸۔ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام (Feudalism and Capitalism)

بدقسمتی سے پاکستان میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا راج ہے۔ سیاسی اِداروں، حکومت اور سیاسی جماعتوں میں اِن لوگوں کی اِجارہ داری ہے۔ اٹھارہ کروڑ سے زائد عوام میں اکثریت نچلے اور درمیانی طبقات کی ہے۔ اِن کی تقدیروں کے فیصلے یہی جاگیردار اور سرمایہ دار کرتے ہیں اور اپنے مفادات کی روشنی میں کرتے ہیں۔ قومی وسائل پر اِن اُمراء کا قبضہ ہے۔ غریب اور امیر کے درمیان خلیج واقع ہے۔ عام لوگوں اور جاگیرداروں و سرمایہ داروں کی آواز ایک جیسی نہیں بلکہ اُمراء فیصلہ کن کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ لوگ رُجعت پسند ہوتے ہیں اور ردِّعمل میں غریب اور کچلے ہوئے لوگ ترقی پسند ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہتے کیونکہ تبدیلی اِن کی مفادات کے خلاف جبکہ غریبوں اور محنت کشوں کے حق میں ہوتی ہے۔ اِس طرح ایک خطرناک عدم مساوات وجود پذیر ہوتی ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کے اثرات
(Impacts of Inequalities in Pakistani Society)

پاکستانی سماج میں عدم مساوات کئی دیرپا اثرات کا موجب بنا ہوا ہے اور اِن میں اہم اثرات درجہ ذیل ہیں:

۱۔ محرومیت اور مایوسی (Deprivation and Despair)

عدم مساوات کی وجہ سے افراد، گروہوں اور قومیتوں وغیرہ میں اِحساسِ محرومی اور مایوسی نے جنم لیا ہے۔ یہ صورتِ حال پاکستان کی سلامتی، یکجہتی اور ترقی کیلئے اِنتہائی خطرناک ہے۔ محروم لوگ پھر قومی اِتحاد کی بجائے اپنے انداز میں سوچتے ہیں اور یہی سوچ بغاوت کا سبب بھی بنتی ہے۔ عدم مساوات کے شکار لوگ پاکستان میں اپنے آپ کو دوسرے درجے کے شہری تصوّر کرتے ہیں منفی سرگرمیوں کا حصہ بنتے ہیں جس کا ملکی ترقی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ یہ لوگ دل جمعی، حُب الوطنی، جذبے اور دیانت سے

NOT FOR SALE

کام نہیں کرتے۔ یہی لوگ غیر قانونی راستے اِختیار کرتے ہیں اور اِس طرح دیگر مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ ملکی سالمیت کا مسئلہ (Problem of Integrity)

عدم مساوات کی وجہ سے علاقائیت اور صوبائیت کا غلبہ فروغ حاصل کرتا ہے۔ ملک کی جگہ علاقائی اور صوبائی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مشرقی پاکستان کے لوگوں کے ساتھ اِمتیازی سلوک روا رکھا گیا۔ اُن کو عددی برتری کے باوجود مناسب مقام نہیں دیا گیا اور اُن کے شکوک وشبہات کے خاتمے کی بجائے اِسے مزید ہوا دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی پاکستانیوں کی محرومیت کی وجہ سے ملک دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ اِس وقت بھی معاشی اور سیاسی محرومیت خطرناک صورتِ حال اِختیار کرسکتی ہے۔ حکومت نے اِصلاحات، ساتویں قومی مالیاتی اِیوارڈ اور اٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے علاقائیت اور صوبائیت کے مسئلے کو بڑی حد تک حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِس وقت عدم مساوات کی وجہ سے بلوچستان کے عوام کو عدم برابری کا شکوہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے نظام میں انہیں مساویانہ حیثیت حاصل نہیں۔ آئینی ترامیم اور اصلاحات کے ثمرات تاحال بلوچستان میں نہ پہنچ سکے۔ اِس طرح اگر اِس مسئلے کو فوری اور بھرپور توجہ نہیں دی گئی تو ملک کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ اِس کے علاوہ پاکستان کے قبائلی علاقے بھی محرومیت کا شکار ہیں اور اکثر قبائلی علاقوں میں حکومت کی عمل داری برائے نام رہ گئی ہے جو ملکی سلامتی کیلئے ایک سنگین خطرہ ہے۔

۳۔ طبقاتی نظام (Class System)

عدم مساوات کی وجہ سے پاکستان میں طبقاتی نظام کا شکار ہوا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں نہ صرف طبقات بلکہ مخالفانہ طبقات کی جھلک نظر آتی ہے۔ مذہبی پہلو ہو، سیاسی، اِقتصادی یا معاشرتی پہلو ہر جگہ طبقاتی نظام موجود ہے۔ اِن طبقات کے مفادات متضاد ہیں۔ ایک طرف محروم طبقہ اور دوسری جانب خوشحال اور آسودہ حال طبقہ ہے۔ اِن طبقات کے درمیان نفرتوں کے خلیج ترقی کے عمل اور ملکی اِستحکام پر غیر صحت مند انداز میں اثر انداز ہیں۔

NOT FOR SALE

۴۔ سیاسی عدم اِستحکام (Political Instability)

عدم مساوات اور اِمتیازات وغیرہ کا سیاسی نظام کی صحت پر بھی اثر ہوتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت وسائل اور سہولیات کے فقدان کی وجہ سے معاشی تنگدستی میں گرفتار ہے۔ سیاسی بے چینی اور غیر موثر حکومتوں کی وجوہات جاننے کے بعد کوئی بھی اِس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ عدم مساوات ہی دراصل تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ووٹوں کی خرید وفروخت جیسی مجرمانہ سرگرمی اِس عدم مساوات کا نتیجہ ہے۔ قومیتوں کے درمیان عدم مساوات بھی ملک کے قومی سیاسی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔

۵۔ ترقیاتی عمل میں سست روی (Slow Development)

پاکستان میں مختلف طبقات مختلف انداز میں سوچتے ہیں کیونکہ اِن کے مفادات میں تصادم کی کیفیت ہوتی ہے۔ جب ملک میں لوگ مخالف انداز میں سوچتے ہوں اور اُن کی توانائی ایک دوسرے کو گرانے پر صرف ہو تو وہاں ترقی کہاں ممکن ہے۔ عدم مساوات کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل بڑے گھمبیر اور خطرناک ہوتے ہیں اور منطقی طور پر ترقی کے عمل کو یا تو روک لیتے ہیں یا پھر سست کردیتے ہیں۔ عدم مساوات اور ترقی دو مخالف چیزیں ہیں۔ پائیدار ترقی کیلئے مساوات کا ہونا ضروری ہے۔ اِسی عدم مساوات کی وجہ سے آج پاکستان کو توانائی کے بحران کا سامنا ہے۔

۶۔ نسلی ولسانی نفرت وباہمی تنازعات (Linguistic and Racial Hatred and Mutual Conflicts)

پاکستان میں زندگی کے مختلف پہلوؤں میں عدم مساوات کی وجہ سے نسلی ولسانی تنازعات بھی قومیتوں کے درمیان فاصلے پیدا کرتے اور باہمی تنازعات جنم دیتے ہیں۔ پاکستان میں نسلی اور لسانی گروہوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کہ ایک غیر تسلی بخش یا غیر صحت مند علامت ہے۔ ملک میں سیاسی جماعتوں کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے جبکہ قومی سطح کی سیاسی جماعتوں میں بھی علاقائیت کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ یہی

NOT FOR SALE

بنتے ہیں۔
گروہ اور جماعتیں نفرتوں اور سیاسی عدم اِستحکام کا سبب

۷۔ بے اِعتمادی اور بے یقینی کی صورتِ حال (Uncertainity)

بے یقینی اور بے اِعتمادی کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ ملک کا ہر شہری عدم تحفظ
عدم مساوات کی وجہ سے لوگوں میں
فائدہ مند ثابت نہیں ہوسکتی۔
محسوس کرتا ہے۔ اِس قسم کی سوچ کسی بھی حالت میں ملک کیلئے

۸۔ جاگیردارانہ نظام (Feudalism)

ملک کے محدود اور مخصوص طبقے کی اِجارہ داری قائم
پاکستان میں اب بھی جاگیردارنہ نظام قائم ہے۔
ہے۔ اِس طرح دو متضاد طبقات یعنی غریب اور امیر میں فرق بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ عدم مساوات بھی ملک
کیلئے سودمند نہیں۔ اِس عدم مساوات کی وجہ سے سیاست و معیشت میں پائیداری نہیں۔ جاگیردار ملک کے
سیاہ و سفید کے مالک ہیں اور ملک کی اکثریت زندگی کی بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔ یہی جاگیردارانہ
روش اور اِنسانی عدم مساوات ہر حال میں غربت، لاچاری اور مفلسی کا سبب بنتی ہے۔ غربت تمام مسائل کی
جڑ ہے۔ ملک کے اہم مزدور اور دہقان طبقات اِمتیازی سلوک اور عدم مساوی رویّوں کی وجہ سے غریب
ہیں۔ عدم مساوات کی وجہ سے نہ صرف غربت میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ غریبوں کا زندگی کے ہر شعبہ میں
اِستحصال بھی جاری ہے۔ اِس اِستحصالی نظام میں کامیابی اور مساوات کے راستے ڈھونڈنے پڑیں گے ورنہ
یہ صورتِ حال ملک کیلئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

۹۔ دہشت گردی اور اِنتہا پسندی (Terrorism/Extremism)

فرقہ ورانہ عدم مساوات، عدم قبولیت، عدم برداشت اور عدم رواداری اِنتہا پسندانہ سوچ اور سرگرمیوں کا سبب
بنتی ہے۔ محروم اور عدم مساوات کے شکار طبقات تشدد کے راستے اِختیار کرتے ہیں۔ پاکستان میں فرقہ ورانہ
فسادات ہوتے رہتے ہیں اور ہر طبقہ اپنی سوچ، نظریہ اور خیال دوسروں پر طاقت کے بل بوتے پر منوانے کی
کوشش کرتا ہے۔ ہر مکتبہ فکر کا اپنا گروہ بن جاتا ہے جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتا۔ اِس عدم

NOT FOR SALE

مساوات کا نتیجہ پاکستان میں تشدد اور بارود کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے جس سے ملک کی بنیادیں ہل گئیں
ہیں۔

اُن گروہوں کی نشاندہی جن کو مقامی اور قومی سطح پر اِمتیازات کا سامنا ہے

(Identification of The Groups Facing Discriminations at Local and National Level)

۱۔ چھوٹے لسانی و نسلی گروہ (Small Linguistic and Racial Groups)

پاکستان میں چھوٹے لسانی و نسلی گروہوں کو اِمتیازی سلوک کا سامنا ہے یا اگر یہ نسلی و لسانی گروہ کسی بڑے گروہ
کا حصہ ہیں لیکن کسی اور گروہ کے علاقہ میں آباد ہیں تب بھی انہیں اِمتیازات اور عدم مساوات کا مسئلہ درپیش
ہے۔ چھوٹے گروہ شکوہ کر رہے ہیں کہ اُن کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور اُن کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

۲۔ مذہبی اقلیتیں (Religious Minorities)

ہمارے ملک میں اقلیتوں کو بھی بعض اوقات عدم مساوات اور اِمتیازات کی شکایت ہوتی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے
ہیں کہ اُن کو پاکستان کے دیگر شہریوں کی طرح مساوی حیثیت حاصل نہیں۔ اِس مقصد کیلئے آواز بھی اُٹھائی
جاتی رہی ہے۔ اِس طرح کم تعداد کے حامل مذہبی فرقوں کو بھی عدم مساوات کا گلہ ہے۔

۳۔ غریب طبقہ (Poor Class)

ہمارے ملک میں معاشی عدم مساوات اور اِمتیازات کی وجہ سے دو طبقات پائے جاتے ہیں۔ ایک ایسا طبقہ
جن کا ملکی و مقامی وسائل اور سہولیات پر قبضہ اور اِجارہ داری ہے اور جو دولت جمع کرنے میں لگا ہوا ہے۔
ایسے لوگ اکثریت میں نہیں ہیں لیکن ملکی سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ اِس دولت اور ملکیت کی فراوانی کی وجہ
سے یہ لوگ سماجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی لحاظ سے مضبوط ترین طبقہ بن گئے ہیں۔

NOT FOR SALE

۴۔ سیاسی کارکنان (Political Workers)

پاکستان میں سیاسی قائدین اور جماعتیں عام کارکنان کا اِستحصال کرتی ہیں۔ مارشل لاء کے سخت اور مشکل حالات میں اِن کارکنان سے قربانیاں حاصل کی جاتی ہیں۔ غربت اور بے روزگاری کے باوجود رضا کارانہ طور پر پارٹی کی خدمت کرتے ہیں۔ جب سیاسی جماعتیں اِقتدار حاصل کرتی ہیں تو قائدین اپنے کارکنان کو بھول جاتے ہیں۔

۵۔ معذور، خواتین اور بچے (Disable / Women/Children)

معذو ں، بیواوؤں، خواتین اور بچوں کے ساتھ بھی اِمتیازی سلوک عام ہے۔ اِن لوگوں کو معاشرے کا فعال حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ معذوروں کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

مقامی اور قومی سطح پر معذوروں، بیواوؤں، خواتین اور بچوں کے ساتھ بھی اِمتیازی سلوک عام ہے۔ اِن لوگوں کو معاشرے کا فعال حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ معذوروں کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ بیواوؤں اور تیموں کے ساتھ زیادتی کرنا ایک عام بات ہے۔ خواتین کو دوسرے درجے کا شہری سمجھنا اور انہیں مواقع نہ دینا اور اِس طرح بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی یہاں اب معمول کی باتیں ہیں۔ اِن کچلے ہوئے طبقات کے تحفظ اور انہیں مساوی حیثیت دلانے کیلئے مؤثر قانون سازی کی ضرورت ہے۔ اِس حوالے سے عوام کو بھی رویے تبدیل کرنے ہونگے۔ معذوروں، خواتین اور بچوں کو مساوی حیثیت دلانے کیلئے عوامی شعور اُجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اِس عدم مساوات سے معاشرتی برائیاں پیدا ہوتی ہیں اور ایک مہذب معاشرہ کا قیام محض ایک خواب رہ جاتا ہے۔

معاشرہ میں عدل کے فروغ کے طریقے
(Methods of Promoting Equity in Society)

دیگر معاشروں کی طرح پاکستانی معاشرہ میں بھی عدم مساوات اور اِمتیازات پر قابو پانے اور عدل کے مختلف

NOT FOR SALE

طریقے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں جن میں اہم درجہ ذیل ہیں:

۱۔ آزاد عدلیہ (Independnent Judiciary)

عدم مساوات اور اِمتیازات کے خاتمہ کیلئے ایک بااِختیار اور آزاد عدلیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جلدی، فوری اور سستے اِنصاف کی فراہمی دادرسی کا بہترین اور موثر طریقہ ہے۔ یہ تب ممکن ہے جب عدلیہ آزاد اور بااِختیار ہو۔ آزاد عدلیہ اِسلئے ضروری ہے کہ یہ بغیر کسی دباؤ کے سب کو اِنصاف فراہم کر سکے۔ پاکستان میں اب عوام کو آزاد عدلیہ کی اہمیت کا اندازہ ہے۔ اِسلئے جب جنرل مشرف نے ملک کی اعلیٰ عدلیہ کو ہنگامی حالت کے اِعلان کے ذریعے ہٹایا تو عوام سراپا صدائے اِحتجاج بلند کرنے لگے اور بالآخر عدلیہ کو بحال کیا گیا۔ ملک کی عدلیہ کو اب عوام کی مکمل تائید حاصل ہے اِس لئے عدلیہ بھی مظلوم طبقات کی دادرسی کیلئے اِقدامات اُٹھا رہی ہے۔

۲۔ حقوق اور مساوات کی یقین دہانی (Surety of Rights and Equality)

ایک دوسرا اہم طریقہ یہ ہے کہ تمام شہریوں کو بلا کسی اِمتیاز کے یکساں اِنسانی حقوق، آزادی اور مساوات کی نہ صرف یقین دہانی کرائی جائے بلکہ اِسے عملی طور پر ممکن بھی بنایا جائے۔ ویسے تو پاکستان میں دستور 1973ء کے دفعات 8 تا 28 اِنسانی حقوق سے متعلق ہیں اور انہیں عدالتی تحفظ بھی حاصل ہے لیکن خلاف ورزی کی صورت میں عوام کی اعلیٰ عدلیہ تک رسائی ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عملی شکل میں عوام کو حقوق، آزادی اور مساوات فراہم کرے۔

۳۔ سچی سیاسی قیادت (Sincere Political Leadership)

کسی بھی کامیاب سیاسی نظام اور عوام کی خوشحالی کا اِنحصار قیادت پر ہے۔ تمام فیصلے اور قانون سازی سیاسی قیادت ہی کرتی ہے۔ جب قیادت سچی ہو تو پھر پالیسیاں اور قوانین عوام کے حق میں بنتے ہیں۔ ایسی قیادت عدم مساوات اور اِمتیازات کی بیخ کنی کرتی ہے۔ لیکن اِس بات کا اِنحصار عوام پر ہے کہ وہ کیسی قیادت منتخب

NOT FOR SALE

کرتے ہیں۔لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فیصلہ عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ مخلص، دیانتدار، تعلیم یافتہ، محبِ وطن، ایماندار اور متحرک قیادت کا اِنتخاب ذاتی مفادات سے ہٹ کر قومی سوچ کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

۴۔ مذہبی اقدار کا فروغ (Development of Religious Values)

پاکستان میں مذہب اِسلام کو صحیح روح کے ساتھ سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ مذہب کے حوالے سے برداشت، قبولیت، رواداری اور پُرامن انداز میں دوسرے کو سمجھانے کی بھی ضرورت ہے۔ اِسلام نے اقلیتوں کو جائز اور قابلِ اِحترام مقام دیا ہے اُس کی قدر ہونی چاہیئے۔ اِسلامی تعلیمات اِنسانی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔ اِن تعلیمات پر عمل ہونا چاہیئے۔ ہمیں ثابت کرنا ہوگا کہ ہم معیاری اور صحیح مسلمان ہیں۔ دوسروں کیلئے ہمیں ایک مثال بننا ہوگا۔ جب مذہبی اقدار کو صحیح معنوں میں فروغ حاصل ہو تب ایک معیاری معاشرہ قائم ہوتا ہے۔

۵۔ اِنسانی (اخلاقی) سوچ (Human Thinking)

عدم مساوات، ظلم، اِمتیازات اور غیر اِنسانی رویّوں کو ختم کرنے کیلئے ہمیں اِنسان بن کر سوچنا ہوگا۔ جب ہمیں یہ اِحساس ہو کہ دوسرا بھی اِنسان ہے۔ اِسے بھی میری طرح پیاس اور بھوک لگتی ہے، اُسے بھی آرام کی ضرورت ہوتی ہے، اُسکے بھی میرے طرح چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اِسے بھی میری طرح سردی اور گرمی لگتی ہے اور اُسے بھی میری طرح سر چھپانے کی جگہ چاہیئے۔ ہمیں یہ سوچ قانونی پابندیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اخلاقی طور پر اِختیار کرنی چاہیئے۔ جب ہم ایک دوسرے کو مساوی سمجھیں گے تو عدمِ مساوات ختم ہوجائے گی۔

۶۔ اِنصاف، مساوات اور حقیقی آزادی کیلئے جدوجہد
(Struggle for Justice, Equality and Freedom)

ایک بات بالکل واضح ہے کہ لوگوں کو اپنے حقوق اور آزادیوں کیلئے خود بھی آواز اُٹھانی پڑتی ہے۔ آزادی

NOT FOR SALE

لوگوں کے دلوں میں رہتی ہے اور جب یہ وہاں مرجاتی ہے تو کوئی نظام، حکومت، اِدارہ یا قانون اِس کی حفاظت نہیں کرسکتا۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ جو لوگ خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہیں کرتے خدا اُن کی حالت نہیں بدلتا۔ عدم مساوات، اِمتیازات اور ظالمانہ رویّوں اور سرگرمیوں کے خلاف آواز اُٹھانی پڑے گی۔ ہمیں خود اِنصاف کے حصول کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔

۷۔ قانون سازی (Legislation)

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عدم مساوات، اِمتیازات اور غیر مناسب سرگرمیوں کے خلاف سخت ترین قوانین بنائیں اور اِن قوانین کے نفاذ کو یقینی بنائے۔ آئین میں دیئے گئے حقوق کے ثمرات لوگوں تک پہنچنا چاہییں۔

اِمتیاز، تعصّب اور سٹیریوٹائپ کی تعریف
(Definition of Discrimination, Prejudice and Stereotype)

اِمتیازات (Discrimination)

کسی معاشرہ کے رُکن کے ساتھ نسل، جنس، عمر اور معذوری وغیرہ کی بنیاد پر مختلف سلوک کرنا اِمتیاز کہلاتا ہے۔ یہ کسی خاص گروہ کے حق میں یا اِس کے خلاف ہوسکتا ہے یعنی کہ اِمتیاز سے متاثرہ شخص مواقع اور بہتر سلوک حاصل کر رہا ہے یا اِس کا حصول اُس کیلئے شجرِ ممنوعہ ہے۔ البتہ جدید دور میں یہ منفی معنوں میں لیا جارہا ہے۔

کسی فرد یا گروہ کیساتھ نسل، طبقے وغیرہ کی بنیاد پر منفی سلوک کرنا اِمتیاز ہے۔ اِس میں ایک گروہ یا فرد دوسرے گروہ یا فرد کو مہیا مواقع، سہولیات سے محروم رکھتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے مطابق اِمتیاز کسی کے حق سے

اِنکار کا نام ہے۔ یہ اِمتیاز، رنگ، نسل، مذہب، کمزور اِقتصادی حالت، معذوری، عقیدہ، عمر، جنس اور نظریہ کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔ اِن سب میں نسلی اِمتیازات کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ بعض ممالک میں اِسے سرکاری سرپرستی حاصل ہوتی ہے۔ امریکہ میں کالے اور سفید کا مسئلہ، ہندوستان میں ہندوؤں کے سماجی طبقاتی نظام اور افریقہ میں نسلی اِمتیاز۔ اِمتیازات کو آج کے دور میں ایک انتہائی غیر اِنسانی کام سمجھا جارہا ہے۔ دُنیا کے تقریباً تمام مذاہب میں نسلی اِمتیاز کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اِسلام میں تو اِمتیازات کی کوئی گنجائش نہیں۔ اِسکی مختلف اقسام میں معاشی، نسلی، جنسی اور گروہی اِمتیازات شامل ہیں۔

تعصّب (Prejudice)

لفظ تعصّب کیلئے انگریزی میں prejudice کا لفظ اِستعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ لاطینی زبان کے الفاظ praejudicium سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے "قبل از وقت فیصلہ"۔ تعصّب کو کئی معنوں میں اِستعمال کیا جاتا ہے مثلاً قبل از وقت رائے کا تعین، طرفداری، متعصب فیصلے سے پہنچنے والا نقصان، بغض، بدگمانی اور بدظنی وغیرہ۔ اِنکارٹا اِنسائیکلوپیڈیا کے مطابق تعصّب کسی فرد یا چیز وغیرہ کے بارے میں کم علمی، غیر عقلی اِحساسات، نامعقول سٹیریوٹائپ یا بُغض کی وجہ سے قبل از وقت رائے ہے جو اُس فرد یا چیز کے حق میں نہیں ہوتا۔ تعصّب کا مطلب یہ بھی ہے کہ کسی فرد یا گروہ کو سماجی رُتبے، جنس، قومیت، نسل اور خاص مذہب کی بناء پر ناپسند کیا جائے، خوف محسوس کیا جائے یا بد اِعتمادی کی جائے۔ اِسی بنیاد پر کسی کو نقصان پہنچانا بھی تعصّب ہے۔ جم پریکٹیکل ڈکشنری کے مطابق تعصّب بلا غور رائے قائم کرنے کو کہا جاتا ہے۔ کتابستان ڈکشنری کے مطابق تعصّب سے مراد "میلانِ خاطر جس سے کسی کے مفاد (وغیرہ) کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔" سادہ الفاظ میں تعصّب کسی فرد یا گروہ کے بارے میں قبل از وقت یا پیشگی رائے قائم کرنا ہے جو عام طور پر اُس فرد یا گروہ کے حق میں نہیں ہوتا۔ جدید معنوں میں اِسے دوسرے لوگوں کے ساتھ اُن کا کسی دوسرے سماجی یا نسلی گروہ میں رکنیت کی بناء پر نفرت آمیز اور دشمنانہ رویّہ کو کہا جاتا ہے۔ اِن کی اہم مثالوں میں پسماندہ ممالک میں خواتین کے خلاف تعصّب اور امریکہ میں سیاہ فاموں کے خلاف سفید فاموں کا تعصّب۔

ہمارے معاشرے میں مختلف بنیادوں پر تعصّب عام ہے جس میں نسلی، لسانی، مذہبی اور معاشی تعصبات

NOT FOR SALE

سرفہرست ہیں۔ سیاست میں بھی تعصّب موجود ہے مثلاً علاقائی یا صوبائی تعصّب۔ یہ ایک غیر اِنسانی فعل ہے اور یہ اِنسانی عظمت، وقار اور مساوات کے خلاف ہے۔

لکیر کا فقیر (Stereotype)

سٹیریوٹائپ کا مطلب ایسے افراد یا گروہ جو جدید تقاضوں کو قبول نہیں کرتے۔ وہ اپنی ایک روایتی سوچ کے دائرے میں رہتے ہیں۔ معاشرے کی ترقی اور سماجی تغیر میں اِن کا کوئی خاص کردار نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں میں خودپسندی کا رُجحان دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ لوگ روایات پسند (Traditionalist) اور رُجعت پسند (Conservative) ہوتے ہیں۔ اُنہیں لکیر کے فقیر کہتے ہیں۔ سٹیریوٹائپ کو ایک اور معنی میں بھی اِستعمال کیا جاتا ہے یعنی کسی کو اُس کی اصلی حیثیت سے کم دکھانا یا بیان کرنا جسے انگریزی میں "Oversimplified Generalization" کہا جاتا ہے۔ سٹیریوٹائپ بھی اِمتیازات کا سبب بنتا ہے۔

تعصّب اور سٹیریوٹائپ کو اِمتیازات میں تبدیل کرنے والے طریقے
(Ways to Change Prejudice and Stereotype in Discrimination)

تعصّب اور سٹیریوٹائپ ہر اِنسانی معاشرہ میں پائے جاتے ہیں۔ البتہ اِسکا اثر کہیں زیادہ اور کہیں کم ہوتا ہے۔ پسماندہ معاشروں میں اِن کے آثار کچھ زیادہ ہوتے ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ پر اثرانداز ہوکر اِمتیازات کا سبب بنتے ہیں۔ تعصّب اور سٹیریوٹائپ کا اِمتیازات میں بدلنے کے کئی طریقے یا انداز ہیں جن میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

ا۔ تفریق یا تنہا کرنا (Segregation)

تفریق یا تنہا کرنا وہ عمل ہے جو تعصّب اور سٹیریوٹائپ کو اِمتیازات میں تبدیل کرتا ہے۔ ایک ہی معاشرہ

NOT FOR SALE

میں رہنے والے ایک اعلیٰ یا بالادست نسلی گروہ کا ایک ادنیٰ یا کمزور گروہ کے خلاف متعصّبانہ رویہ اِمتیازات کا باعث بنتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں ایک نسلی گروہ کو قانونی، رسمی یا پھر دونوں طریقوں سے معاشرہ کے بالادست گروہ سے جدا کیا جاتا ہے۔ مثلاً جنوبی افریقہ میں سیاہ فام گروہ کو سفید فام گروہ سے جدا کرنا۔ بعض اوقات اقلیتی گروہ کے ارکان کو معاشرتی کلبوں سے نکالا جاتا ہے یا اُن کی خاص ملازمتوں اور تعلیمی مواقع تک رسائی میں رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔ اگر اِن گروہوں کو قانونی طریقوں سے یکجا کرنے کی کوشش بھی کی جائے تب بھی تعصب کی چنگاری وہاں موجود ہوتی ہے البتہ اِسے کسی حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔ تعصب اور سٹیریو ٹائپ کی اِنتہاء بھی امتیازات کو جنم دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ہندو سماج میں برہمن اور شودر گروہوں کے درمیان تعصب اور سٹیریو ٹائپ کی خلیج نے نفرتوں میں اضافہ کیا ہے۔

۲۔ معاشی و سیاسی طاقت کا استعمال (Use of Political and Economic Power)

ایک ہی معاشرہ میں روایت پسند و تغیر دشمن گروہ اور کچلے ہوئے اور تغیر پسند گروہ کے درمیان تعصب اور سٹیریو ٹائپ اِمتیازات کا سبب بنتے ہیں۔ روایت پسند گروہ سیاسی و معاشی میدان میں اپنی اِجارہ داری قائم کر کے دوسرے گروہ کا اِستحصال کرتا ہے جس کی وجہ سے اِمتیازات پیدا ہوتے ہیں۔ دونوں گروہوں کے درمیان ایک نظریاتی جنگ شروع ہوجاتی ہے جو اکثر اِنقلابات کی شکل اختیار کرتی ہے۔ یہی طبقہ اکثر اقتدار میں ہوتا ہے اور ملک کی انتظامیہ میں بھی اِن کا اثر رسوخ ہوتا ہے اِسلئے وہ اپنے مفادات کو مستحکم بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ لہٰذا سیاسی و معاشی طاقت کا اِستعمال ایک اور اہم طریقہ ہے جو تعصب اور سٹیریو ٹائپ کو اِمتیازات میں تبدیل کرتا ہے۔ پاکستان میں جاگیردار، صنعت کار اور سرمایہ دار وہی لوگ ہیں جو عام لوگوں کے خلاف اپنی معاشی اور سیاسی طاقت کا اِستعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف اِمتیازات بلکہ خطرناک امتیازات فروغ پارہے ہیں۔

۳۔ انتہا پسندانہ طریقہ (Extremism)

مذہبی و فرقہ ورانہ تعصب اور ایک ہی مذہب کے اندر روایت پسندی اور جدت پسندی باہمی تعصب اور سٹیریو

NOT FOR SALE

ٹائپ کی مثالیں ہیں۔ جب یہی چیزیں شعوری یا لاشعوری طور پر فروغ پاتی ہیں تو اِمتیازات وجود میں آتے ہیں۔ یہ بات عام طور پر مشاہدے میں آتی ہے کہ ان حالات میں ایک گروہ دوسرے گروہ پر اپنی سوچ اور نظریات کو طاقت اور انتہا پسندانہ انداز میں مسلط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ مذہبی اور فرقہ ورانہ جنگ مستقل اِمتیازات کی شکل میں جاری و ساری رہتی ہے۔ مذہب کے علاوہ نسلی گروہوں میں بھی یہی انتہا پسندانہ انداز کارفرما ہوتا ہے جو اِمتیازات کو قابو میں رکھنے کی بجائے اِسے مزید ہوا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر کراچی میں مختلف نسلی گروہوں کے درمیان امتیازات نے اِنتہا پسندانہ انداز اپنالیا ہے جو قومی یکجہتی کیلئے زہر قاتل ہے۔ اِسی طرح بلوچستان میں بھی بلوچ قومیت کی اِحساسِ محرومیت اور اُن کے خلاف اِمتیازی روش نے خطرناک شکل اِختیار کرلی ہے۔

۴۔ اِجتماعی سوچ کا فقدان (Lack of Collective Thinking)

اِجتماعی سوچ کا فقدان بھی بالواسطہ طور پر تعصب اور سٹیریو ٹائپ کو اِمتیازات میں تبدیل کرنے کا ایک سبب ہے۔ جب اِن مسائل پر قابو پانے کیلئے اِجتماعی و ریاستی کوشش نہ کی جائے اور اِن مسائل کو نظر انداز کیا جائے تو پھر فطری طور پر یہ امتیازات میں بدل جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں علاقائیت اور صوبائیت کا غلبہ ہے۔ گروہی سوچ نے قومی و اجتماعی سوچ کو مٹادیا ہے۔ ریاستی طور پر یکجہتی پیدا کرنے اور گروہوں و قومیتوں کی محرومیت کو ختم کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوئی۔ تعصبات اور سٹیریو ٹائپ پر قابو پانے کیلئے ذرائع کو موثر طور پر اِستعمال نہیں کیا گیا تو پھر ان کا مستقل اور خطرناک اِمتیازات میں بدل جانا ایک فطری امر ہوگا۔

پاکستانی معاشرہ میں نااِنصافیوں کی نشاندہی
(Identification of injustices in Pakistani Society)

پاکستان میں دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح زندگی کے مختلف پہلوؤں میں نااِنصافیاں ہوتی رہی ہیں۔ اِس کی نشاندہی درج ذیل نکات کے ذریعے کی جاسکتی ہے:

NOT FOR SALE

۱۔ بارسوخ شخصیات کی قانون سے بالادستی

(Supremacy of Influential People from Law)

پہلی اور اہم ناانصافی یہ ہے کہ ملک میں بارسوخ طبقہ قانونی گرفت سے آزاد ہے۔ بڑے بڑے لوگ اہم اہم عہدوں پر تعینات رہتے ہیں۔ شریف لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے لیکن ایسے بدنما چہروں کو عزت اور اِحترام دیا جاتا ہے۔ سرمایہ دار، بڑے سرکاری افسران، کئی سیاست دان، کارخانہ دار، جاگیردار، تاجر اور سمگلر معاشرتی اور سیاسی طور پر بڑے محترم سمجھے جاتے ہیں۔

۲۔ سرکاری اختیارات کا ذاتی یا غلط اِستعمال (اِنتظامی مسائل)

(Misuse or Personal Use of Public Powers (Executive Problems)

پاکستان میں دوسری ناانصافی یہ ہے کہ کئی بڑے بڑے سرکاری افسران اپنے سرکاری اِختیارات اور وسائل کا ذاتی یا غلط اِستعمال کرتے ہیں۔ بدعنوانی، اقرباء پروری، اہلیت کا قتل، سُرخ فیتہ، اِختیارات کی مرکزیت، رشوت اور چوری وغیرہ اب معمول کی باتیں ہیں۔ پاکستان کے چیف جسٹس اِفتخار محمد چودھری نے ایک موقع پر کہا کہ آخر کار حکومت کو سرکاری عہدوں کیلئے اچھے لوگ کیوں نہیں ملتے۔ کئی اِنتظامی مسائل کی وجہ سے ملک میں ناانصافیاں ہو رہی ہیں۔

۳۔ بچوں سے مشقت اور جبری مشقت (Child Labour/ Forced Labour)

ہمارے ملک میں ایک اہم ناانصافی یہ بھی ہے کہ بچوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ ہر جگہ کم عمر بچوں کو مشقت کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہال میں بچوں سے مشقت لینے کے خلاف سیمینار جاری رہتا ہے جبکہ اُسی ہال کے باہر سکول کی بچیوں سے شرکاء کیلئے چائے کے برتن صاف کروائے جاتے ہیں۔ بچوں سے مشقت لینے میں والدین، حکومت اور معاشرہ تینوں برابر کے شریک ہیں۔ کسی کا دباؤ اور کسی کی خاموشی اِس گناہ کا سبب ہیں۔ ملک میں جبری مشقت کی شکل میں بھی ناانصافی نظر آتی رہتی ہے۔ لوگوں کو غلام بنا کر اُن سے گھنٹوں گھنٹوں مشقت لی جاتی ہے۔ اُنہیں مقروض بنا کر یا پھر کسی اور مشکل میں پھنسا کر مشقت پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اُن

NOT FOR SALE

کے ساتھ غیر اِنسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ مزدوروں سے بلا اُجرت آٹھ گھنٹے سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔

۴۔ خواتین کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک (Injustices with Woman)

پاکستان میں روایتی معاشرہ ہونے کی وجہ سے خواتین کے ساتھ اِمتیازی سلوک اور نااِنصافیاں کی جاتی ہیں۔ اُن کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے خاطر خواہ مواقع نہیں ہیں، بعض مواقع پر اُن کو اپنے حقوق نہیں دیئے جاتے ہیں۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ خواتین کو وہ حقوق بھی حاصل نہیں جن کی وہ مذہبی طور پر حقدار ہوتی ہیں۔ خواتین کے کام اور محنت کو تسلیم نہیں کیا جاتا اور مرد کو کئی اُمور میں غیر ضروری طور پر بالادستی حاصل ہے۔

۵۔ اِقتصادی عدم مساوات اور طبقاتی زندگی:

(Econimic Inequality and Class Life)

ایک اور اہم نااِنصافی یہ ہے کہ یہاں وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ ملکی وسائل چند خاندانوں کے قبضے میں ہیں۔ امیر امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے زندگی کے ہر شعبے میں اِجارہ داری قائم کی ہوئی ہے۔ دوسری جانب غریب اور درمیانی طبقہ ہے۔ غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ غریبوں کا بُری طرح اِستحصال کیا جا رہا ہے۔ غریبوں کو زندگی کی بنیادی سہولیات میسر نہیں۔ زندگی کے ہر میدان میں اِن لوگوں کے ساتھ نااِنصافی اور زیادتی ہوتی رہی ہے۔

۶۔ سیاسی اِستحصال (Political Exploitation)

ملک میں غریب اور ناخواندہ عوام کا جھوٹے وعدوں، غیر ذمہ دارانہ نمائندگی، مفاد پرستی اور سیاسی اِختیارات کے غلط اِستعمال کے ذریعے سیاسی اِستحصال کیا جاتا ہے۔ یہ طرزِ عمل اِنصاف کے تقاضوں کے عین خلاف ہے۔ سیاسی جماعتیں، حزبِ اِختلاف اور حزبِ اِقتدار حتیٰ کہ سب سیاسی قوتیں سیاسی اِستحصال میں مصروف رہتی ہیں۔ چند خاندان سیاست پر قابض ہیں اور سیاست کو سرمایہ کاری کیلئے بہترین میدان قرار دیا گیا ہے۔ غریب کیلئے سیاست شجرِ ممنوعہ ہے۔

NOT FOR SALE

۷۔ میرٹ اوراہلیت کی خلاف ورزی (Violation of Merit)

ہمارے ہاں عموماً میرٹ اوراہلیت کی خلاف ورزی ہوتی رہی ہے۔سرکاری ملازمتوں اورسرکاری مراعات میں اقرباء پروری، رشوت اور بدعنوانی عام ہے۔اہل لوگ مایوسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔قابل، دیانتدار، ذہین، محنتی اور ایماندار افراد کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔سرکاری محکموں میں خودغرض اور مفاد پرستوں کی اِجارہ داری ہے۔بڑے بڑے عہدوں پر تقرری سیاسی وابستگی کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

۸۔ حکومت کی بے حسی (Senselessness of Government)

پاکستان میں بدقسمتی سے حکومت ہر میدان میں بے بس نظر آتی ہے۔ملک بدعنوانی، اقرباء پروری، بے روزگاری، اِنتہاپسندی، رشوت ستانی، مہنگائی، سرخ فیتہ، اِختیارات کی مرکزیت، بدامنی، لاقانونیت، نسلی ولسانی تنازعات اور غربت وغیرہ جیسے لاتعداد مسائل کی لپیٹ میں ہے اور ہر حکومت سیاسی مصلحتوں کی بنیاد پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی رہتی ہے۔یہ تمام مسائل عدم مساوات، ناانصافیوں اور اِمتیازات کی جڑیں ہیں۔

NOT FOR SALE

اِنصاف کے لوازمات
(Essentials of Justice)

ایک بہترین نظام کا قیام تب ممکن ہے جب سب لوگوں کو سستا اور فوری اِنصاف ملے۔اِنصاف کے لوازمات درجہ ذیل ہیں:

۱۔ آزاد اور بااِختیار عدلیہ (Independent Judiciary and Competent)

تمام شہریوں کو بلااِمتیاز اور فوری اِنصاف کی فراہمی کیلئے ایک باوقار، آزاد اور بااِختیار عدلیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔اِنصاف کو یقینی بنانے کیلئے سب سے اہم کردار عدلیہ ہی ادا کرتی ہے۔جب اِس پر پابندی ہو اور یہ بے اِختیار ہو تو کیسے ممکن ہے کہ عدلیہ لوگوں کو غیرجانبداری کے ساتھ اِنصاف فراہم کرسکے۔اِسلئے ہر ملک کے دستور میں عدلیہ کی آزادی کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ جہاں یہ تحفظ زیادہ اور عملی ہو تو وہاں لوگوں کو اِنصاف مل سکتا ہے۔

۲۔ سستا اور فوری اِنصاف (Cheap and speedy Justice)

حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو سستا اور فوری اِنصاف کی فراہمی کو یقینی بنائے۔اِس مقصد کیلئے آئین اور قانون کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔افلاطون نے ڈھائی ہزار سال پہلے کہا تھا کہ ایک عظیم ریاست اِنصاف کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ارسطو نے کہا تھا کہ ریاست میں بے اِنصافی اِنقلاب کا سبب بن سکتی ہے۔اِسلئے جب حکومت اِنصاف کی فراہمی کیلئے نظام بنائے تو اِس بات کو بھی یقینی بنائے کہ لوگوں کو سستا اور فوری اِنصاف ملے۔کیونکہ اگر اِنصاف میں تاخیر ہوجائے تو یہ بے اِنصافی کے برابر ہے۔

۳۔ آسان رسائی (Easy Access)

اِنصاف کے تقاضے تب پورے ہوسکتے ہیں جب اِنصاف دینے والے حکام اور اِداروں تک رسائی آسان ہو۔لوگوں کو اُن کی دہلیز پر اِنصاف ملنا چاہیئے۔غریب آدمی کیلئے اِنصاف کا حصول تقریباً ناممکن ہے۔ایک تو

NOT FOR SALE

اُن کے پاس عدالتی اخراجات کے لیے وسائل نہیں ہوتے اور دوسری بات یہ کہ عدالتی کاروائی کی طوالت کی وجہ سے انہیں بار بار عدالتوں کے چکر کاٹنے پڑتے ہیں اور اُنکی ملازمت یا کاروبار وغیرہ پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اکثر لوگ عدالتی پیچیدگیوں کی وجہ عدالت جانے سے گریز کرتے ہیں۔ اِسلئے اِنصاف کے لوازمات میں اِس بات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کہ انصاف کی رسائی کو آسان بنایا جائے۔

۴۔ انصاف پرمبنی فیصلے (Justice Based Decisions)

اِنصاف پرمبنی فیصلے وہی ہوتے ہیں جب ہر سائل کو اُس کا پورا حق دیا جائے اور اِنصاف کی فراہمی میں بے اِنصافی نہ ہو۔ ہر سائل کو عدالت کے فیصلے پر اگر خوشی اور اِطمینان حاصل ہو تو یہ حقیقی اِنصاف ہے۔ اِسلئے عدالتی نظام میں ایسی اِصلاحات کی ضرورت ہے کہ ہر فرد کو مکمل اِنصاف مل سکے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ظالم اور مظلوم کی صحیح نشاندہی بہت ضروری ہے۔ بعض اوقات بے گناہ لوگ غیر ذمہ دارانہ اور جھوٹی شہادتوں کے ذریعے پھنس جاتے ہیں اور اصلی مجرم بچ جاتے ہیں۔

۵۔ میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر فیصلے (Decisions Based on Merit)

نا اِنصافیوں کے خاتمہ اور دادرسی کیلئے مجاز اِداروں اور حکام کیلئے ضروری ہے کہ تمام فیصلے میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر ہوں۔ اِس طرح کسی بھی گروہ یا فرد کو عدم مساوات، اِمتیازات اور ظلم کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ ملازمتوں کی فراہمی میں اہلیت کو اہمیت دینی چاہیئے تاکہ ہر شہری اپنی صلاحیتوں کے مطابق صحیح مقام حاصل کر سکے۔ تمام ترقیاتی کاموں میں ملک کے ہر حصے کو نمائندگی دینی چاہیئے اور یہ فیصلے بھی میرٹ کی بنیاد پر ہونے چاہییں۔

۶۔ عدالتی فیصلوں کا نفاذ (Execution of Judicial Decisions)

اِنصاف کیلئے ضروری ہے کہ ملک میں ایسا خودکار اور تیز رفتار نظام موجود ہو جو کہ فوری طور پر عدالتی فیصلوں کو نافذ کر سکے۔ عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد اکثر تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کئی اِنتظامی مسائل سامنے آجاتے ہیں۔ اِس طرح مظلوم کی دادرسی بروقت نہیں ہو پاتی۔ ایک طرف عدالت کی کاروائی تیز رفتار اور دوسری

NOT FOR SALE

جانب اِسکے فوری نفاذ کا اِنتظام ہونا چاہیئے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ عدالتی فیصلے تو ہو جاتے ہیں لیکن اِن کے نفاذ یا اِس سے فائدہ لینے میں کافی وقت لگتا ہے جو اِنصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

۷۔ بار اور بنچ کی مخلصانہ کوششیں (Faithful Efforts of Bar and Bench)

اِنصاف اور دادرسی میں سب سے اہم کردار بار اور بنچ ادا کرتی ہے۔ اِس کے لئے لازمی ہے کہ بار (وکلاء) اور بنچ (جج) کے درمیان اچھے تعلقات قائم ہوں۔ نہ صرف تعلقات بلکہ اِن لوگوں میں اِنصاف کی فراہمی اور دادرسی کا جذبہ بھی ہونا چاہیئے۔ چونکہ اِن حضرات کا اِنصاف سے براہِ راست تعلق ہوتا ہے اِسلئے ضروری ہے کہ یہ لوگ اِنصاف کی جلدی، سستی اور صحیح فراہمی کیلئے راستے بھی تلاش کرتے جائیں۔ اِن کی متحدہ اور مخلصانہ کوششوں سے بہت کچھ ممکن ہے۔

۸۔ اِنصاف سب کیلئے (Justice for All)

دادرسی موثر طریقے سے تب ممکن ہے جب اِنصاف سب کیلئے ہو۔ اِنصاف کی فراہمی میں کوئی اِمتیاز روا نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ حکمرانوں کو بھی اِنصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کرنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کا اِعتماد بحال ہو۔

۹۔ گواہان کی حوصلہ افزائی اور تحفظ (To Encourage and Protect Witnesses)

دادرسی اور اِنصاف کی فراہمی میں سب سے اہم کردار گواہوں کا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے لوگ گواہی دینے سے ڈرتے ہیں اور اُن کا ڈر بجا بھی ہے کیونکہ گواہوں کو کوئی تحفظ نہیں۔ طاقتور مجرم گواہوں کو ڈرا دھمکا دیتے ہیں۔ اُن کی زندگی اجیرن بنائی جاتی ہے۔ پولیس اُن کو بے جا تنگ کرتی ہے۔ اِسلئے لوگ گواہی کو چھپاتے ہیں اگرچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ گواہی کو مت چھپاؤ۔ ایک ایسے خودکار نظام کی ضرورت

ہے کہ جس میں گواہوں کے نہ صرف تحفظ کو یقینی بنایا جائے بلکہ سچے گواہان کی حوصلہ افزائی بھی ہونی چاہیئے تا کہ لوگ گواہی دینے میں خوف کے بجائے فخر محسوس کریں۔

ایسی سرگرمیوں کی تجاویز جو مقامی، ملکی اور عالمی سطح پر اِنصاف کا سبب بن جائیں
Proposing Activities Causing Justice at Local, National and Global Level

۱۔ حقوق اور آزادی کا شعور (Consciousness of Rights and Freedom)

جب افراد کو اپنے حقوق اور آزادی کے بارے میں معلوم ہو اور اُن میں یہ شعور موجود ہو تو اُن کے ساتھ بے اِنصافی نہیں ہو سکتی یا ہونے کا اِمکان بہت کم ہوتا ہے۔ اِسلئے حقوق و فرائض کو نصاب میں لازمی طور پر شامل کیا جانا چاہیئے۔ میڈیا کے ذریعے بھی حقوق و فرائض کی تشہیر ہونی چاہیئے۔ اِس طرح لوگوں کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملک کے دستور، اِسلام اور عالمی سطح پر اُن کے حقوق اور فرائض کیا ہیں۔ بے اِنصافی وہاں زیادہ ہوتی ہے جہاں لوگ اپنے حقوق و فرائض اور آزادی سے بے خبر ہوں۔ جہاں خواندگی کی شرح زیادہ ہے وہاں بے اِنصافی کے اِمکانات کم ہوتے ہیں۔

۲۔ اِنصاف، حقوق اور آزادی کے حصول کیلئے جدوجہد
(Struggle for Justice, Rights and Freedom)

حقوق و فرائض اور آزادی کا صرف شعور کافی نہیں۔ افراد کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جائز اور قانونی حقوق و آزادی کے حصول کیلئے اِنفرادی اور تنظیمی صورتوں میں جدوجہد بھی کریں۔ ایسے اِداروں، گروہوں اور جماعتوں کی حمایت کریں جو اُن کے حقوق و آزادی کیلئے مصروفِ عمل ہوں۔ اِنسانی حقوق اور اِنصاف کیلئے علاقائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف تنظیمیں سرگرمِ عمل ہیں۔ اِن میں حقیقی اور موثر تنظیموں کا ساتھ دینا لازمی ہے۔ آزادی لوگوں کے دلوں میں رہتی ہے اور جب آزادی وہاں مرجائے تو دُنیا کی کوئی طاقت

NOT FOR SALE

آزادی کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ اِنصاف کے حصول کیلئے جدوجہد لازمی ہے اور بے اِنصافیوں پر خاموشی خطرناک جرم ہے کیونکہ اِس سے ظالموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

۳۔ صحیح اور اہل قیادت کا اِنتخاب
(Election of Competent and Sincere Leadership)

آج کا دور جمہوری دور ہے اور اِختیارات عوام کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ عوام اِن اِختیارات کا اِستعمال منتخب نمائندوں کے ذریعے کرتے ہیں۔ ملک کا قانون و دستور ساز اِدارہ یعنی مقننہ عوام کے نمائندوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی اِدارہ ملک کیلئے نظام اور اِداروں کا تعین کرتا ہے۔ اگر یہ نمائندے اہل، تعلیم یافتہ اور قابل ہوں تو اِن کے بنائے ہوئے قوانین و دساتیر بھی صحیح اور عوام دوست ہونگے۔ اِس طرح اِنصاف کا نظام بھی درست ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ لوگ صحیح قیادت کا اِنتخاب کریں۔

۴۔ موثر عدالتی نظام اور آزاد عدلیہ
(Effective Judicial System and Independent of Judiciary)

اِنصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے موثر عدالتی نظام، قانون اور آزاد عدلیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ عدالتیں علاقائی، ملکی اور عالمی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ اگر عدالتی نظام صحیح ہو، اِس میں لاگو قانون موثر اور درست ہو اور عدلیہ بھی آزاد ہو تو کوئی بات نہیں کہ لوگوں کو اِنصاف نہ ملے۔ عدالت بلا اِمتیاز قانون کے ذریعے اِنصاف کیسے دیتی ہے۔ اِسلئے اِن تینوں چیزوں کا موثر ہونا لازمی ہے۔

۵۔ بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں کا کردار
(Role of Regional/Global Organisations)

عالمی اور علاقائی سطح پر کئی اِدارے اِنسانی فلاح کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اِن میں اقوامِ متحدہ، اِسلامی سربراہی کانفرنس، غیر وابستہ ممالک کی تحریک، عرب لیگ، اِقتصادی تعاون کی تنظیم، شنگھائی تعاون کی تنظیم،

NOT FOR SALE

عالمی عدالتِ اِنصاف اور سارک وغیرہ ایسی تنظیمیں ہیں کہ اگر موثر اور غیر جانبدارانہ کردار ادا کریں تو اِنصاف کی فراہمی میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱۔ غریبوں کا اُن کی غربت کی بنیاد پر امیر طبقے کی طرف سے۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتا رہا ہے۔

۲۔ جستجو خوب تر اِنسانی۔۔۔۔۔۔۔۔کا غالب حصہ ہے۔

۳۔ عدم مساوات اور ترقی دو۔۔۔۔۔۔۔۔چیزیں ہیں۔

۴۔ آزاد عدلیہ اِسلئے ضروری ہے کہ یہ بغیر کسی۔۔۔۔۔۔۔کے سب کو اِنصاف فراہم کر سکے۔

۵۔ اِنصاف اور دادرسی میں سب سے اہم کردار بار اور۔۔۔۔۔۔۔ادا کرتی ہے۔

2۔ درجہ ذیل سوالات کے موزوں جواب یعنی ا، ب، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

۱۔ موسمی اور موقع پرست لوگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے گرد گھیرا ڈالتے ہیں اور ذاتی مفادات حاصل کرتے ہیں۔

(ا) حاکموں (ب) عوام (ج) دشمنوں (د) دوستوں

۲۔ دوسروں کیلئے ہمیں ایک۔۔۔۔۔۔۔۔کے طور پر پیش ہونا ہوگا۔

(ا) مثال (ب) دوست (ج) سہارا (د) مہمان

NOT FOR SALE

۳۔ پاکستان ایک کثیر القومی ریاست ہے یعنی نسلی و لسانی بنیادوں پر اِستوار ایک۔۔۔۔۔۔۔۔ معاشرہ۔

(ا) تفریحی (ب) فلاحی (ج) آزاد (د) خودمختار

۴۔ ہر حکومت سیاسی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی بنیاد پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی رہتی ہے۔

(ا) مصلحتوں (ب) شوق (ج) علم (د) فرق

۵۔ اِنصاف کی فراہمی میں کوئی۔۔۔۔۔۔۔۔روا نہیں رکھنا چاہیئے۔

(ا) امتیاز (ب) دولت (ج) سفارش (د) رشتہ

۶۔ اِنصاف کے حصول کیلئے جدوجہد لازمی ہے اور بے اِنصافیوں پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔خطرناک جرم ہے۔

(ا) خاموشی (ب) سزا (ج) دادرسی (د) خوش ہونا

3۔ کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
معیاری	رویئے
مظلوم	پسندی
رُجعت	اقدار
لاچاری	محرومیت
عدم مساوی	مفلسی
اِحساسِ	معاشرہ
مذہبی	طبقات

NOT FOR SALE

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

۱۔ خطبۃ الوداع اِنسانی مساوات کی تاکید کرتا ہے۔ صحیح۔غلط
۲۔ تنہاسازی اِمتیازات ختم کرنے کا ایک اہم عمل ہے۔ صحیح۔غلط
۳۔ کسی فرد یا گروہ کے بارے میں پیشگی رائے قائم کرنا سٹیریوٹائپ ہے۔ صحیح۔غلط
۴۔ پاکستان میں کوئی مذہبی اِنتہاپسندی نہیں ہے۔ صحیح۔غلط
۵۔ پاکستان میں چند مخصوص لوگ اِقتدار کے ایوانوں پر قابض ہوتے ہیں۔ صحیح۔غلط
۶۔ بلوچستان کے عوام کو عدم برابری کا شکوہ ہے۔ صحیح۔غلط
۷۔ پاکستان میں چھوٹے لسانی و نسلی گروہوں کو اِمتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ صحیح۔غلط
۸۔ ہمارے ملک میں معذوروں کو معاشرہ کا فعال حصہ سمجھا جاتا ہے۔ صحیح۔غلط

5۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں؟

۱۔ مساوات کی تعریف کریں؟
۲۔ عدل سے کیا مراد ہے؟
۳۔ پاکستان میں اہم لسانی و نسلی گروہوں کے نام بتائیں؟
۴۔ پاکستان میں اِقتصادی طبقاتی زندگی کی وجوہات بیان کریں؟
۵۔ گواہان کی حوصلہ افزائی اور تحفظ کیوں ضروری ہے؟

6۔ درجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیں:

۱۔ عدم مساوات کیا ہے اور پاکستان میں اِس کی اقسام کون کون سی ہیں؟
۲۔ پاکستان میں عدم مساوات کی وجوہات بیان کریں؟

NOT FOR SALE

۳۔ پاکستان میں عدم مساوات کے اثرات پر سیر حاصل بحث کیجئے؟
۴۔ پاکستان میں اُن گروہوں کی نشاندہی کریں جن کو مقامی اور قومی سطح پر اِمتیازات کا سامنا ہے؟
۵۔ عدل کے مختلف طریقوں کی وضاحت کریں؟
۶۔ تعصب اور سٹیریوٹائپ کا اِمتیازات میں تبدیل کرنے والے طریقے تفصیل سے بیان کریں۔
۷۔ پاکستانی معاشرہ میں نا اِنصافیوں کی نشاندہی کریں؟
۸۔ اِنصاف کے اہم لوازمات تحریر کیجئے؟
۹۔ ایسی سرگرمیوں کی تجاویز پیش کریں جو مقامی، ملکی اور عالمی سطح پر اِنصاف کا سبب بن جائیں؟

عملی سرگرمیاں:

سرگرمی نمبر۱۔ آزاد عدلیہ کی اہمیت پر مضمون نویسی کا مقابلہ کریں۔
سرگرمی نمبر۲۔ اپنے معاشرہ میں ہونے والی نا اِنصافیوں اور عدم مساوات کی چند مثالیں چارٹ پر لکھیں۔
سرگرمی نمبر۳۔ اِسلام میں اِنصاف کی اہمیت پر مباحثہ کریں۔

NOT FOR SALE

باب ۹

فعال اور ذمہ دار شہری

Active and Responsible Citizen

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ ایک فرضی اِنتخابی مہم چلائیں یا طلبہ تنظیم کی کسی کیلئے انتخابی مہم چلا سکیں۔

۲۔ ٹیلی ویژن پر قومی اِسمبلی یا صوبائی اِسمبلی کی کاروائی دیکھ سکیں۔

۳۔ قومی یا صوبائی اِسمبلی کے کاروائی کی نقل کر سکیں یا طلبہ کونسل کی میٹینگ میں شرکت کر سکیں۔

۴۔ طلبہ وحکومت کونسل کی تشکیل کیلئے کام کر سکیں تا کہ باہمی مفادات حاصل کئے جا سکیں۔

۵۔ قومی وصوبائی اِسمبلی کے ارکان کو خطوط لکھ سکیں تا کہ وہ آپ کی نشاندہی کرنے والے مسئلے پر ایوان میں بحث کیلئے مائل کیا جا سکے۔

۶۔ متعلقہ قومی یا صوبائی یا سول سوسائٹی کے ارکان کو دعوت دے سکیں تا کہ وہ کسی مقامی ،علاقائی یا قومی مسئلے کو صحیح انداز میں سمجھ سکیں جس پر قومی یا صوبائی اِسمبلی میں بحث شروع ہو سکے۔

۷۔ ایک اِنتخابی منشور تیار کر سکیں۔

۸۔ برادری کی خدمت میں حصہ لے سکیں۔

۹۔ اپنے تجربات پر مبنی رپورٹ دے سکیں۔

۱۰۔ کسی جرنل میں اپنے تجربات کو شامل کر سکیں۔

۱۱۔ کسی حادثے مثلاً زلزلہ سیلاب وغیرہ کی فرضی مشق کر سکیں۔

۱۲۔ سانحات وحادثات کے خطرات کو کم کرنے والے اقدامات کی نشاندہی کر سکیں۔

فعال اور ذمہ دار شہری کی تعریف
(Definition of Active and Responsible Citizen)

فعال اور ذمہ دار شہری سے مراد کسی ملک کے رہائشی وہ باشندے ہوتے ہیں جو مملکتی اُمور میں دیانتداری اور اِخلاص کے ساتھ بھر پور حصہ لیتے ہیں۔ یہ وہ شہری ہوتے ہیں جن میں اِحساسِ مدنیت(Civic Sense) کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ اپنے حقوق اور فرائض سے نہ صرف باخبر ہوتے ہیں بلکہ اُن پر عمل بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ معاشرہ میں مثبت، تخلیقی وتعمیری کردار ادا کرتے ہیں۔

نقل یا براہِ راست شرکت کے ذریعے سیکھنا
(Learning Through Simulation or Direct Participation)

لوگ کئی سرگرمیوں میں براہِ راست حصہ لے کر یا اُس کی نقل و مشق کر کے بہروپیہ بن کر بہت ساری سیاسی، سماجی اور معاشی سرگرمیوں میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسی سرگرمیاں سکول وکالج کی سطح پر کی جائیں تو اِس کا اثر دیرپا اور مثبت ہوگا۔ طلباء وطالبات عملی زندگی میں بہت کامیاب ثابت ہو سکتے ہیں۔ صرف کتابوں سے علم حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ عملی سرگرمیاں اور اِن کی مشق کر کے ایسا بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے جو کتابوں کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری روزمرہ زندگی میں ایسی بے شمار سرگرمیاں ہوتی ہیں جن میں طلباء وطالبات براہِ راست حصہ لے کر عملی تربیت حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سیاسیات یا سوکس کے طلباء وطالبات کسی جلسہ و

NOT FOR SALE

جلوس یا واک وغیرہ میں عملی حصہ لے سکتے ہیں اور تجربہ و مشاہدات کے ذریعے وہاں سے بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اِس کے علاوہ اگر عملی سرگرمیوں میں کسی وجہ سے حصہ لینا ممکن نہ ہو تو اِدارے کے اندر فرضی طور پر ایسی سرگرمیاں کی جاسکتی ہیں جن میں طلباء و طالبات حصہ لے سکتے ہیں اور اُن کے علم اور تجربے میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً سکول میں فرضی سیاسی جلسہ و جلوس کا اِہتمام کیا جاسکتا ہے جس میں فرضی قیادت تقریر کرے یا فرضی سیاسی جماعت بنا کر اِن کے عہدے داروں کا اِنتخاب کیا جاسکتا ہے۔

براہِ راست حصہ لینے یا فرضی مشق کے ذریعے ایسا علم حاصل ہوتا ہے جو عملی زندگی میں بہت مفید ہوتا ہے۔ اِس میں طلباء و طالبات کی دلچسپی بھی ہوتی ہے اور سیکھنے کا عمل آسان اور موثر بھی ہوتا ہے۔ اِس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں دی جارہی ہیں۔

سرگرمی ۱۔ فرضی اِنتخابی مہم کا مظاہرہ یا طلباء تنظیم کے اِنتخابی مہم میں بلاواسطہ شرکت۔

سرگرمی ۲۔ ٹی وی پر صوبائی اور قومی اِسمبلی کی کاروائی دیکھیں اور اگلے دن کلاس میں اِس پر عام بحث کی جائے۔

سرگرمی ۳۔ قومی و صوبائی اِسمبلی کا فرضی اِجلاس منعقد کرے یا طلباء کونسل کی کاروائی میں شرکت کرے۔

سرگرمی ۴۔ لابی کی نقل کر کے سٹوڈنٹ کونسل یا کسی مجاز اِدارے کی اپنے مسئلے کے بارے میں مثبت توجہ حاصل کرے۔

فعال شرکت (Active Participation)

شہریوں کا اپنے معاشرتی، معاشی اور سیاسی زندگی میں فعال اور مثبت کردار ادا کرنے کو فعال شرکت کہا جاتا ہے۔ ایک مستحکم، پائیدار اور کامیاب نظام کی نشانی یہ ہے کہ اُس ملک کے لوگ فعال اور متحرک شہری ہوتے ہیں اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں مثبت اور تعمیری کردار نہ صرف ادا کرتے ہیں بلکہ اُس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ حکومت تنہا یا عوامی حمایت و مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتی۔ حکومت کو عوام کی بھرپور مدد اور حمایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ عوام قومی مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں؛ وہ حکومت کی سرگرمیوں پر نظر رکھ کر اُس کی اِصلاح کیلئے تعمیری تنقید کرتے ہیں؛ حکومت کی اچھی کارکردگی سراہتے ہیں؛ مجرموں اور قانون شکن افراد کی نشاندہی کرتے ہیں؛ حکومت کی توجہ عوامی شکایات کی

NOT FOR SALE

طرف مبذول کرواتے ہیں اور حکومت کو اپنے تجاویز، مطالبات اور شکایات پہنچاتے ہیں۔ اگر عوام یہ کردار ادا نہ کرے تو حکومت کیلئے عوام سے باخبر ہونا ناممکن ہوجاتا ہے۔ اِس لیے اچھی شہریت کا ایک اہم خاصہ یہ ہے کہ لوگ ملکی اُمور میں متحرک شرکت کریں گے۔ ذیل میں فعال شرکت کے حوالے سے چند مفید سرگرمیاں دی جارہی ہیں:

سرگرمی ۱۔ مقننہ میں کسی زیرِ غور مسودہ پر ارکانِ اِسمبلی کو خط کے ذریعے رائے پہنچانا۔

سرگرمی ۲۔ ارکانِ اِسمبلی، حکومتی ارکان، سول سوسائٹی کے نمائندے کلاس میں بلانا اور زیرِ غور مسئلہ کے بارے میں جاننا۔

سرگرمی ۳۔ اِنتخابی منشور کی تیاری۔

کمیونٹی سروسز (Community Services)

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ سماجی فلاح کی سرگرمیوں میں رضاکارانہ طور پر حصہ لیں۔ ایسا کرنا خدمت بھی ہے اور عبادت بھی۔ دُکھی اِنسانیت کی خدمت ہر انسان کا بنیادی فرض ہے۔ ضرورت مند اِنسانوں کی خدمت کیلئے کوئی اور مخلوق نہیں آئے گی بلکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دُکھی اور ضرورت مند اِنسانوں کے کام آئیں۔ ایسی رضاکارانہ سماجی خدمت کی سرگرمیوں میں حصہ لینا کمیونٹی سروس کہا جاتا ہے۔ اگر طلباء و طالبات زمانہِ طالب العلمی سے یہی عادات اپنانا شروع کریں تو عملی زندگی میں وہ بہت فعال شہری ثابت ہوسکتے ہیں۔ بلا ذاتی غرض کے اِنسانیت کی خدمت میں جو سکون اور مزہ ہے شاید کسی اور چیز میں نہیں۔ طلباء و طالبات کی تربیت کیلئے ایسی سرگرمیوں میں شرکت بہت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر گاؤں میں شجرکاری کی مہم چلائی جاتی ہے؛ مفت طبی کیمپ کا اِہتمام کیا جاسکتا ہے؛ ایک خاص علاقے میں ہفتہ صفائی منائی جاسکتی ہے یا مختلف مقامات پر ڈینگی وائرس سے بچنے کے حفاظتی تدابیر پر پوسٹرز تیار کر کے آویزاں کیے جاسکتے ہیں۔ مندرجہ ذیل سرگرمیوں میں حصہ لے کر کمیونٹی سروس کو سمجھا جاسکتا ہے:

سرگرمی ۱۔ کمیونٹی سروس کے کسی سرگرمی میں شرکت اور اپنی رپورٹ پیش کرنا۔

سرگرمی ۲۔ اپنے تجربے یا مشاہدے کو کسی رسالے میں چھاپنے کیلئے بھیجنا۔

NOT FOR SALE

سانحوں یا حادثات میں خطرات کو کم کرنا (Disaster Risk Reduction)

سانحے اور حادثے اِنسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ جب تک اِنسان زندہ ہے اور یہ دُنیا آباد ہے اِنسانوں کو سانحوں اور حادثوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسے حالات میں حد سے زیادہ پریشانی اور اِضطراب، مایوسی، حوصلہ ہارنا اور بے بسی کا اِظہار کرنا اِن کے نقصانات میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ عظیم ہیں وہ لوگ جو ایسے حالات میں صبر کرتے ہیں اور خدا سے خیر اور امن کیلئے دُعا گو ہوتے ہیں۔ عظیم ہیں وہ لوگ جو ایسے حالات کا مقابلہ اِستقامت، عزم، ہمت، حوصلہ اور بہادری سے کرتے ہیں۔ سانحے یا حادثات ختم کرنا اِنسان کے بس سے باہر ہیں لیکن اِن کے نقصانات اور خطرات کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ اوسان خطا ہونے کی بجائے سوچنا چاہیئے کہ سب سے پہلے کیا کیا جائے۔ ایسے قابلِ عمل تدابیر اور سرگرمیوں کو سوچنا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ متاثرین کی خیر کا سبب بنیں۔ ذیل میں چند سرگرمیاں دی جا رہی ہیں:

سرگرمی ۱۔ فرضی حادثہ کرنا۔

سرگرمی ۲۔ سانحہ یا حادثہ کے خطرات کو کم کرنے کے اِقدامات کی نشاندہی کرنا اور احتیاطی تدابیر کرنا۔

سرگرمی ۳۔ سانحہ یا حادثہ پیش آنے کی صورت میں امدادی سرگرمیاں کرنا۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱۔ فعال شہری معاشرہ میں تخلیقی و۔۔۔۔۔کردار ادا کرتے ہیں۔

۲۔ فرضی سرگرمیوں کے ذریعے علم اور۔۔۔۔۔۔میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ حکومت کی اِصلاح کرنے کیلئے تعمیری۔۔۔۔۔۔کرنا چاہیئے۔

۴۔ بلا ذاتی غرض کے۔۔۔۔۔۔خدمت میں سکون اور مزہ ہے۔

۵۔ اوسان خطا ہونے کی بجائے۔۔۔۔۔۔چاہیئے۔

NOT FOR SALE

2۔ درجہ ذیل سوالات کے جواب یعنی ا، ب، ج، د میں سے ایک منتخب کر کے ہر سوال سامنے دیئے گئے خانہ میں لکھیں:

۱۔ فعال اور ذمہ دار شہری میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی جھلک نظر آتی ہے۔ ☐

(ا) حسد اور نفرت (ب) بدعنوانی (ج) اِحساسِ مدنیت (د) منفی سرگرمیوں

۲۔ صرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتے۔ ☐

(ا) ٹی وی اور ریڈیو (ب) تجربہ و مشاہدہ (ج) کتابوں (د) سوچنے

۳۔ حکومت تنہا یا۔۔۔۔۔۔۔حمایت و مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ ☐

(ا) دشمنوں کی (ب) عوامی (ج) طلبہ و طالبات (د) جاگیرداروں کی

۴۔ دُکھی اِنسانیت کی۔۔۔۔۔۔۔۔ہر انسان کا بنیادی فرض ہے۔ ☐

(ا) حق تلفی (ب) خدمت (ج) تعلیم و صحت (د) ملازمت

۵۔ حادثات کی صورت میں حد سے زیادہ پریشانی اور اِضطراب۔۔۔۔۔۔۔میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ ☐

(ا) نقصانات (ب) کامیابی (ج) مہنگائی (د) اقرباء پروری

3۔ کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
سماجی	شکایات
مطالبات و	مشاہدات
متحرک	مشق

NOT FOR SALE

تجربہ	خدمت
فرضی	شکن
قانون	شرکت

4۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

ا۔ فعال اور ذمہ دار شہری سے کیا مراد ہے؟

۲۔ اگر عملی سرگرمیوں میں حصہ لینا ممکن نہ ہو تو پھر طلبہ کو کیا کرنا چاہیئے؟

۳۔ فعال شرکت کی تعریف کریں۔

۴۔ کمیونٹی سروس سے کیا مراد ہے؟

۵۔ طلبہ وطالبات کیسے فعال شہری ثابت ہو سکتے ہیں؟

5۔ درجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

ا۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ شرکت کے ذریعے کیسے سیکھا جاسکتا ہے؟

۲۔ فعال شہریت یا کمیونٹی سروس پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

عملی سرگرمیاں:

ا۔ ایک فرضی انتخابی مہم چلائیں اور اپنے کلاس فیلوز کو ووٹ دینے پر آمادہ کریں۔

۲۔ اپنے سکول میں ہفتہ صفائی منائیں۔

۳۔ چند مشہور سماجی تنظیموں کے نام چارٹ پر لکھیں اور اُن شعبوں کو نمایاں کریں جن میں وہ سرگرم عمل ہیں

NOT FOR SALE

فرہنگ
(Glossary)

(الف)

اِستحصال (Exploitation): کسی حالت یا شخص کی مجبوری سے ذاتی مفاد کی خاطر ناجائز فائدہ اُٹھانا۔

اِنقلاب (Revolution): کسی حکومت یا نظام کو گرانا۔ نظام میں بنیادی تبدیلیاں۔ نظام کو تبدیل کرنا۔

اِنتہا پسندی (Extremism): اِنتہائی حربہ اِستعمال کرنا۔ پرتشدد راستہ اِختیار کرنا۔

اِرتقائی عمل (Evolutionary Process): درجہ بدرجہ تغیر، تبدیلی یا ترقی۔

اطاعت (Obedience): حکم ماننا۔

اخلاقیات (Morality): ذاتی ضمیر سے اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرنا اِس سے ہٹ کر کہ قانون یا ضابطے کا کیا کہنا ہے۔ اِنصاف کے معیار کے مطابق اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرنا۔

اِشتراکیت (Socialism): معاشی وسیاسی نظریہ کہ آمدنی اور پیداوار کے اہم اور بڑے ذرائع پر قومی اور اِجتماعی ملکیت قائم کیا جائے؛ ہر ایک سے اُس کی اِستعداد اور صلاحیتوں کے مطابق کام لیا جائے اور ہر ایک کو اُس کے کام کے مطابق بدلہ دیا جائے۔

اِشتمالیت (Communism): معاشی وسیاسی نظریہ کہ آمدنی اور پیداوار کے تمام ذرائع پر قومی اور اِجتماعی ملکیت قائم کیا جائے؛ ہر ایک سے اُس کی اِستعداد اور صلاحیتوں کے مطابق کام لیا جائے اور ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے مطابق بدلہ دیا جائے۔

اقلیت (Minority): ہر وہ گروہ خاص طور پر مذہبی گروہ جو کسی ملک میں اکثریت میں نہ ہو۔ مثلاً پاکستان میں عیسائی وغیرہ۔

اِتفاق رائے (Consensus): سب کا متفق ہونا۔

اِرتکاز (Centralization): طاقت یا دولت وغیرہ کا چند ہاتھوں میں جمع ہونا۔

NOT FOR SALE

افسر شاہی (Bureaucracy): ایسا نظام جس میں اصل اختیارات ملک کے اعلیٰ سرکاری ملازمین کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔

احساسِ مدنیت (Civic Sense): شہر یا ملک میں رہنے کا اِحساس۔ حقوق و فرائض سے واقفیت۔

اقرباء پروری (Nepotism): اہلیت کے خلاف اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ترجیح دینا۔

(ب)

بائیکاٹ (Boycott): کسی اِجلاس یا کسی اور سرگرمی میں بطورِ احتجاج نہ بیٹھنا یا وہاں سے نکلنا۔

بار اور بنچ (Bar and Bench): بار سے مراد وکلاء اور بنچ سے مراد جج صاحبان۔

(پ)

پالیسی (Policy): حکمتِ عملی۔

پنشن (Pension): سرکاری ملازمین کو ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد تنخواہ کا ایک خاص حصہ دینا۔

پسماندہ ممالک (Under-Developed Countries): وہ ممالک جنھوں نے ابھی ترقی کا سفر شروع نہیں کیا یا جو ترقی کے راستے پر گامزن نہیں۔

پائیدار (Sustainable): جو برقرار رہ سکے۔

(ف)

فلور کراسنگ (Floor Crossing): مقننہ میں ایک رُکن کا اپنے سیاسی جماعت سے وفاداری تبدیل کرنا۔

فلاحی ریاست (Welfare State): وہ ریاست جو عوامی فلاح کیلئے ترجیحی بنیادوں پر کام کرے خاص طور پر صحت، تعلیم اور روزگار کو یقینی بنائے۔

فریقین (Parties): کسی معاہدہ یا تنازعہ میں دونوں اطراف کے ملوّثین۔

فرقہ (Sect): کسی مذہب کے اندر نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر قائم گروہ۔

فرقہ واریت (Sectarianism): فرقوں کی بنیاد پر لڑائی، تنازعات اور اختلافات وغیرہ۔

NOT FOR SALE

(ت)

ترقی پسند (Progressive): تبدیلی چاہنے والے۔

پُرتشدد (Violent): خون ریز اور غیر پرامن۔

تنقید (Criticism): کسی چیز وغیرہ کا مثبت اور خاص طور پر منفی پہلوؤں پر روشنی ڈالنا۔

تفویضِ اختیارات (Delegation of Powers): وہ اختیارات جو ایک اعلیٰ اپنے ماتحت کو عارضی طور پر دیں۔

ٹیکنوکریٹ (Technocrat): پیشہ ور۔ وہ فرد جو ایک خاص شعبہ زندگی میں ماہر ہو اور اِسی اہلیت کی بنیاد پر اُسے نمائندہ مقرر کیا جائے۔

توثیق (Ratification): کسی معاہدہ وغیرہ کی مجاز حکام کی طرف سے آخری منظوری۔

ترقی پذیر (Developing): وہ ممالک جو ترقی کے راستے پر گامزن ہوں۔

تسلیم کرنا (Recognition): کسی ملک یا حکومت کا دوسرے ممالک یا حکومتوں کی طرف سے تسلیم کرنا اور اُس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنا۔

تخلیقی (Creative): مثبت۔ کارآمد۔ مفید۔

(ٹ)

ٹیرف (Tariff): کسی ملک کا درآمدات و برآمدات پر عائد کردہ ٹیکس۔

ٹرسٹ (Trust): اِنسانی فلاح کیلئے بااِعتماد افراد کی طرف سے قائم کردہ اِدارہ۔ مثلاً انصار برنی ویلفیئر ٹرسٹ۔

(ج)

جلاوطن (Exile): آبائی وطن سے باہر۔

جدول (Schedule): کسی دستاویز عام طور پر دستور کے آخر میں تفصیلات پر مبنی حصہ۔

جارحیت (Aggression): بلاوجہ کسی ملک میں فوجی مداخلت۔

NOT FOR SALE

جنونیت (Fanaticism): اپنی جماعت، عقیدہ، نظریہ، فرقہ یا مذہب وغیرہ میں جنون کی حد تک پہنچنا یا پُر جوش غیر عقلی انداز اپنانا۔

(ح)

حزبِ اختلاف (Opposition): وہ جماعت جو حکومت میں نہ ہو اور حکومت پر نظر رکھے۔

حزبِ اقتدار (Treasury): وہ جماعت جو حکومت یا اقتدار میں ہو۔

(خ)

خلوت (Privacy): دوسروں کی توجہ، نظروں اور مداخلت وغیرہ سے آزادی۔

خلفائے راشدین (Pious Caliphs): آپ ﷺ کے بعد چار خلفاء یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ۔

خام تیل (Crude Oil): زیرِ زمین تیل جو ابھی صاف نہیں کیا گیا ہو۔

(چ)

چیف جسٹس (Chief Justice): پاکستان کے سپریم کورٹ اور عدالتی نظام کا سربراہ۔

(د)

دارالامان (Dar ul Aman): وہ جگہ جہاں لاچار، بے سہارا، مظلوم، یتیم، بیسر اور بیواء وغیرہ کو امن کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔

دستاویز (Document): معلومات پر مبنی رسمی تحریری ٹکڑہ۔

اصولِ انصاف (Equity): عدل۔

(ر)

رُجعت پسند (Conservative): 'جوں کہ توں' کی صورتِ حال، روایتی رسم و رواج و اقدار کو پسند کرنے والے۔ کسی فوری تبدیلی کے خلاف۔

NOT FOR SALE

روایت پسند (Traditionalist): روایات اور ماضی کو پسند کرنے والے۔ خاص طور پر مذہبی و ثقافتی روایات کو پسند کرنے والے۔

رسم و رواج (Customs): وہ معاشرتی اُصول جو نہ کوئی بناتا ہے، نافذ کرتا ہے اور نہ کوئی خلاف ورزری پر سزاء دیتا ہے لیکن پھر بھی معاشرہ اِسے اِختیار کر کے اپنا نظام چلاتا ہے۔ وہ خودکار سماجی اُصول جو تحریری طور پر موجود نہیں ہوتے اور عدالتیں انہیں تسلیم نہیں کرتیں لیکن معاشرہ اِسے اختیار کرتا ہے۔

ریاستی اکائی (State's Unit): صوبے۔

ریٹائرمنٹ (Retirement): ایک خاص عمر یا دورانِ ملازمت کی تکمیل کے بعد ملازمت سے فارغ ہونا۔

رواداری (Tolerance): مخالف نظریات و مذہبی عقائد کیلئے کشادہ دلی کا مظاہرہ۔

رینجر (Ranger): ملکی سرحدات کی حفاظت، نگرانی اور گشت پر مامور سرکاری باوردی عملہ۔

(ژ)

ژان ژیک روسو (Jean Jacques Rousseau): فرانسیسی سماجی و سیاسی مفکر (1712-1778)۔

(س)

سرمایہ کاری (Investment): آمدنی حاصل کرنے کیلئے پیسہ لگانا۔ مثال کے طور پر کارخانہ لگانا، کاروبار کرنا، جائیداد خریدنا وغیرہ۔

سرمایہ دار (Capitalist): وہ لوگ جن کے پاس ضرورت سے زیادہ دولت ہو۔

سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism): معاشی و سیاسی نظریہ کہ آمدنی اور پیداوار کے اہم ذرائع پر نجی ملکیت قائم ہو۔ ریاست صرف نگرانی کی حد تک مداخلت کرتی ہے۔

سفارتی (Diplomatic): ایک ملک کا دوسرے ملک کے ساتھ قانونی اور عالمی قواعد و ضوابط کے مطابق تعلقات۔

NOT FOR SALE

سیمینار (Seminar): مختصر یا ایک دن پر مشتمل ایسا اجلاس جس میں ایک خاص موضوع پر اعلیٰ پائے کی پیشکش اور بحث کی جاتی ہے۔

سُرخ فیتہ (Red-Tapism): ایک اِنتظامی مسئلہ کہ فائل یا درخواست تاخیری حربوں کا شکار رہنا کر درخواست کنندہ سے ناجائز مطالبات پوری کروائی جائیں۔ سرکاری طریقہ کار جو غیر ضروری ہو، پیچیدہ ہو اور رکاوٹی ہو۔

(ش)

شق (Article): کسی معاہدہ یا دستور وغیرہ کا جُز۔

(ص)

صوابدیدی اختیار (Discretionary Power): وہ اختیار جس میں اختیار رکھنے والا کسی دوسرے کے ساتھ مشورے کا پابند نہ ہو۔

صحافت (Journalism): خبریں جمع کرنے اور چھاپنے کا پیشہ۔ میڈیا پر خبروں اور تبصروں وغیرہ سے منسلک لوگوں کا پیشہ۔

صوبائیت (Provincialism): صوبائی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دینا۔

(ض)

ضمیمہ (Supplement): کسی چیز کی کمی پورا کرنے کیلئے اِس میں مزید اضافہ۔ ایک چھاپ شدہ کتاب وغیرہ میں تصحیح، اضافہ یا تشریح وغیرہ کیلئے ایک مختصر اضافی مواد کا چھاپنا اور ساتھ شامل کرنا۔

(ط)

طبقاتی نظام (Class System): وہ نظام جو طبقات پر مشتمل ہو اور سب کیلئے یکساں نہ ہو۔

(ع)

علاقائیت (Regionalism): علاقائی مفادات کو قومی و اجتماعی مفادات پر ترجیح دینا۔

(غ)

غیر منقولہ ملکیت (Immovable Property) : وہ ملکیت جو ایک جگہ سے دوسری جگہ اصلی حالت میں منتقل نہ کیا جاسکے مثلاً قطعہ زمین۔

NOT FOR SALE

(ق)

قانون شکن (Offenders): قانون توڑنے یا خلاف ورزی کرنے والے۔

قدامت پسند (Conservatism): جو قدیم یا ماضی کے نظام کو پسند کرے اور جدت کو ناپسند کرے۔

قومیت (Nationality): کسی قوم کا رکن ہونے کا مرتبہ۔ افراد کا وہ گروہ جس میں نسل، زبان اور روایات وغیرہ کے حوالے سے یکسانیت ہو۔

قوم (Nation): ایک ایسا اِنسانی گروہ جو نسل، زبان، عادات، رسم ورواج، مذہب، رہائش و مفادات وغیرہ کے حوالے سے ایک ہو اور اُس کی اپنی ریاست ہو یا حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہو۔

قوم پرستی (Nationalism): قومیت پر فخر۔ جذبہ قومیت۔ قومیت اس جذبے یا احساس کا نام ہے جو بعض مشترک خصوصیات رکھنے والے افراد میں پایا جاتا ہے یہ لوگ اپنے اندر اتحاد کا ایک خاص جذبہ رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک سمجھتے ہیں یہ جذبہ لوگوں کو احساس دلاتا ہے کہ زندگی میں ان کا مفاد مشترک ہے۔

قبولیت (Acceptance): دوسرے فرد، گروہ، عقیدے، نظریئے اور نکتہ نظر وغیرہ کو ناپسند کرتے ہوئے بھی تسلیم کرنا کیونکہ وہ ایک حقیقت ہے۔

(گ)

گواہ (Witness): وہ فرد جو کسی واقعہ کو دیکھ چکا ہو اور پھر اُسے عدالت یا فیصلہ کرتے وقت اصلی حالت میں پیش کرے۔

(ل)

لسانی گروہ (Linguistic Group): زبان کی بنیاد پر اِنسانی گروہ۔

لوازمات (Essentials): لازمی چیزیں۔ کسی نظام یا کام وغیرہ ادا کرنے کیلئے پیشگی ضروریات۔ مثلاً کلاس کیلئے شاگرد، اساتذہ، کرسیاں اور بورڈ وغیرہ لوازمات ہیں۔

لاقانونیت (Lawlessness): جہاں قانون نہ ہو۔

(م)

محکوم (Ruled): وہ جن پر حکومت کی جاتی ہے۔

NOT FOR SALE

منتظم (Organized): ترتیب اور منصوبہ بندی کے ساتھ۔

مقتدر (Sovereign): اقتدار رکھنے والے۔

مواخذہ (Impeachment): کسی کو اپنے عہدے سے عدالتی طریقہ کار کے مطابق ہٹانا، اُسے صفائی کا موقع دینا۔

میڈیا (Media): ذرائع ابلاغ۔ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، ٹیلی فون، انٹرنٹ وغیرہ۔

مشاورت (Consultation): مشورہ کرنا۔

مستحقین (Deserving): حقدار لوگ۔

منقولہ ملکیت (Movable Property): وہ ملکیت جو ایک مقام سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکے مثلاً فرنیچر یا گاڑی وغیرہ۔

مگنا کارٹا (Magna Charta): برطانیہ کے بادشاہ جان اور عوام کے درمیان عوامی حقوق کا 1215ء میں ایک معاہدہ۔

مواصلات (Communication): وہ ذرائع جن کے ذریعہ کوئی خبر یا چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں مدد ملے۔

مبصر (Observer): کسی ادارے یا تنظیم وغیرہ میں ایسے افراد، گروہ یا ملک کا بیٹھنا جو اس کا باقاعدہ رُکن نہ ہو۔ جو صرف سُنے اور دیکھے۔

متصلہ اُمور (Concurrent Affairs): دستور 1973ء میں دیئے گئے وہ موضوعات جن پر پارلیمنٹ اور صوبائی اِسمبلیاں قانون سازی کر سکتی تھیں لیکن کسی تضاد کی صورت میں پارلیمنٹ کی بات مانی جاتی تھی۔ اب اٹھارویں ترمیم کی ذریعے یہ فہرست ختم کردی گئی ہے۔

مفروضہ (Hypothesis): تحقیق کے دوران فرض شدہ بات۔

مجاز حکام (Competent Authorities): وہ حکام جنہیں کسی کام یا حکم جاری کرنے کا قانونی اختیار حاصل ہو۔

NOT FOR SALE

مذاکرہ (Table Talks): کسی خاص موضوع پر ماہرین کی بات چیت۔

مکتبہ فکر (School of Thought): کسی موضوع، مسئلہ یا معاملہ وغیرہ پر ایک نظریہ یا سوچ رکھنے والے لوگ۔

مہذب معاشرہ (Civilized Society): تہذیب یافتہ معاشرہ۔

ملزم (Accused): جس پر اِلزام لگے لیکن ابھی جرم ثابت نہ ہو۔

مجرم (Criminal): جس پر جرم ثابت ہو۔

(ن)

نظم و نسق (Administration): دیکھ بھال کرنا، نگرانی کرنا، اُمور چلانا۔

نامزدگی (Nomination): اعلیٰ کی طرف سے ادنیٰ مقرر کرنا، مثلاً اُستاد کی طرف سے کلاس مانیٹر مقرر کرنا۔

نجی (Private): غیر سرکاری۔

نمائندگی (Representation): کسی کی جانب سے بولنا یا کسی سرگرمی وغیرہ میں مصروف ہونا۔ مثلاً ارکانِ اِسمبلی۔

(و)

وحدت (Unity): اِتحاد۔ یکجہتی۔ سالمیت۔

وراثتی (Hereditary): جو نسل در نسل منتقل ہو۔

ووٹ (Vote): رائے دہندگی۔

ویزہ (Visa): پاسپورٹ پر ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کیلئے سرکاری قانونی اجازت نامہ۔

ورکشاپ (Workshop): لوگوں کا ایک گروہ جو ایک تخلیقی موضوع پر کام کرتے ہیں اور موضوع پر بحث کرتے ہیں۔

(ی)

یونیسیف (UNICEF): اقوامِ متحدہ کا اِدارہ برائے اطفال۔

United Nations International Children Emergency Fund

NOT FOR SALE

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو
اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم
کیا جائے۔
(سورۃ الحجرات : ۱۰)

سچائی انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے
اور جھوٹ اسے ہلاک کر ڈالتا ہے (الحدیث)

Ubidullah

کچھ مصنف کے بارے میں

پروفیسر بختیار

ایم اے (تاریخ)، ایم اے (سیاسیات)، ایم اے (پشتو)
چیئرمین (شعبہ سیاسیات) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج صوابی

پروفیسر بختیار ایک تجربہ کار استاد اور کہنہ مشق مصنف ہیں انہوں نے تاریخ اور سیاسیات کے موضوعات پر تقریباً 40 کے قریب کتب تصنیف کی ہیں اس کے علاوہ وہ پشتو ادب پر بھی تین کتابوں کے مصنف ہیں۔ پروفیسر بختیار ایک عرصہ سے خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ سے بطور مصنف وابستہ ہیں۔

ایڈیٹر
محمد اسماعیل اتمانزئی

اختر نواز شہید کالج کھلابٹ ٹاؤن شپ، ہری پور میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔
مصنف 50 سے زائد کتابیں، کتابچے اور ریفرنس بکس تصنیف کر چکا ہے

NOT FOR SALE